چکنے چکنے پات

مصنفہ

مارک ٹوین

مترجمہ

بال کرشن

پبلشرز

انڈین اکیڈیمی ۲۹ نریندرا پیلس نیو دہلی

بار اول

قیمت مجلد روپیہ /لہ

یونین پریس دہلی

فہرست

پہلا باب

ٹم م م ... ٹام۔ خالہ پولی اپنے فرض سے متعلق فیصلہ کرتی ہے۔ ٹام موسیقی کی مشق کرتا ہے۔ دعوتِ مقابلہ۔ نجی آمد و رفت کے لئے دروازہ

"ٹام!"

جواب ندارد۔

"ٹام!"

جواب ندارد۔

"معلوم نہیں اس لڑکے کو کیا ہو گیا ہے؟ ٹم ٹام!"

جواب ندارد۔

بوڑھی خاتون نے اپنی عینک نیچے کھسکا لی اور اس کے اوپر سے کمرے میں ادھر ادھر دیکھا۔ اس نے پھر عینک اوپر چڑھا لی اور اس کے نیچے سے باہر دیکھا۔ وہ ایک لڑکے جیسی چھوٹی سی چیز عینک کی مدد سے کبھی کبھی یا کبھی نہیں دیکھا کرتی تھی۔ یہ عینک اس کی شان کو دوبالا کرنے والی اور اس کا حقیقی سرمایۂ ناز تھی۔ اسے کام لینے کی غرض سے نہیں بلکہ ایک امتیازی شان پیدا کرنے کے لئے بنوایا گیا تھا۔ ورنہ وہ تو اسٹو کے دو ڈھکنوں میں سے بھی اتنی ہی عمدگی سے دیکھ سکتی تھی۔ وہ ایک لمحہ کے لئے حیران و پریشان نظر آئی اور پھر اس نے غصے سے تو نہیں مگر اتنی بلند آواز میں کہ کمرے کا فرنیچر اس کی بات سن سکے کہا:

"بہت اچھا۔ شرط لگا کر کہتی ہوں کہ اگر میں نے تم کو پکڑ لیا تو میں ..."

اس نے اپنا جملہ پورا نہیں کیا کیونکہ اس وقت تک وہ نیچے جھک چکی تھی۔ اور جھاڑو پلنگ کے نیچے پھیر رہی تھی۔ اسے جھاڑو پھیرنے کے دوران میں سانس

لینے کے لئے لڑکے کی ضرورت تھی۔ وہ اندر کچھ تو رہا اور نہ کرسکی یکسی پلنگ کے نیچے سے بلی ضرور نکلی۔

"مجھے اس لڑکے کا کہیں نشان تک نظر نہیں آیا۔"

وہ کھلے دروازے کی طرف گئی اور اس میں کھڑی ہوگئی۔ اس نے باہر شاہ رود اور "جمپس" کے پودوں میں سے جن پر باغ مشتمل تھا جھانک کر دیکھا۔ ٹام یہاں بھی نہ تھا چنانچہ وہ فاصلے کے مطابق اپنی آواز کی رسائی کا اندازہ کر کے چلائی۔

"تم ... ٹام!"

اس کے پیچھے ایک خفیف سی آہٹ ہوئی۔ اور اس نے عین وقت پر پیچھے مڑ کر ایک چھوٹے سے لڑکے کو اس کے پیرہن سے لٹکی ہوئی رسی سے پکڑ لیا اور اس طرح اسے بھاگ جانے سے روک لیا۔

"دیکھو! پکڑ لیا نا۔ مجھے پہلے ہی اس کمرے کا خیال آنا چاہیے تھا۔"

"تم وہاں کیا کر رہے تھے؟"

"کچھ نہیں۔"

"کچھ نہیں۔ ذرا اپنے ہاتھوں اور منہ کی طرف تو دیکھو۔ وہ کیا چیز ہے؟"

"مجھے معلوم نہیں خالہ۔"

"خیر میں جانتی ہوں۔ یہ جام ہے۔ جام ہی تو ہے۔ میں تم سے چالیس بار کہہ چکی ہوں کہ اگر تم نے جام کو ہاتھ لگایا تو تمہاری کھال ادھیڑ دوں گی۔ لاؤ۔ یہ سوٹی مجھے دے دو۔"

سوٹی ہوا میں منڈلایا۔ جس سے شدید خطرہ پیدا ہوگیا۔

"اوہ میرے خدا۔ خالہ۔ ذرا اپنے پیچھے تو دیکھو۔"

بڑھیا فوراً گھوم گئی اور اس نے خطرے سے بچنے کے لئے اپنا اسکرٹ سمیٹ لیا۔ لڑکا بھاگ کھڑا ہوا اور جھٹ ہاتھوں اور گھٹنوں کے اونچے تختوں والی باڑھ پر چڑھ گیا اور اس کے اوپر سے غائب ہوگیا۔

اس کی خالہ پولی ایک لمحہ کے لئے حیرت زدہ کھڑی رہی۔ اور پھر آہستہ سے ہنس پڑی۔ بھاڑ میں بڑے لڑکا۔ کیا میں کبھی کچھ نہیں سیکھ سکتی۔؟ کیا وہ مجھ سے اتنی زیادہ چالیں نہیں چل چکا۔ کہ اب میں اس کی راہ دیکھوں۔؟ بات یہ ہے کہ بوڑھے احمق بہت بڑے احمق ہوتے ہیں۔ مشہور کہاوت ہے کہ بوڑھا طوطا نہیں پڑھ سکتا۔

اوہ میرے خدا! وہ تو دو دن بھی ایک سی چال نہیں چلتا۔ کسی کو خاک پتہ چلے کہ کیا ظہور میں آنے والا ہے؟ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ میرے برافروختہ ہونے سے پہلے وہ مجھے کہاں تک ستا سکتا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ ایک لمحہ میں مجھے کیسے ناراض کرسکتا ہے یا ہنسا سکتا ہے۔ بار بار یوں ہی ہوتا ہے اور میں اسے نہیں پیٹ سکتی۔ میں اس لڑکے کے سلسلے میں اپنا فرض ادا نہیں کر رہی ہوں۔ خدا جانتا ہے یہ ایک مسلم حقیقت ہے۔ مقدس کتاب (انجیل) میں لکھا ہے کہ بچے کو زدوکوب نہ کرو۔ تو بچہ خراب ہو جاتا ہے۔ میں جانتی ہوں میں اپنے اور اس کے لئے گناہ اور مصیبت کا انبار لگا رہی ہوں۔ اس میں ساری خاندانی خصوصیات ہیں۔ مگر وہ میرا مذاق اڑاتا ہے۔ بیچارہ میری مری ہوئی سگی بہن کا بیٹا ہے۔ نہ جانے کیا بات ہے کہ مجھ میں اس کے پیٹنے کا حوصلہ ہی نہیں ہے۔ جب میں اسے چھوڑ دیتی ہوں تو میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے اور جب اس کے کنپٹر ناپتی ہوں تو میرا بوڑھا دل قریب قریب ٹوٹ جاتا ہے۔ خیر۔ خیر۔ انجیل میں لکھا ہے کہ جو مرد عورت کے بطن سے پیدا ہوتا ہے وہ تھوڑے دن زندہ رہتا ہے۔ اور فتنہ و شر سے بھرپور ہوتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں یہ بات بالکل درست ہے۔ وہ آج شام گولف کھیلے گا اور کل مجھے اس کو لطف رسترا کا مہر لگانے کے لئے مجبور ہونا پڑے گا۔ سنیچر کے دن اسے کام کرنے پر مجبور کرنا بہت دشوار ہے کیونکہ تمام لڑکے چھٹی مناتے ہوتے ہیں۔ وہ کام سے اتنی نفرت کرتا ہے جتنی کسی اور چیز سے نہیں کرتا۔ مجھے اس کے سلسلے میں کچھ تو اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔ ورنہ میں اس بچے کی تباہی کا باعث بن جاؤں گی۔"

ٹام واقعی گولف کھیلتا رہا تھا۔ اور بہت لطف اندوز ہوا تھا۔ وہ گھر واپس آیا تو جم کی مدد کرنے کا تھوڑا ہی وقت باقی رہ گیا تھا۔ جم ایک چھوٹا سا سیاہ فام لڑکا تھا ٹام نے اگلے روز کے لئے لکڑیاں چیریں اور رات کے کھانے سے پہلے آگ جلانے کے لئے چھپٹیاں تیار کر دیں۔ خیر ٹام کم سے کم جم کو اپنے کارنامے سنانے کے لئے وقت پر ضرور پہنچ گیا تھا اور اس اثنا میں جم نے چوتھائی کام ختم کر چکا تھا۔ ٹام کا چھوٹا بھائی (یعنی اس کا سوتیلا بھائی) سِڈ اپنے حصے کا کام کر چکا تھا (چھپٹیاں چن چکا تھا) کیونکہ وہ ایک خاموش پسند اور پرسکون لڑکا تھا اور اس کے اطوار مہم بازانہ اور پریشان کن نہ تھے

جب ٹام رات کا کھانا کھاتے وقت موقع ملنے پر کھانڈ چرا رہا تھا تو اس کی خالہ پولی نے اس سے پُر فریب اور بہت گہرے سوالات پوچھے کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح ٹام کو اپنی ذات کے خلاف انکشافات کرنے کے جال میں پھنسا لے۔ وہ بزعم خود بہت سے سادہ لوح اشخاص کی طرح یہ اعتقاد رکھتی تھی کہ اسے ناقابلِ فہم اور پُر اسرار حکمت عملی کے لئے ذہانت ودیعت ہوئی ہے۔ وہ اپنے بالکل عیاں اور ظاہر ہتھکنڈوں کو ذہین عیاری کے عجوبے سمجھنے کی شائق تھی۔

اس نے کہا۔

”ٹام اسکول میں درمیانہ درجہ کی گرمی تھی۔ کیوں تھی نا؟“

”ہاں خالہ“

”بہت زیادہ گرمی تھی۔ کیوں تھی نا؟“

”ہاں خالہ“

”کیا تمہارا تیرنے کو جی نہیں چاہتا تھا ٹام؟“

ٹام کے دل میں ذرا خوف کی لہر اٹھی۔ تھوڑا سا بے چین کر دینے والا شک پیدا ہوا۔ اس نے خالہ کے چہرے کا جائزہ لیا جس سے اس کو کچھ پتہ نہ چل سکا۔ پس وہ بولا۔

”نہیں خالہ۔ کچھ زیادہ گرمی تو نہیں تھی۔“

بوڑھی خاتون نے ہاتھ بڑھایا اور ٹام کی قمیض کو اپنے ہاتھ سے مس کیا اور کہا۔

"اس وقت تم اتنے گرم تو نہیں ہو۔" اور یہ سوچ کر وہ خوش ہوئی کہ اس
کو پتہ چل گیا تھا کہ قمیض سوکھی ہے۔ اور کسی کو نہیں معلوم تھا کہ یہی بات اس کے دل
میں تھی۔ اس کی اس حرکت کے باوجود ٹام کو معلوم تھا کہ اب اونٹ کس کروٹ بیٹھ
رہا ہے۔ اس لئے اس نے وقت سے پہلے ہی آئندہ چال سوچ لی۔
"ہم میں سے کچھ لڑکوں نے اپنے سروں پر پانی ڈالا تھا۔ میرا سر ابھی تک گیلا
ہے۔ دیکھ لیجئے۔"
خالہ پولی کو اس بات پر پریشانی ہوئی کہ اس نے یہ عینی شہادت کیسے نظر
انداز کر دی اور اس طرح ایک چال چلنے سے رہ گئی۔ اس کے بعد اس کے دل میں ایک
نیا خیال آیا۔
"ٹام تم نے اپنے سر پر پانی ڈالنے کے لئے اپنی قمیض کا کالر اس جگہ سے تو نہیں
کھولا تھا۔ جہاں میں نے اسے سی دیا تھا۔ کیا تم نے ایسا کیا تھا؟ ذرا اپنے کوٹ کے بٹن کھول دو۔"
ٹام کے چہرے پر نمودار پریشانی کے آثار مٹ گئے۔ اس نے اپنا کوٹ کھول
دیا۔ قمیض کا کالر اچھی طرح سلا ہوا تھا۔
"چلو چھوڑو۔ اچھا جاؤ۔ میں تو یہ اطمینان کرنا چاہتی تھی کہ تم نے گولف کھیلا
ہے اور تیرتے رہے ہو۔ لیکن میں تمہیں معاف کئے دیتی ہوں ٹام۔ میرا خیال ہے تم جیسی
کہ ایک کہاوت ہے جھلسی ہوئی بلی ہو۔ خیر آئندہ خیال رکھنا۔"
اسے کچھ افسوس ہو رہا تھا کہ اس کی ساری ہوشیاری دھری رہ گئی تھی۔
مگر وہ کچھ خوش بھی تھی کہ ٹام نے اس کی چال میں آکر ایک بار تو فرماں بردارانہ طریقہ اختیار کر لیا۔
لیکن سڈنی بولا۔
"خیر۔ اب اگر میرا خیال غلط نہیں تو تم نے اس کا کالر سفید دھاگے سے سیا تھا۔
لیکن یہ تو کالا دھاگا ہے۔"
"ہاں میں نے تو سفید دھاگے ہی سے سیا تھا۔ ٹام!"
لیکن ٹام نے باقی باتوں کے لئے انتظار نہ کیا۔ اس نے باہر جاتے ہوئے دروازے

میں کھڑے ہو کر کہا۔

"یسڈی ۔ میں اس بات پر تمہیں خوب پیٹوں گا"

ٹام نے ایک محفوظ مقام پر پہنچ کر دو بڑی بڑی سوئیوں کا جائزہ لیا جو اس نے اپنے کوٹ کے گریبان کی دونوں نوکوں میں گھونپ رکھی تھیں۔ ان دونوں کے گرد دھاگا لپٹا ہوا تھا۔ ایک سوئی پر سفید اور دوسری پر سیاہ۔

اس نے کہا۔

"خالہ کو ہرگز پتہ نہ چلتا اگر سڈ اسے نہ بتاتا۔ خدا اس کا ستیاناس کرے۔ وہ کبھی سفید دھاگے سے سی دیتی ہے اور کبھی کالے دھاگے سے۔ میری تو تمنا ہے کہ خالہ سفید یا سیاہ دھاگوں میں سے کوئی ایک دھاگا استعمال کیا کرے۔ میں نہیں چاہتا کہ کالر کبھی سفید اور کبھی سیاہ دھاگے سے سیا جائے۔ لیکن میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ میں سڈ کو ضرور پیٹوں گا۔ میں اسے سبق سکھا کر رہوں گا"

وہ گاؤں کا مثالی لڑکا نہیں تھا۔ اگرچہ وہ مثالی لڑکے کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اور اس سے نفرت کرتا تھا۔

وہ دو منٹ کے اندر یا اس سے بھی کم مدت میں اپنی ساری پریشانیاں بھول چکا تھا۔ اس لئے نہیں کہ اس کی پریشانیاں انسان کی پریشانیوں کی نسبت رتی بھر کم وزنی یا کم تلخ تھیں۔ بلکہ اس لئے کہ ایک نئی اور شدید دلچسپی نے ان کو دبا کر اس کے دل و دماغ سے کچھ دیر کے لئے اس طرح نکال دیا تھا۔ جس طرح لوگوں کے مصائب نئے کارناموں کے جوش و خروش میں فراموش ہو جاتے ہیں۔ یہ نئی دلچسپی سیٹی بجانے کی جیتی بہا قرالی دھن تھی۔ جو اس نے ایک حبشی سے ابھی ابھی سیکھی تھی۔ اور وہ پورے اطمینان سے اس کی مشق کرنے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ سیٹی بجانے کا یہ انداز ایک پرندے کے خاص ڈھنگ سے آواز نکالنے کی طرح کا تھا۔ ایک قسم کا رواں ترنم جو موسیقی کے دوران میں تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد تالو کو زبان سے چھونے پر پیدا ہوتا ہے۔ اگر قاری کبھی ایک لڑکا رہا ہے تو اس کو غالباً یہ بات یاد ہو گی۔

وہ جلد ہی تن دہی اور انہماک کے باعث سیٹی بجانے کا ڈھب سیکھ گیا تھا۔ جب وہ سڑک پر چلتا تھا تو اس کا منہ ترنم سے اور اس کا دل تشکر سے لبریز ہوتا تھا۔ وہ بالکل اس ماہر فلکیات کی طرح خوشی محسوس کر رہا تھا جس نے کوئی نیا سیارہ دریافت کر لیا ہو۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جہاں تک پرجوش۔ گہری اور آمیزش کے بغیر مسرت کا تعلق تھا وہ اس لڑکے کو حاصل تھی ماہر فلکیات کو نہیں۔

موسم گرما کی شامیں طویل تھیں۔ ابھی اندھیرا نہیں ہوا تھا۔ ٹام نے دفعتہً سیٹی بجانی بند کر دی۔ اس کے سامنے ایک اجنبی کھڑا تھا۔ وہ ایک لڑکا تھا جو اس سے ذرا بڑا تھا۔ سینٹ پیٹرز برگ کے غریب چھوٹے اور کھلے گاؤں میں کسی عمر کا نووارد چاہے وہ مرد ہو یا عورت ایک دلنشیں عجوبہ تھا۔ یہ لڑکا بہت خوش پوش تھا اور اس نے ہفتہ کے دن اچھا لباس پہن رکھا تھا۔ یہ بات واقعی تعجب انگیز تھی۔ اس کی ٹوپی بہت ہی نفیس تھی۔ اس کا تنگ بٹنوں والا نیلے کپڑے کا کوٹ نیا اور صاف ستھرا تھا۔ اس کی پتلون کا بھی یہی عالم تھا۔ اس نے جوتے پہن رکھے تھے۔ اور آج ابھی جمعہ کا دن تھا۔ اس نے نکٹائی باندھ رکھی تھی۔ ایک فیتے کا چمکیلا ٹکڑا۔ اس کا رنگ ڈھنگ شہریوں جیسا تھا۔ جو ٹام کے دل میں جلن پیدا کر رہا تھا۔ ٹام اس شاندار عجوبے کی طرف جتنا زیادہ دیکھ رہا تھا اتنا ہی اس کی نفیس پوشاک پر ناک سکوڑ رہا تھا جس کے سامنے اس کی اپنی پوشاک حقیر سے حقیر تر بنی ہوتی چلی جا رہی تھی۔ دونوں میں سے کوئی لڑکا نہ بولا۔ اگر ان میں سے ایک حرکت کرتا تو دوسرا بھی حرکت کرتا۔ آڑا ترچھا۔ ایک دائرہ میں۔ وہ ہر لمحہ ایک دوسرے کے روبرو اور ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے رہے۔ آخرکار ٹام نے کہا۔

"میں تمہیں پیٹ سکتا ہوں"

"دیکھ لوں گا۔ ذرا کوشش تو کر دیکھ"

"ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ میں تمہیں پیٹ سکتا ہوں"

"نہیں۔ تم مجھے نہیں پیٹ سکتے"

"ہاں! میں پیٹ سکتا ہوں۔"

"نہیں! تم نہیں پیٹ سکتے"

"میں پیٹ سکتا ہوں"

"تم نہیں پیٹ سکتے"

"پیٹ سکتا ہوں"

"نہیں پیٹ سکتے"

ایک مضطربانہ خاموشی طاری رہی ۔ اس کے بعد طام نے کہا۔

"تمھارا نام کیا ہے۔؟"

"تمھارا اس سے کوئی واسطہ نہیں"

"خیر میں اسے اپنا واسطہ بنا لوں گا"

"تو بنا کیوں نہیں لیتے۔؟"

"اگر زیادہ باتیں بناؤ گے تو بنا بھی لوں گا"

"میں زیادہ باتیں بناؤں گا۔ زیادہ ۔ بہت زیادہ ۔ اب کہو"

"اوہ ۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ تم بہت ہوشیار ہو۔ کیوں سمجھتے ہو نا؟ اگر میں چاہوں تو اپنا ایک ہاتھ پیچھے بندھا ہونے کے باوجود تمھیں پیٹ سکتا ہوں"

"خوب ۔ تو پیٹتے کیوں نہیں ہو۔؟ تم کہتے ہو تم مجھے پیٹ سکتے ہو"

"اگر مجھ سے چھیڑ چھاڑ کرو گے تو تمھیں ضرور پیٹوں گا۔"

"ہاں! ہاں ۔ میں نے بڑے بڑوں کو اس کشمکش و پنج میں مبتلا دیکھا ہے"

"بہت ہوشیار بنتے ہو ۔ کیوں تم اپنے آپ کو بہت ہوشیار سمجھ رہے ہو نا؟ اوہ ذرا ٹوپی تو دیکھو"

"اگر تمھیں یہ ٹوپی پسند نہیں ہے۔ تم اسے اتار سکتے ہو۔ تم اسے اتار پھینکنے کی ہمت تو کرو ـــــ جو کوئی یہ ہمت کرے گا اسے دھول پھانکنی پڑے گی"

"تم جھوٹے ہو۔"

"تم بھی جھوٹے ہو"

"تم جھگڑالو جھوٹے ہو مگر مانتے نہیں ہو"

"جاؤ۔ جاؤ۔ اپنا راستہ ناپو۔"

"سنو اگر تم نے زیادہ بکواس کی تو پتھر اٹھا کر تمھارا سر پھوڑ دوں گا"

"ہاں۔ ہاں۔ ضرور پھوڑ دو گے"

"ہاں۔ پھوڑ دوں گا۔"

"تو پھر پھوڑ کیوں نہیں دیتے۔ بار بار یہ کیوں کہتے ہو، سر پھوڑ دوں گا۔ پھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ شاید تم ڈرتے ہو۔"

"میں بالکل نہیں ڈرتا"

"تم ڈرتے ہو"

"میں نہیں ڈرتا"

"تم ڈرتے ہو"

پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ دونوں نے پھر آنکھیں ملائیں اور ایک دوسرے کے گرد آڑے ترچھے چکر کاٹے۔ اچانک وہ کندھے سے کندھا جوڑ کر کھڑے ہو گئے۔

ٹام نے کہا۔ یہاں سے چلے جاؤ۔

"تم خود کیوں نہیں چلے جاتے"

"میں نہیں جاؤں گا"

"میں بھی نہیں جاؤں گا"

وہ دونوں اسی طرح کھڑے رہے۔ دونوں نے اپنا [illegible] ایسے [illegible] رکھا ہوا تھا جیسے حملہ کے لیے مستعد ہوں۔ [illegible] دونوں ہی پورا زور لگا کر دھکے دے رہے تھے۔ اور ایک دوسرے کو نفرت سے گھور رہے تھے۔ دونوں میں سے کسی کا داؤ نہ چل سکا۔ دونوں جبتک گرم نہ ہو گئے۔ ان کے گال تمتما نہ اٹھے تب تک جدوجہد کرتے رہے اور پھر دونوں نے احتیاط کے ساتھ اپنا تناؤ

کم کیا اور ٹام بولا۔

"تم بزدل اور کمینے پتے ہو ۔ میں اپنے بڑے بھائی کو تم پر چھوڑ دوں گا اور وہ اپنی چھنگلیا سے تمہارا بھرکس نکال دے گا ۔ اور میں اسے ضرور تمہارا بھرکس نکال دینے پر مجبور کروں گا"

"مجھے تمہارے بڑے بھائی کی کیا پروا ہے ۔ میرا بڑا بھائی تمہارے بھائی سے بھی بڑا ہے ۔ اور تو اور ۔ وہ تمہارے بھائی کو اس باڑھ کے اوپر سے پھینک سکتا ہے"

(دونوں بڑے بھائی محض خیالی تھے)

"جھوٹ ! بالکل جھوٹ ۔"

"تمہارے جھوٹ کہہ دینے سے جھوٹ تھوڑے ہی ہو جائے گا"

ٹام نے اپنے پاؤں کے بڑے پنجے سے مٹی پر لکیر کھینچ دی ۔ اور کہا ۔

"ذرا اس پر سے کودنے کی ہمت تو کرو ۔ اور میں تمہیں اتنا پیٹوں گا کہ تم کھڑے نہیں ہو سکو گے ۔ جو کوئی ایسا کرنے کی جرأت کرے گا وہ منہ کی کھائے گا"

نیا لڑکا فوراً ہی اس لکیر پر سے کود گیا اور بولا ۔

"تم نے ابھی کہا تھا تم مجھے پیٹو گے ۔ آؤ دیکھیں تم مجھے کس طرح پیٹتے ہو ۔"

"مجھے اب مجبور نہ کرو ۔ ذرا اپنا خیال رکھو ۔"

"خیر ۔ تم نے کہا تھا تم مجھے پیٹو گے ۔ تم مجھے پیٹتے کیوں نہیں ہو"

"قسم رسول آنے کی ۔ تم دو پیسوں میں مجھ سے پٹ جاؤ گے"

نئے لڑکے نے اپنی جیب سے دو چوڑے سکے نکالے اور تضحیک آمیز انداز میں ہتھیلی پر رکھ لئے ۔ ٹام نے وہ [illegible] پر گرا دیئے ۔ چشم زدن میں دونوں لڑکے مٹی میں لوٹنے اور رڑھکنے لگے ۔ وہ دونوں بلیوں کی طرح آپس میں گتھم گتھا تھے اور ایک لمحے کے لئے ایک دوسرے کے بال اور کپڑے [illegible] اور نوچتے [illegible] کی ناک پر مکے مارتے رہے اور [illegible] سے جھپٹتے رہے ۔ دونوں مٹی اور غلاظت سے اٹ گئے ۔ دفعتہً بس ہنگامہ برپا ہوا اندر جنگ کی دھند میں سے ٹام نمودار

وہ نئے لڑکے کے سینے پر سوار تھا اور اسے مکے مار رہا تھا۔

"بولو مری" اس نے کہا۔

وہ اپنے آپ کو صرف اس کے چنگل سے چھڑانے کی کوشش کرتا رہا۔ وہ شخص غصے کے مارے رو رہا تھا۔

"بولو مری" ٹام اس کے مکے مارتا رہا۔

آخر کار اجنبی لڑکے نے بیٹھی ہوئی آواز میں بمشکل کہا "مری" اور ٹام نے اسے چھوڑ دیا اور بولا۔

"یہ تمہیں سبق سکھانے کے لئے کافی ہے۔ آیندہ اس کا خیال رکھنا کہ تم کس سے چھیڑ خانی کر رہے ہو۔"

نیا لڑکا اپنے کپڑوں سے مٹی جھاڑتا۔ سسکیاں بھرتا۔ سوں سوں کرتا اور کبھی کبھی پیچھے مڑ کر دیکھتا اور سر ہلاتا اور یہ دھمکی دیتا ہوا چلا گیا کہ اگر اس نے آیندہ ٹام کو پکڑ لیا تو اس کی کیا گت بنائے گا۔ ٹام ہنسی ٹھٹھول سے اس کا جواب دیتا رہا اور فتح کا پرچم بلند کرتا ہوا چلا گیا جوں ہی اس نے پیٹھ موڑی نئے لڑکے نے پتھر اٹھا لیا۔ اسے کھینچ کر مارا۔ وہ پتھر ٹام کے کندھوں کے بیچ میں لگا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے مڑا۔ اور ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتا ہوا دوڑ گیا ٹام نے اس غدار کا اس کے گھر تک پیچھا کیا اور اس طرح اسے پتہ چل گیا کہ وہاں کہاں رہتا تھا۔

وہ کچھ دیر تک پھاٹک پر مورچہ بنائے کھڑا رہا جیسے وہ دشمن سے کہہ رہا ہو کہ وہ ذرا باہر آنے کی جرأت تو کرے لیکن دشمن کھڑکی میں سے اس کی طرف منہ بناتا رہا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ آخر کار دشمن کی ماں کھڑکی میں نمودار ہوئی اور اس نے ٹام کو ایک برا، شریر۔ اور بیہودہ لڑکا بتایا اور اسے حکم دیا کہ وہ وہاں سے چلا جائے۔ اس لئے وہ وہاں سے چلا آیا اور اس نے کہا کہ وہ اس لڑکے سے سمجھ لے گا۔

وہ اس رات بہت دیر سے گھر پہنچا اور جب وہ بڑی احتیاط کے
ساتھ اوپر چڑھ کر کھڑکی کے راستے اندر داخل ہوا تو اسے پتہ چلا کہ اس
کی خالہ گھات لگائے بیٹھی ہے۔ اور جب اس کی خالہ نے اس کے
کپڑوں کی حالت دیکھی تو اس کا یہ ارادہ اور بھی مضبوط ہو گیا کہ وہ اس
کی سنیچر کی چھٹی کو قید بامشقت میں تبدیل کر دے گی۔

دوسرا باب

شدید ترغیبات ـــــ عیارانہ حرکات
معصوموں کے ساتھ دھوکہ

سنیچر کی صبح ہو چکی تھی۔ موسم گرما میں ساری دنیا درخشندہ، تر و تازہ اور زندگی سے بھرپور تھی۔ ہر دل نغمہ سے لبریز تھا اور جو لوگ جوان تھے ان کے ہونٹوں سے موسیقی پھوٹی پڑتی تھی۔ ہر چہرے پر شگفتگی اور ہر قدم میں مستی تھی۔ لوکسٹ کے پیڑ اپنے جوبن پر تھے۔ اور شگوفوں کی خوشبو سے ہوا مہک رہی تھی۔ گاؤں سے دور اور اوپر کی طرف واقع کارڈف ہل، نباتات سے سرسبز تھا۔ اور دور افتادہ ہونے کی وجہ سے ایک طراوت بخش سرزمین نظر آ رہا تھا۔ خواب آلود۔ پرسکون اور دعوت انگیز۔

ٹام چھوٹی پگڈنڈی پر سفیدی کی بالٹی اور لمبے دستے والا برش لئے ہوئے نمودار ہوا۔ جب اس نے باڑھ کا جائزہ لیا تو اس کی ساری خوشی جاتی رہی اور اس کے جوش و خروش سے بھرے دل پر گہری اداسی مسلط ہو گئی۔ لکڑی کی باڑھ تیس گز لمبی اور نو فٹ اونچی تھی۔ اسے زندگی بے کیف نظر آئی اور وجود ایک بوجھ محسوس ہوا۔ اس نے سرد آہ بھرتے ہوئے اپنا برش سفیدی میں ڈبو دیا اور سب سے اوپر کے تختے پر پھیر دیا۔ اس نے یہ عمل دہرایا اور ایک بار پھر ایسا ہی کیا۔ اس نے سفیدی کی حقیر دھاری کا باڑھ کے دور تک پھیلے ہوئے بے سفیدی والے حصے سے موازنہ کیا اور دل شکستہ ہو کر پیڑ کے ٹھنٹھ پر بیٹھ گیا۔ جم ٹین کی بالٹی لئے ہوئے اچھلتا کودتا۔ اور "بفیلو گالز،" (ایک گیت) گاتا ہوا پھاٹک سے باہر آیا۔ ٹام اس سے پہلے قصبہ کے نل سے پانی لانا ہمیشہ ایک حقارت آمیز کام سمجھتا تھا لیکن اب اس کو یہ کام ایسا نہیں معلوم ہو رہا تھا۔ اسے یاد آیا کہ نل پر کچھ لوگ

بھی ہوتے ہیں۔ گورے۔ گندمی۔ اور کالے حبشی لڑکے اور لڑکیاں وہاں اپنی اپنی باری کے انتظار میں ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ وہ سستا رہے ہوتے ہیں یا کھیلنے کی چیزیں بیچ رہے ہوتے ہیں۔ یا جھگڑ رہے ہوتے ہیں۔ یا لڑ رہے ہوتے ہیں۔ یا شرارتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ اسے یہ بھی یاد آیا کہ پانی کا نل اگرچہ ایک سو پچاس گز دور تھا۔ لیکن جم پانی کی بالٹی لئے ہوئے کبھی ایک گھنٹے سے کم نہیں لوٹتا تھا اور اس پر بھی عام طور سے کسی کو اس کے پیچھے جانا پڑتا تھا۔ ٹام نے کہا۔

"سنو جم۔ اگر تم تھوڑی سی سفیدی کر دو تو پانی میں لا دوں گا" جم نے انکار میں سر ہلا دیا اور بولا۔

"ماسٹر ٹام۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بوڑھی خاتون نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ پانی مجھی کو لانا ہے اور کسی سے فضول باتیں کرنے کے لئے نہیں رکنا ہے۔ اس نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ ماسٹر ٹام مجھ سے سفیدی کرانے کے لئے کہے گا اس لئے اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں جاؤں اور اپنے کام سے واسطہ رکھوں۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ سفیدی کا کام وہ خود دیکھ لے گی"

اوہ، تم اس کی پروا نہ کرو کہ اس نے کیا کہا تھا۔ وہ ہمیشہ ایسی باتیں کیا کرتی ہے۔ لاؤ بالٹی مجھے دو۔ میں ایک منٹ میں آتا ہوں۔ اسے پتہ بھی نہیں چلے گا۔

"ماسٹر ٹام۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ میرا سر کاٹ دے گی۔ یقیناً وہ یہی کرے گی"

"نہیں۔ وہ کسی کو نہیں مارتی پیٹتی۔ اپنے انگشتانے سے صرف سر پر ضرب لگاتی ہے۔ تم خود ہی کہو۔ بھلا اس کی پروا کون کرتا ہے۔ وہ بہت سخت سست کہتی ہے۔ لیکن اگر رونے نہ لگے۔ تو اس کی باتوں سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ جم۔ میں تمہیں شیشے کا ایک انٹا دوں گا۔ سنگ مر مر کا ایک سفید ٹکڑا دوں گا۔

جم کے ارادے میں لغزش پیدا ہونے لگی۔

سنگ مرمر کا سفید ٹکڑا۔ آمنے سامنے ہو کر کھیلنے کے لئے انٹا۔

"وہ۔ میں تمھیں بتاؤں۔ یہ تو بہت ہی اچھا شیشے کا انٹا ہے۔ لیکن ماسٹر ٹام میں بوڑھی خاتون سے بہت ڈرتا ہوں"

"اور اس کے علاوہ اگر تم چاہو گے تو میں تمھیں اپنے پاؤں کا سوجا ہوا انگوٹھا بھی دکھا دوں گا"

رجم آخر انسان تھا۔ وہ اس لالچ کی تاب نہ لا سکا۔ اس نے اپنی بالٹی نیچے رکھدی اور شیشے کا سفید انٹا لے لیا۔ اور جب انگوٹھے پر سے پٹی کھولی جا رہی تھی۔ تو وہ گہری دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے اس پر جھک گیا۔ دوسرے ہی لمحہ وہ بالٹی لئے ہوئے گلی میں ہوا سے باتیں کرتا ہوا جا رہا تھا۔ اور اس کی پچھاڑی مٹک رہی تھی ٹام بڑی گرم جوشی کے ساتھ سفیدی کر رہا تھا اور خالہ پولی ہاتھ میں سلیپر لئے ہوئے کھیت سے واپس جا رہی تھی۔ اور اس کی آنکھوں میں کامیابی کی جھلک تھی۔

ٹام کی توانائی زیادہ دیر تک قائم نہ رہی۔ وہ اپنی اس تفریح کے بارے میں سوچنے لگا۔ جس کا منصوبہ اس نے اس دن کے لئے تیار کیا تھا۔ اور اس کے رنج و غم میں اضافہ ہو گیا۔ فارغ لڑکے بہت جلد ہر قسم کی لطف انگیز مہمات کے ارادے باندھے ہوئے دوڑے دوڑے آئیں گے۔ اور اس کو کام کرتا ہوا دیکھ کر اس کا خوب مذاق اڑائیں گے۔ اس خیال کے آتے ہی اس کے دل میں آگ سی لگ گئی۔ اس نے اپنی دنیاوی دولت باہر نکال کر اس کا جائزہ لیا۔ یہ دولت کھلونوں کے ٹکڑوں۔ شیشے کے انٹوں اور دیگر الم غلم اشیا پر مشتمل تھی اور شاید کام کے بدلے میں تفریح خریدنے کے لئے تو کافی تھی لیکن آدھ گھنٹہ کی کامل آزادی خریدنے کی نصف قیمت کے برابر نہیں تھی۔ بس اس نے اپنی حقیر اثاثہ جیب میں ڈال لی اور لڑکوں کی قوت کار خریدنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اس تاریک اور ناامیدی کے عالم میں اسے خیال آیا۔ ایک عظیم اور شاندار خیال۔

اس نے اپنا برش اٹھایا اور وہ بڑے اطمینان کے ساتھ کام میں جٹ

گیا۔ دفعتہً بین روجر نمودار ہوا۔ یہ وہی لڑکا تھا جس کے ٹھٹھے اور مذاق سے
وہ بہت ڈرتا رہا تھا۔ بین کی چال اچھل کود اور پھدکنے کے مترادف تھی۔ اس
کی چال اس بات کا کافی ثبوت مہیا کر رہی تھی۔ کہ اس کا دل خوش ہے اور وہ
بڑے ارمان لئے ہوئے آرہا ہے۔ وہ ایک سیب کھا رہا تھا اور تھوڑے
تھوڑے وقفہ کے بعد ایک لمبی اور پر ترنم سیٹی بجاتا تھا اور سیٹی کے بعد ڈنگ
ڈانگ۔ ڈانگ۔ ڈنگ۔ ڈانگ۔ ڈانگ۔ جیسی گہری آواز نکالتا تھا۔ کیونکہ
وہ اس وقت ایک دخانی کشتی کا پارٹ ادا کر رہا تھا۔ اس لئے پاس آکر اپنی
رفتار دھیمی کر لی۔ وہ گلی کے بیچوں بیچ آگیا اور کشتی کے دائیں سمت جھک گیا۔ پھر
کچھ سوچ کر اور بہت زور لگا کر بڑے رعب کے ساتھ گھوم گیا کیونکہ وہ "بگ
مسوری" (جہاز کا نام) بنا ہوا تھا اور اپنے خیال میں نو فٹ پانی اچھال رہا
تھا۔ وہ بیک وقت کشتی تھا۔ کپتان تھا اور انجن کی گھنٹیاں تھا اس لئے وہ
سمجھ رہا تھا کہ وہ اپنے طوفانی عرشہ پر کھڑا ہے۔ حکم دے رہا ہے اور حکم کی
تعمیل کر رہا ہے۔

"جناب اسے روک لیجئے۔ ٹنگ۔ اے۔ لنگ۔ لنگ" آگے چلنے کا
کوئی راستہ نہیں تھا اس لئے وہ ساتھ والی پگڈنڈی کی طرف بڑھا۔

"جہاز کو پیچھے لے جائیے۔ ٹنگ۔ اے۔ لنگ۔ لنگ" اس کے بازو سیدھے
ہو گئے اور پھر سختی کے ساتھ اس کے پہلوؤں سے لگ گئے۔

اسے دائیں طرف واپس لے جائیے۔ ٹنگ۔ اے۔ لنگ۔ لنگ۔ چاؤ
چو۔ واؤ۔ چاؤ۔ دریں اثنا۔ اس کا دایاں ہاتھ بڑے بڑے چکر بنا رہا تھا۔ جو
چالیس فٹ کے پہیے کی نمائندگی کر رہے تھے۔

اسے بائیں طرف واپس لے جائیے۔ ٹنگ۔ اے۔ لنگ۔ لنگ۔ چاؤ
چاؤ۔ چاؤ۔ اب اس کا بایاں ہاتھ چکر بنا رہا تھا۔

دایاں انجن بند کر دیجئے۔ ٹنگ۔ اے۔ لنگ۔ لنگ۔ بایاں انجن بند۔

کر دیجئے۔ اب بائیں طرف سے آگے آیئے۔ اسے روک لیجئے۔ اپنا بیرونی پہلو دھیرے سے موڑ دیجئے۔ ٹنگ۔ اے۔ لنگ۔ لنگ۔ چو۔ او۔ او۔ اس کا سرا باہر نکالیے۔ اب ذرا تیزی کے ساتھ ــــ اپنا اسپرنگ دار رسہ لایئے۔
آپ وہاں کیا کر رہے ہیں ؟ اس ٹوٹے کے گرد اس کی رسی پکڑ کر گھوم جایئے۔ مچان کے پاس کھڑے ہو جایئے۔ اور اب اسے چلنے دیجئے۔ انجنوں کا کام ختم ہو گیا جناب۔ ٹنگ۔ اے۔ لنگ۔ لنگ۔ شٹ۔ شٹ۔ شٹ۔
(آپ پیارا ٹونٹیاں کھولتا ہے)
ٹام سفیدی کر رہا تھا۔ اس نے دخانی کشتی کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ بین ایک لمحہ کے لئے گھورتا رہا اور پھر بولا۔
"اے تم۔ تم کھونٹے پر کھڑے ہو۔ کیا نہیں کھڑے ہو۔؟"
جواب ندارد۔ ٹام نے ایک مصور کی آنکھ سے اپنے برش کی آخری کارکردگی کو دیکھا۔ اور پھر ایک بار بڑے آرام سے برش پھیرا اور پہلے کی طرح اس کے نتیجہ کا جائزہ لیا۔ بین اس کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ سیب دیکھ کر ٹام کے منہ میں پانی بھر آیا۔ لیکن وہ اپنے کام میں جٹا رہا۔ بین نے کہا۔
"ہیلو۔ میرے پرانے دوست۔ کام کرنا پڑ رہا ہے۔؟"
"اوہ تم ہو بین۔ میں نے دیکھا ہی نہیں۔"
"سنو۔ میں تیرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ کیا تم نہیں جا سکو گے؟ نہیں۔ تمہیں کام کرنا ہے۔ کیوں کیا کام یہاں کرنا ہے۔ تمہیں تو دفعی کام کرنا ہو گا۔"
ٹام نے لڑکے کا سرسری جائزہ لیا اور بولا۔
"تم کام کس کو کہتے ہو۔؟"
"کیوں کیا یہ کام نہیں ہے۔؟"
ٹام نے سفیدی کرنے کا عمل جاری رکھا اور بے پروائی سے جواب دیا۔
ہاں ــ ہے بھی اور نہیں بھی ــ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ یہ کام ٹام

سائن کے لیئے بہت موزوں ہے"۔

"جانے بھی دو۔ تمھارے کہنے کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ تم اس کام کو پسند کرتے ہو،، برش چلتا رہا۔

"پسند کرتا ہوں؟ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اسے کیوں پسند نہ کروں۔ کیا کسی لڑکے کو سفیدی کرنے کا موقع ہر روز میسر آتا ہے۔؟"

اس جملے نے بات کو ایک نیا رنگ دے دیا۔ بین نے سیب کھانا بند کر دیا۔ ٹام نے بڑی نفاست کے ساتھ اپنا برش آگے پیچھے پھیرا اور اس کے اثر کا جائزہ لینے کے لئے پیچھے ہٹ گیا۔ پھر برش ادھر ادھر پھیرا۔ اور پھر اس کے اثر کی جانچ کی۔ بین اس کی ہر حرکت دیکھ رہا تھا۔ اس میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لینے لگا تھا اور زیادہ سے زیادہ منہمک ہوتا جا رہا تھا۔ دفعتہً اس نے کہا۔

"سنو ٹام۔ مجھے بھی ذرا سفیدی کر لینے دو"۔

ٹام سوچ میں پڑ گیا۔ وہ مانتے ہی والا تھا مگر اس نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا۔ نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا بین! سنو خالہ پولی عین سڑک پر واقع اس باڑھ کے بارے میں خاص طور پر محتاط ہے۔ تم تو جانتے ہو۔ ہاں اگر عقبی باڑھ ہوتی تو مجھے اور خالہ پولی کو کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ ہاں۔ ہاں۔ وہ اس باڑھ کے بارے میں خاص طور پر محتاط ہے۔ اس پر بڑی احتیاط کے ساتھ سفیدی کرنے کی ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہزاروں میں ایک لڑکا بھی ایسا نہ ہوگا۔ جو اس کام کو اس کے منشا کے مطابق انجام دے سکے"۔

"نہیں۔ اچھا تو یہ بات ہے؟ جانے بھی دو۔ مجھے ذرا کوشش کرنے دو تھوڑی سی دیر کے لئے۔ اگر میں تمھاری جگہ ہوتا تو یقیناً تمھیں سفیدی کرنے کی اجازت دے دیتا ٹام!"

خدا کی قسم بین۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں لیکن خالہ پولی۔۔۔ سنو جم! سفیدی کرنا چاہتا تھا مگر خالہ پولی نے اسے نہ کرنے دی۔ سڈ سفیدی کرنا چاہتا

تھا مگر اس نے سِڈ کو بھی اجازت نہ دی۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ میں کیسی مشکل میں پھنس گیا ہوں؟ اگر تم نے اس باڑھ پر سفیدی کی اور کوئی خرابی ہو گئی تو۔۔۔۔۔؟"

"اوہ چھوڑو بھی۔۔۔ میں تمہاری طرح احتیاط سے کام لوں گا۔ اب ذرا مجھے کوشش کر لینے دو۔ سنو۔ میں تمہیں اپنے سیب کے بیچوں بیچ کا گودا دیدوں گا"

"اچھا۔ یہ لے لوں۔۔۔ نہیں نہیں۔ اصرار نہ کرو۔ میں ڈرتا ہوں"

"میں تمہیں سارا سیب دے دوں گا۔"

ٹام نے چہرے پر ارضا مندی اور دل میں پھرتی سے کام لیتے ہوئے برش دے دیا۔ اور جب سابق دخانی جہاز "بگ مسوری" دھوپ میں کام کر رہا تھا۔ اور پسینے میں نہا رہا تھا فارغ فنکار جب ہی چھاؤں میں ایک پیپے پر بیٹھا ہوا اپنی ٹانگیں ہلا رہا تھا، سیب کھا رہا تھا۔ اور مزید معصوموں کو ذبح کرنے کے منصوبے باندھ رہا تھا۔ مال کی کوئی کمی نہیں تھی۔ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد لڑکے ادھر آتے رہے۔ وہ مذاق اڑانے آتے۔ لیکن سفیدی کرنے کے لئے وہاں رک جاتے۔ جب بین تھک گیا تو ٹام نے بلی فشر سے ایک پتنگ کے عوض میں جس کی اچھی طرح مرمت کی جا چکی تھی نیا سودا پٹا لیا۔ اور جب وہ بھی تھک کر چور ہو گیا تو جانی ملر کو ایک مردہ چوہے اور اسے جھلانے کے لئے ایک رسی کے بدلے میں خرید لیا اور لمحہ بہ لمحہ ایسا ہی ہوتا رہا۔ اور جب آدھی دوپہر بیت گئی تو ٹام جو صبح کے وقت ایک افلاس زدہ لڑکا تھا صحیح معنوں میں دولت میں کھیلنے لگا۔ مذکورہ بالا چیزوں کے علاوہ اس کے پاس بارہ شیشے کے انٹے تھے یہودی کے بربط کا ایک ٹکڑا تھا، نیلی بوتل کے شیشے کا ایک ٹکڑا تھا جس میں سے دیکھا جا سکتا تھا۔ ایک چرخی دار توپ تھی۔ ایک چابی تھی جس سے کوئی تالا نہیں کھل سکتا تھا۔ ٹین کا ایک سپاہی تھا۔ مینڈک کے دو بچے تھے۔ کتے کا پٹا تھا۔ لیکن کتا نہیں تھا۔ چاقو کا دستہ تھا۔ نارنگی کے چھلکے کے چار ٹکڑے تھے۔ اور پرانی شکستہ کھڑکی کا ایک چوکھٹا تھا۔ اس کا سارا وقت بیکار رہ کر

بہت مزے سے گزرا تھا۔ اسے بہت سے لڑکوں کی صحبت میسر آئی تھی۔ اور باڑھ پر سفیدی کی تین تہیں چڑھ گئی تھیں۔ اگر اس کی سفیدی ختم نہ ہو جاتی تو اس نے گاؤں کے سارے لڑکوں کو قلاش اور دیوالیہ بنا دیا ہوتا۔

ٹام نے دل ہی دل میں کہا آخر یہ دنیا اتنی بے کیف نہیں ہے۔ اس نے انسان کے عمل کا ایک عظیم اصول دریافت کر لیا تھا۔ یعنی کسی شخص یا لڑکے کو کسی چیز کا لالچ دلانے کے لئے صرف اتنا ضروری ہے کہ اس چیز کے حصول کو دشوار بنا دو۔ اگر ٹام اس کتاب کے مصنّف کی طرح عظیم اور دانشمند فلسفی ہوتا تو یہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہوتی کہ جب کوئی شخص کچھ کرنے پر مجبور ہو جائے تو وہ کام ہوتا ہے اور جب کوئی شخص کچھ کرنے پر مجبور نہ ہو تو وہ کھیل ہوتا ہے اور اس کو یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ کہ مصنوعی پھول بنانا یا پاؤں چکی چلانا کام ہے۔ بخلاف ازیں گیند لڑھکانا یا مونٹ بلانک پر چڑھنا محض تفریح ہے۔ انگلستان میں ایسے دولتمند معززین ہیں۔ جو موسم گرما میں ہر روز بیس یا تیس میل تک چار گھوڑوں والی مسافر گاڑی چلاتے ہیں۔ کیونکہ اس تفریح پر ان کا کافی روپیہ صرف ہوتا ہے۔ لیکن اگر ان کو اس خدمت کے لئے اجرت کی پیش کش کی جائے تو یہ تفریح کام میں تبدیل ہو جائے گی۔ اور وہ اس سے دست بردار ہو جائیں گے۔

ٹام تھوڑی دیر تک اس بنیادی تبدیلی پر غور کرتا رہا جو اس کے دنیاوی حالات میں رونما ہو گئی تھی اور پھر دھیرے دھیرے اپنے کام کی رپورٹ دینے کے لئے صدر مقام کی طرف چل پڑا۔

تیسرا باب ———

ٹام جرنیل کی حیثیت میں ——— کامیابی اور انعام

افسردہ کر دینے والی خوشی ——— از کتاب فعل اور ترکِ فعل

ٹام خالہ پولی کے سامنے جا کر پیش ہوا۔ جو خوشنما عقبی کمرہ میں کھلی کھڑکی کے قریب بیٹھی تھی۔ یہ کمرہ بیک وقت خوابگاہ۔ ناشتے کا کمرہ۔ کھانے کا کمرہ اور لائبریری تھا۔ موسم گرما کی نکہت بیز ہوا، پرسکون خاموشی۔ پھولوں کی خوشبو اور شہد کی مکھیوں کی غنودگی پیدا کر دینے والی بھنبھناہٹ اپنا اثر کر رہی تھی۔ چنانچہ وہ اپنے بنائی کے سامان پر جھکی ہوئی اونگ رہی تھی۔ اس کے پاس بلی کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔ اور وہ بھی اس کی گود میں سوئی پڑی تھی۔ اس نے حفاظت کی غرض سے اپنی عینک سفید بالوں والے سر پر چڑھا رکھی تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ ٹام کام چھوڑ کر کبھی کا چلا گیا ہوگا لیکن جب اس نے دیکھا کہ ٹام بڑی دلیری کے ساتھ پھر اس کے قابو میں آ گیا ہے تو اسے بڑی حیرت ہوئی۔ ٹام نے کہا۔ "خالہ۔ کیا اب میں کھیلنے کے لئے جا سکتا ہوں۔؟"

"ابھی سے؟ تم نے کتنا کام کیا ہے۔؟"

"سارا کام ختم ہو چکا ہے خالہ۔"

"ٹام مجھ سے جھوٹ نہ بولو۔ میں اسے برداشت نہیں کر سکتی"

"میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں خالہ۔ سارا کام ختم ہو چکا ہے"

خالہ پولی نے اس قسم کی شہادت پر کوئی یقین نہ کیا۔ وہ خود باہر دیکھنے کے لئے گئی۔ اگر اسے پتہ چلتا کہ ٹام کا بیان بیس فیصدی سچا ہے تو بھی وہ مطمئن ہو گئی ہوتی لیکن جب اس نے دیکھا کہ ساری باڑھ پر سفیدی ہو چکی تھی اور نہ صرف سفیدی

ہو چکی تھی بلکہ اس پر سفیدی کی موٹی تہہ اور تہہ بر تہہ چڑھ چکی تھی۔ اور زمین پر بھی سفیدی بکھیر دی گئی تھی تو اس کی حیرت تقریباً ناقابل بیان تھی۔ اس نے کہا۔

"خوب۔ میں تو کبھی سوچ ہی نہیں سکتی تھی لو۔ یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ ٹام اگر تمہارا ارادہ ہو تو تم کام کر سکتے ہو۔" اور پھر اس نے اپنی داد و تحسین کو یہ کہہ کر ہلکا کر دیا۔ "لیکن میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ تمہارا جی کام کرنے کو شاذونادر ہی چاہتا ہے۔ اچھا جاؤ۔ اور کھیلو۔ لیکن اتنا خیال رکھنا کہ اس ہفتہ میں کسی وقت گھر لوٹ آنا ورنہ میں تمہاری کھال ادھیڑ دوں گی۔"

وہ اس کی شاندار کامیابی سے اس قدر متاثر ہوئی تھی کہ اسے برتنوں کی الماری کے قریب لے گئی۔ اس نے ایک اچھا سا سیب چنا اور اسے دیدیا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ مصلحانہ لیکچر بھی دیا کہ جب کوئی نعمت از خود یا گناہ کے بغیر نیک اعمال سے حاصل ہوتی ہے تو اس کی لذت اور قیمت دوبالا ہو جاتی ہے۔ اور جس وقت وہ خوش ہو کر انجیلی آسودگی کے ساتھ الماری کا دروازہ بند کر رہی تھی ٹام نے ایک سموسہ اچک لیا۔

اس کے بعد وہ کودتا ہوا باہر نکلا اور اس نے سڈ کو باہر کی سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے دیکھا جو دوسری منزل پر عقبی کمرہ کی طرف جاتی تھیں۔ مٹی کے ڈھیلے پاس ہی پڑے تھے۔ چشم زدن میں فضا مٹی کے ڈھیلوں سے پُر ہو گئی۔ وہ سڈ کے اردگرد اولوں کی طرح برسنے لگے اور اس سے قبل کہ خالہ پولی اپنے حیرت زدہ حواس مجتمع کرتی اور بچاؤ کے لئے آتی مٹی کے چھ سات ڈھیلے اپنے نشانے پر بیٹھ چکے تھے اور ٹام باڑھ پر چڑھ کر غائب ہو چکا تھا۔ گھر کا پھاٹک بھی تھا لیکن ٹام کے پاس عام طور سے اسے استعمال کرنے کے لئے وقت بہت تنگ ہوتا تھا۔ اس کی روح پرسکون ہو گئی تھی۔ کیونکہ اب اس نے سڈ سے خالہ پولی کی توجہ کالے دھاگے کی طرف دلانے اور اسے مصیبت میں مبتلا کر دینے کا بدلہ لے لیا تھا۔

ٹام نے مکانوں کے بلاک کے گرد چکر کاٹا اور کیچڑ سے بھری گلی میں آ نکلا جو

اس کی خالہ کے گائے بھینسوں والے اصطبل کے پچھواڑے سے گذرتی تھی - وہ فوراً ہی گرفتاری اور سزا کی رسائی سے بحفاظت باہر ہو گیا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گاؤں کی چوپال کی طرف بڑھا جہاں لڑکوں کی دو فوجی کمپنیاں پہلے سے مقرر کئے گئے وقت کے مطابق جنگ کے لئے جمع تھیں - ٹام ان میں سے ایک کمپنی کا جرنیل تھا۔ جو ہارپر (اس کا لنگوٹیا) دوسری کمپنی کا جرنیل تھا۔ یہ دونوں عظیم کمانڈر خود لڑنے پر مائل نہیں ہوتے تھے - لڑنا تو چھوٹے آدمیوں کو زیب دیتا تھا - وہ تو مل کر برتر جگہ پر بیٹھے رہتے تھے۔ اور ان احکام سے جو ایڈی کانگوں کے ذریعہ جاری کئے جاتے تھے۔ میدان جنگ کی کارگذاریوں کی قیادت کیا کرتے تھے۔ ٹام کی فوج کو طویل اور کڑی جنگ کے بعد عظیم الشان فتح ہوئی۔ پھر ہلاک شدگان کو گنا گیا - قیدیوں کا تبادلہ ہوا۔ اگلی لڑائی کی شرائط طے پائیں اور ضروری جنگ کے لئے دن مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد دونوں فوجیں قطار رباندھ کر مارچ کرتی ہوئی چلی گئیں اور ٹام اکیلا گھر کی طرف روانہ ہوا -

جب وہ اس گھر کے قریب سے گذر رہا تھا جہاں جیف تھیچر رہتا تھا تو اس نے باغ میں ایک نئی لڑکی کو دیکھا - وہ نیلی آنکھوں والی چھوٹی سی خوبصورت لڑکی تھی جس کے زرد بال دو لمبی زلفوں میں گندھے ہوئے تھے - اس نے موسم گرما کی سفید فراک اور چھوٹی پتلون پہن رکھی تھی جس پر کشیدہ کڑھا ہوا تھا - نیا نیا کامران ہیرو ایک بھی گولی چلائے بغیر گھائل ہو گیا - ایمی لارنس نام کی ایک لڑکی اس کے دل سے غائب ہو گئی - اور اپنے پیچھے اپنی یاد تک نہ چھوڑ گئی - وہ سمجھتا تھا کہ اسے جنون کی حد تک اس سے عشق ہے - اس نے اپنے جوش محبت کو پرستش خیال کیا تھا - لیکن ذرا دیکھئے تو سہی یہ کس قدر جلد مٹ جانے والا لگاؤ تھا - اس نے اس کے دل پر فتح پانے کی مہینوں کوشش کی تھی - ابھی ایک ہفتہ ہی ہوا تھا کہ اس لڑکی نے اس سے اپنی محبت کا اعتراف کیا تھا - وہ صرف سات مختصر دنوں تک دنیا کا مسرور ترین اور مغرور ترین

لڑکا رہا تھا اور یہاں ایک ہی لمحہ میں وہ اس کے دل سے اس طرح غائب ہو گئی تھی۔ جس طرح کسی پردیسی کا قیام ختم ہو جاتا ہے۔

وہ اس نئی فرشتہ صورت لڑکی کو اس وقت تک دزدیدہ نگاہوں سے پرستش کرتا رہا جبتک اس نے یہ نہ دیکھ لیا کہ اس لڑکی کو بھی اس کی موجودگی کا پتہ چل گیا ہے۔ اس کے بعد اس نے یہ بہانہ کیا جیسے اسے معلوم ہی نہ ہو کہ وہ بھی وہاں موجود ہے۔ اور اس نے لڑکپن کے تمام مضحکہ خیز طریقوں سے نمود و نمائش شروع کر دی تاکہ وہ اس سے داد حاصل کر سکے۔ اس نے کچھ دیر تک یہ بے تکی حماقت جاری رکھی لیکن رفتہ رفتہ جب وہ خطرناک حمیناسٹک کا کرتب دکھا رہا تھا۔ اس نے ایک طرف ہو کر نظر ڈالی تو اس نے دیکھا کہ وہ لڑکی گھر کی طرف جا رہی تھی۔ ٹام باڑھ تک چلا آیا اور اس پر جھک گیا۔ وہ بہت رنجیدہ تھا اور امید کر رہا تھا کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے رک جائے گی۔ وہ لڑکی ایک لمحہ کے لئے سیڑھیوں پر رکی اور پھر دروازے کی طرف بڑھی اس نے دہلیز پر قدم رکھا تو ٹام کے لبوں سے ایک لمبی سرد آہ نکل گئی لیکن فوراً ہی اس کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا کیونکہ اس لڑکی نے گھر کے اندر غائب ہونے سے ایک لمحہ پہلے پھولوں کا پودا باڑھ کے اوپر سے اچھال کر پھینک دیا تھا۔

لڑکا بھاگا اور اس پھول سے ایک یا دو فٹ کے فاصلہ تک پہنچ کر رک گیا اور اس کے بعد اس نے اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھوں پر چھاؤں کر لی اور گلی میں دیکھنے لگا۔ جیسے اس سمت میں اسے کوئی دلچسپ چیز مل گئی ہو۔ دفعتہً اس نے ایک تنکا اٹھا لیا اور اس کو اپنا سر پیچھے کی طرف دور تک ٹیڑھا کر کے ناک پر ٹکانے کی کوشش کرنے لگا اور جب وہ اس کوشش میں ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی جانب حرکت کر رہا تھا تو اس پھول کے قریب تر ہوتا جا رہا تھا۔ آخرکار اس کا ننگا پاؤں اس پھول پر پڑ گیا۔ اس کے لچکدار پنجے نے اس پھول کو دبوچ لیا اور وہ یہ خزانہ لئے ہوئے پھدکتا ہوا چلا گیا اور نکڑ پر جاکر

غائب ہو گیا۔ لیکن غائب ہوا تو صرف ایک لمحے کے لئے، تاکہ وہ اس پھول کو اپنے کوٹ کے اندر اپنے دل کے قریب یا غالباً اپنے پیٹ کے قریب بٹن میں لگا سکے کیونکہ وہ علم تشریح اجسام سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتا تھا اور کسی بھی لحاظ سے خردہ گیر نہیں تھا۔

وہ اب واپس آگیا اور رات ہونے تک باڑھ کے گرد منڈلاتا رہا اور پہلے کی طرح نمود و نمائش سے کام لیتا رہا۔ لیکن وہ لڑکی پھر نمودار نہیں ہوئی۔ تاہم اپنے دل کو اس امید سے بہلاتا رہا کہ وہ اس اثنا میں کسی کھڑکی کے قریب کھڑی رہی تھی۔ اور اس کے التفات سے آگاہ تھی۔ آخر کار وہ بادل نخواستہ گھر کی طرف چل پڑا۔ اس کا دماغ تصورات سے بھرپور تھا۔

وہ رات کے کھانے کے دوران میں اتنا خوش تھا کہ اس کی خالہ کو تعجب ہو رہا تھا کہ "اس لڑکے کو کیا ہو گیا ہے۔" اسے سِڈ پر مٹی کے ڈھیلے پھینکنے کے لئے اچھی ڈانٹ پلائی گئی۔ اور اس نے اس کی ذرا بھی پروا نہ کی اس نے اپنی خالہ کی آنکھوں کے سامنے کھانڈ چرانے کی کوشش کی اور اس کی انگلیوں کے جوڑوں پر طمانچہ پڑا۔ وہ بولا۔

"خالہ۔ جب سِڈ کھانڈ اٹھاتا ہے تو تم اسے نہیں مارتی ہو۔"

"ہاں۔ سِڈ تمہاری طرح کسی کو ستاتا بھی تو نہیں ہے۔ اگر میں تم پر نگاہ نہ رکھوں تو تم ہمیشہ کھانڈ میں ہاتھ مارتے رہو۔"

دفعتہً وہ باورچی خانے میں چلی گئی۔ اور سِڈ نے ڈانٹ سے بچ جانے کی کوشش میں کھانڈ کے پیالے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ یہ ایک طرح سے ٹام پر اپنی عظمت جتانے کا اشارہ تھا جو اس کے لئے تقریباً ناقابل برداشت تھا۔ لیکن سِڈ کی انگلیاں پھسل گئیں اور پیالہ گر پڑا اور ٹوٹ گیا۔ ٹام پر فرط انبساط سے وجد طاری ہو گیا۔ وہ اس قسم کی وجد آفرینیوں کے دوران میں اپنی زبان پر قابو پا لیتا تھا اور خاموش ہو جایا کرتا تھا۔ اس نے اپنے آپ سے کہا

کہ وہ ایک لفظ تک نہیں کہے گا۔ اس وقت بھی نہیں بولے گا جب اس کی خالہ اندر آ جائے گی۔ وہ اس سے یہ پوچھنے تک کہ یہ شرارت کس نے کی تھی۔ بےحس و حرکت بیٹھا رہے گا اور پھر وہ سارا قصہ بتائے گا۔ اور لاڈلے مثالی لڑکے کو ڈپٹنا، دیکھنے کی نسبت اس دنیا میں اور کوئی اچھی بات نہیں ہو گی۔ اس کا دل فخر و مباہات سے اس قدر لبریز تھا کہ جب بوڑھی خاتون واپس آئی اور شکستہ پیالے کے اوپر کھڑی ہو کر اپنی عینک پر سے غیض و غضب کی بجلیاں گرانے لگی تو وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا۔ اس نے اپنے آپ سے کہا۔ "اب شامت آئی کہ آئی"، اور دوسرے لمحے وہ فرش پر چت لیٹا ہوا تھا۔ مضبوط ہتھیلی دوبارہ ضرب لگانے کے لئے اوپر اٹھی ہی تھی کہ ٹام چلایا۔

"ٹھہریئے۔ آپ مجھے کیوں مار رہی ہیں۔ پیالہ سڈ نے توڑا ہے۔"

خالہ پولی رک گئی۔ وہ گھبرا گئی تھی۔ اور ٹام تشفی آمیز ہمدردی کا منتظر رہا۔ لیکن جب خالہ پولی دوبارہ بولنے کے قابل ہوئی تو اس نے صرف اتنا کہا۔

"اُف — میرا خیال ہے کہ تمھیں بے جا مار نہیں پڑی۔ بس اتنا ہی کافی ہے کہ میں جب یہاں نہیں تھی تو تم ایک اور گستاخانہ شرارت پر تل گئے۔"

اور پھر اس کے ضمیر نے اس کی ملامت کی۔ وہ کوئی مشفقانہ اور پیار بھری بات کہنا چاہتی تھی۔ لیکن اس نے فیصلہ کیا کہ ایسا کرنا یہ اعتراف کرنے کے مترادف ہو گا کہ غلطی اس کی تھی۔ ضابطہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا — لہذا وہ خاموش رہی اور دکھی دل کے ساتھ اپنے کام میں مشغول رہی۔ ٹام ایک گوشہ میں دبک گیا اور اپنے غم و آلام کو بڑی وقعت دیتا رہا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کی خالہ اپنے جی ہی جی میں اس کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکی ہوئی تھی۔ اور وہ اس آگاہی پر بڑے روکھے پن کے ساتھ مطمئن تھا۔ وہ کوئی اشارہ نہیں کرے گا۔ کسی بات پر توجہ نہیں دے گا۔ اسے معلوم تھا کہ آنسوؤں کی دھند میں سے ایک متجسس نگاہ اس پر بار بار پڑ رہی تھی۔ لیکن وہ اسے پہچاننے سے انکار کر رہا تھا۔

اس نے اپنے ذہن میں ایک تصویر بنائی ہے کہ وہ بستر مرگ پر پڑا ہے اور اس کی خالہ
اس پر جھکی ہوئی ہے اور اس کے منہ سے معاف کر دینے والا ایک لفظ سننے کی طلبگار
ہے لیکن وہ دیوار کی طرف منہ موڑ لے گا اور اس لفظ کو زبان سے ادا کئے بغیر مر
جائے گا۔ آہ! اس وقت وہ کیا محسوس کرے گی ؟ اور پھر اس نے یہ تصویر
بنائی ہے کہ اسے دریا سے گھر لایا گیا ہے۔ وہ مر چکا ہے۔ اس کے گھنگریالے
بال بھیگے ہوئے ہیں۔ اور اس کا دکھی دل پرسکون ہو چکا ہے۔ وہ کس طرح اپنے
آپ کو اس پر گرا دے گی۔ اور کس طرح اس کے آنسو گریں گے۔ جیسے بارش
ہو رہی ہو۔ اور اس کے ہونٹ خدا سے دعا مانگ رہے ہوں گے کہ وہ
اس کو اس کا لڑکا لوٹا دے۔ اور اب وہ اسے ہرگز ہرگز کبھی گالی نہ دے گی۔
لیکن وہ وہاں ٹھٹھرا ہوا اور سفید پڑا رہے گا۔ کوئی حرکت نہیں کرے گا۔ بیچارا
مصیبت زدہ لڑکا جس کے تمام دکھ ختم ہو چکے ہیں۔ وہ ان دردناک خوابوں
سے اپنے احساسات کو ہوا دیتا رہا۔ اس کا گلا رندھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں
آنسو بھرنے لگے جس سے وہ دھندلی ہو گئیں۔ وہ آنکھ جھپکتا تو آنسو چھلک
پڑتے۔ نیچے کی طرف بہتے ہوئے اس کی ناک پر سے ٹپکنے لگتے۔ اس کے نزدیک
اپنے دکھوں کو مٹانا ایک ایسی عشرت تھی کہ وہ یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا
یہ اطمینان بخش مسرت اس کی اس عشرت میں رخنہ انداز
ہو۔ وہ اس رابطہ کی نسبت زیادہ مقدس تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب
اس کی خالہ زاد بہن میری دیہات میں ایک ہفتہ کی طویل مدت گزار کر دوبارہ
گھر پہنچنے کی خوشی سے بھرپور ناچتی ہوئی کمرے میں آئی۔ تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا

اور ایک دروازے سے باہر بادلوں اور اندھیرے میں چلا گیا۔
کیونکہ دوسرے دروازے سے میری گیت اور دھوپ
اندر لے آئی تھی۔

وہ لڑکوں کی جانی پہچانی عیش گاہوں سے دور نکل گیا اور ویران جگہیں تلاش

کرتا رہا۔ جو اس کے جذبات سے ہم آہنگ تھیں۔ اسے دریا میں ایک لمبی کشتی میں دعوت سیر دی اور وہ اس کے بیرونی گوشے پر بیٹھ گیا۔ ندی کی بے کیف وسعت پر غور کرتا رہا اور اس وقت یہ خواہش کرتا رہا۔ کہ کاش وہ فطرت کے وضع کردہ تکلیف دہ عام طریقے سے دوچار ہوئے بغیر فوراً ہی غیر شعوری طور پر ڈوب سکتا۔ پھر اسے اپنے پھول کا خیال آیا۔ اس نے وہ پھول باہر نکال لیا جو مسلا ہوا اور پژمردہ تھا۔ اس پھول نے اس کی افسردہ بہجت میں اضافہ کر دیا۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر اس کو بتہ چل جائے تو کیا وہ اس پر ترس کھائے گی؟ کیا وہ رونے گی اور یہ چاہے گی کہ اسے یہ حق ہے کہ وہ اس کی گردن میں اپنے بازو ڈال دے اور اس کو تسلی دے۔ اس تصویر نے اس کے دل میں ایسے مسرت انگیز دکھ کا کرب پیدا کر دیا۔ کہ اس نے بار بار اپنے ذہن میں یہ تصویر بنائی اور اسے نئی اور مختلف روشنیوں میں دیکھا۔ حتیٰ کہ اس نے اس تصویر کو بھی تار تار کر دیا۔ آخرکار وہ آہیں بھرتا ہوا اٹھا۔ اور اندھیرے میں چل پڑا۔

وہ ساڑھے نو یا دس بجے اس ویران گلی میں پہنچا جہاں اس کی ان جانی محبوبہ رہتی تھی۔ وہ ایک لمحہ کے لیے رک گیا۔ اس کے سنتے ہوئے کانوں میں کوئی آواز نہ پڑی۔ دوسری منزل کی کھڑکی کے پردے پر موم بتی کی مدھم روشنی پڑ رہی تھی۔ کیا وہ مقدس مورت وہاں موجود تھی۔؟ وہ باڑھ پر چڑھ گیا۔ پودوں میں سے دبے پاؤں آگے بڑھتا رہا اور اس کھڑکی کے نیچے جا کھڑا ہوا۔ وہ دیر تک اوپر کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے دل میں جذبات اٹڈے ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ اس کھڑکی کے نیچے زمین پر لیٹ گیا۔ وہ چت لیٹا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ اپنے سینے پر باندھ رکھے تھے۔ اور اپنا بے بضاعت مرجھایا ہوا پھول پکڑ رکھا تھا۔ ہاں۔ اس طرح وہ سرد دنیا میں مر جائے گا۔ اس کے بے گھر سر کے اوپر کوئی چھت نہیں ہوگی۔ اس کے ابروؤں سے موت کی نمی پونچھنے والا کسی دوست کا ہاتھ نہ ہوگا۔ جب جانکنی کا عظیم لمحہ آئے گا تو کوئی پیارا چہرہ اس پر ترس کھا کر جھکا ہوا

نہ ہوگا اور جب وہ باہر جھانک کر راحت فزا صبح کا منظر دیکھے گی تو اسے اس عالم میں پائے گی۔ اور۔ آہ۔ کیا وہ اس کے بے جان اور بے یار و مددگار جسم پر ایک چھوٹا سا آنسو گرائے گی؟

کیا وہ ایک درخشاں اور جوان زندگی بدن سختی سے ٹھٹھری ہوئی اور بے وقت کاٹ کر پھینکی ہوئی دیکھ کر چھوٹی سی آہ بھرے گی۔؟

کھڑکی کھلی اور ایک خادمہ کی کرخت آواز نے پاکیزہ سکوت کو ملوث کر دیا۔ اور شہید کی نعش کو پانی میں ڈبو دیا۔

وہ ہیرو جس کا دم گھٹ رہا تھا۔ آرام کا سانس لینے کے لئے نتھنوں سے آواز نکالتا ہوا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ہوا میں پھینکے ہوئے پتھر کی سرسراہٹ سنائی دی جس میں گالی کی بڑبڑاہٹ شامل تھی۔ اس کے بعد شیشے کی کھڑکھڑاہٹ جیسی آواز پیدا ہوئی اور ایک چھوٹا اور دھندلا ہیولے باڑھ پر چڑھ گیا۔ اور اندھیرے میں تیر کی طرح بھاگ گیا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد جب ٹام بستر پر دراز ہونے کے لئے کپڑے اتار چکا تھا تو موم بتی کی روشنی میں اپنے بھیگے ہوئے کپڑوں کا جائزہ لینے لگا۔ سڈ جاگ پڑا۔ لیکن اگر اسے کسی بات کی طرف اشارہ کرنے کا خیال آیا بھی تو وہ کچھ سوچ کر چپ رہا۔ کیونکہ اس نے ٹام کی آنکھوں میں خطرہ بھانپ لیا تھا۔

ٹام سونے سے پہلے دعا مانگنے کی مستزاد کوفت کے بغیر بستر میں جا لیٹا اور سڈ نے اس ترک عمل کو ذہن نشین کر لیا۔

چوتھا باب ـــــــــ

ذہنی قلابازیاں ـــــــ سنڈے اسکول جانا
سپرنٹنڈینٹ ـــــــ نمود ونمائش

آفتاب پرسکون دنیا پر نمودار ہوا۔ اور اس کی کرنیں رحمت و برکت کی طرح پرسکون گاؤں پر پڑنے لگیں۔ ناشتہ ختم ہوگیا تو خالہ پولی نے خاندانی عبادت کا اہتمام کیا۔ یہ عبارت انجیل کے اقتباسات کے نصابوں پر مبنی دعا سے شروع ہوئی جس میں طبعزاد خیالات کا ہلکا سا مسالہ بھی ملا ہوا تھا اور خالہ پولی نے اس بلندی پہ سے شرع موسوی کا گمبھیر باب پڑھ کر سنایا جیسے وہ کوہ سینا سے بول رہی ہو۔

اس کے بعد ٹام نے بولنے کے لئے کمر کس لی۔ اور اپنی آیات یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ سڈ نے اپنا سبق کئی دن پہلے یاد کر لیا تھا۔ ٹام نے پانچ شعر یاد کرنے میں اپنی ساری قوت صرف کر دی تھی۔ اس نے حضرت عیسٰی کے پہاڑی وعظ کا ایک حصہ چنا تھا۔ کیونکہ ان سے مختصر آیات اسے کہیں اور نہیں مل سکیں۔ آدھ گھنٹے کے بعد ٹام کو اپنے سبق کا دھندلا سا خیال آیا۔ وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکا۔ کیونکہ اس کا سارا ذہن سارے انسانی فکر و خیال کا میدان طے کر رہا تھا اور اس کے ہاتھ آنے والی تفریحات کے خیال سے ہل رہے تھے۔ میری نے اس کی قرات سننے کے لئے اس کی کتاب پکڑ لی۔ اور ٹام نے دھند میں اپنا راستہ ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"مبارک ہیں۔ آ۔ آ۔"

"بیچارے۔"

"ہاں۔ ہاں۔ بیچارے۔ مبارک ہیں بیچارے آ۔ آ۔"

"پست ہمت لوگ"
"مبارک ہیں بیچارے پست ہمت لوگ کیونکہ انہیں۔ انہیں۔"
"ان کی۔"
"مبارک ہیں۔ بیچارے پست ہمت لوگ کیونکہ خدا کی روحانی سلطنت ان کی ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رنج کرتے ہیں کیونکہ وہ"
"وہ۔ وہ"
"کیونکہ وہ۔"
"وہ۔ وہ"
"کیونکہ وہ ۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہے۔"
"وہ"
"ہاں ۔ وہ ۔ کیونکہ وہ۔ آ۔آ۔ رنج کریں گے۔ آ۔آ۔ مبارک ہیں۔ وہ لوگ ۔ جو۔ آ۔آ۔ رنج کریں گے ۔ کیونکہ وہ ۔۔ رنج کریں گے۔ کیا؟ میری تم مجھے بتاتی کیوں نہیں ہو۔ تم اتنی کمینگی کا اظہار کیوں کر رہی ہو؟"
"اوہ۔ ٹام ۔ پیارے کند ذہن لڑکے ۔ میں تمھیں ستا نہیں رہی ہوں۔ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتی۔ جاؤ اور جا کر دوبارہ اپنا سبق یاد کرو۔ ہمت ہارنے کی ضرورت نہیں ۔ ٹام تم یاد کر لو گے ۔ اگر یاد کر لو گے تو میں تمھیں ایک بہت اچھی چیز دوں گی ۔ جاؤ ۔ بہت اچھے لڑکے ہو"
"اچھی بات ہے۔ لیکن وہ چیز کیا ہے میری ۔ بتاؤ وہ کیا ہے۔؟"
"ٹام ۔ تم فکر نہ کرو ۔ تم جانتے ہو۔ اگر میں کہتی ہوں کہ وہ اچھی چیز ہے تو وہ ضرور اچھی چیز ہوگی۔"
"کیا تم شرطیہ ٹھیک بات کہہ رہی ہو ۔ بہت اچھا ۔ میں دوبارہ کوشش کرتا ہوں"

اس کی دوبارہ کوشش کامیاب رہی۔ اس نے اشتیاق اور ہونیوالے فائدہ نے دوہرے دباؤ کے تحت اتنے جوش وخروش سے کوشش کی کہ اسے شاندار کامیابی نصیب ہوئی۔ میری نے اسے بالکل نیا بارلو چاقو دیا۔ جس کی قیمت ساڑھے بارہ سینٹ تھی۔ اس کی رگ و پے پر خوشی کا ایسا عالم طاری ہو گیا کہ سر سے پاؤں تک کپکپا اٹھا۔ یہ تو ٹھیک تھا کہ وہ چاقو کوئی چیز کاٹ نہیں سکتا تھا۔ لیکن بلاشبہ بارلو چاقو تھا۔ اس میں ایک ناقابل فہم شان تھی۔ خبر نہیں مغربی لڑکوں کے دل میں یہ خیال کہاں سے پیدا ہوا تھا کہ اس قسم کا ہتھیار ایسی ضرب لگا سکتا ہے جو اس کی لگائی ہوئی ضرب معلوم نہ ہو۔ لیکن ابھی تک یہ مرعوب کر دینے والا بھید تھا اور شاید ہمیشہ ایک بھید رہے گا۔ ٹام نے اس چاقو سے برتنوں کی الماری کو داغدار بنانے کا جتن کیا اور وہ بہت سے خانوں والی میز پر اپنا عمل شروع کرنے والا تھا کہ اسے سنڈے اسکول کے لئے کپڑے تبدیل کرنے کی خاطر بلا لیا گیا۔

میری نے اسے پانی کا برتن اور صابن کا ٹکڑا دیا اور وہ باہر چلا گیا اور اس نے وہاں برتن چھوٹی سی بینچ پر رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے صابن پانی میں ڈبویا اور رکھ دیا۔ اس نے اپنی آستینیں چڑھالیں۔ زمین پر بڑی آہستگی سے پانی انڈیلا اور پھر باورچی خانے میں داخل ہوا اور دروازے کے پیچھے تولیے کے ساتھ بڑی تیزی سے منہ پونچھنے لگا۔ میری نے تولیہ چھین لیا اور بولی۔

"تمھیں شرم نہیں آتی ٹام۔ تمھیں اتنا برا نہیں بننا چاہیئے۔ پانی سے تمھیں تکلیف تو نہیں ہوگی۔"

ٹام۔ تھوڑا سا پریشان ہو گیا۔ برتن میں دوبارہ پانی ڈالا گیا۔ اس دفعہ وہ تھوڑی دیر تک اس برتن کے پاس کھڑا رہا۔ وہ ارادہ باندھ رہا تھا۔ اس نے ایک لمبا سا سانس لیا۔ اور منہ دھونا شروع کر دیا۔ جب وہ جلدی سے باورچی خانے میں داخل ہوا تو اس کی دونوں آنکھیں بند تھیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے تولیہ ٹٹول رہا تھا۔ اس کے چہرے سے پانی اور میل ایک روشن ثبوت بن کر ٹپک

رہا تھا لیکن جب اس نے تولیہ میں سے چہرہ نکالا تو وہ اطمینان بخش طور پر دھلا ہوا نہیں تھا۔ کیونکہ چہرے کا صاف حصہ صرف اس کی ٹھوڑی اور اس کے جبڑوں تک پہنچتا تھا ایک نقاب کی طرح ۔ اس خط سے نیچے اور دور تک اس زمین کا سیاہی مائل رقبہ تھا جس کی سینچائی نہیں کی گئی تھی اور یہ رقبہ اس کی گردن کے گرد سامنے اور پیچھے تک پھیلا ہوا تھا۔ میری نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور جب وہ اپنا کام ختم کر چکی تو ظاہر انسان اور کھائی بن چکا تھا۔ اور رنگ کا کوئی امتیاز باقی نہیں رہا تھا۔ اس کے بھیگے ہوئے بالوں کو بڑی نفاست کے ساتھ برش سے سنوار دیا گیا تھا۔ اس کے بالوں کے چھوٹے چھوٹے کنڈلوں کو نفیس اور ہموار تاثر عطا کر دیا گیا۔

(وہ نجی طور پر اپنے بالوں کے کنڈلوں کو بڑی محنت اور دشواری کے ساتھ ہموار کر لیا کرتا تھا۔ اور اپنے بالوں کو اپنے سر کے اوپر خوب بٹھا لیا کرتا تھا۔ کیونکہ وہ گھنگر یالے بالوں کو زنانہ پن کے مترادف سمجھتا تھا۔ اس کے اپنے گھنگر یالے بالوں نے اس کی زندگی کو تلخ بنا دیا تھا) اس کے بعد میری نے اس کا وہ سوٹ نکالا جو گزشتہ دو برس میں صرف اتوار کو استعمال کیا جاتا تھا۔ اس سوٹ کو "اس کے دوسرے کپڑوں" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس سے ہم یہ جان سکتے ہیں کہ اس کے پاس کپڑے کتنے تھے۔ ٹام نے سوٹ پہن لیا تو لڑکی نے اس کو "بنایا اور سنوارا"۔ اس نے اس کے کوٹ کے بٹن اس کی ٹھوڑی تک بند کر دیئے۔ اس کی قمیض کا بڑا کالر اس کے کندھوں پر پھیلا دیا۔ برش سے اس کے کپڑے جھاڑے اور اس کے سر پر نشکیں والی چتکبری ٹوپی کا تاج پہنا دیا۔ وہ نہایت بنا ٹھنا اور بے چین نظر آنے لگا وہ اتنا ہی بے چین تھا جتنا نظر آ رہا تھا۔ کیونکہ پورے کپڑوں اور صفائی میں ضبط و تکلف تھا جو اسے سخت ناگوار گزر رہا تھا۔ اسے امید تھی کہ میری اس کے جوتے بھول جائے گی۔ لیکن اس کی امید کے پرخچے اڑ گئے۔ اس نے عام رواج کے مطابق اس کے جوتوں پر چکنا ہٹ مل دی ہے اور انھیں باہر لے آئی۔ وہ بہت برا فروختہ ہو گیا اور اس نے کہا۔ اس سے ہمیشہ وہ کام کروایا جاتا ہے جو وہ

کرتا نہیں چاہتا۔ لیکن میری نے اسے ترغیب دیتے ہوئے کہا۔

"براہ کرم۔ ٹام۔ تم بہت اچھے لڑکے ہو۔"

بالآخر اس نے دانت کٹکٹاتے ہوئے جوتے پہن لئے۔ میری بہت جلد تیار ہو گئی۔ اور تینوں بچے سنڈے اسکول کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ وہ جگہ تھی جس سے ٹام بہت نفرت کرتا تھا۔ لیکن سڈ اور میری اس کے بہت شائق تھے۔

سنڈے اسکول کے اوقات کار نو سے ساڑھے دس بجے تک تھے۔ اس کے بعد کلیسا میں نماز شروع ہوتی تھی۔ دو بچے تو اپنی مرضی سے وعظ سننے کے لئے رک جاتے تھے۔ لیکن تیسرا بچہ بھی کچھ زیادہ مضبوط اسباب کی بنا پر وہاں ٹھہرا کرتا تھا۔ کلیسا کی اونچی پشتوں والی گدیوں کے بغیر نشستوں پر تقریباً تین سو اشخاص بیٹھ سکتے تھے۔ عمارت چھوٹی اور سادہ تھی۔ اس کے اوپر صنوبر کے تختوں کا ایک بکس مینار کا کام دے رہا تھا۔ ٹام دروازہ پر پہنچ کر پیچھے رہ گیا۔ اس نے ایک قدم پیچھے اٹھایا تو اس کی مڈبھیڑ اپنے ایک ساتھی سے ہو گئی جس نے اتوار کا لباس پہن رکھا تھا۔

"ہو بلی۔ کیا تمھارے پاس زرد ٹکٹ ہے؟"

"ہاں۔"

"اس ٹکٹ کے بدلے میں کیا لوگے؟"

"کیا دے سکتے ہو؟"

"چارے کا ٹکڑا اور مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔"

"ذرا دکھاؤ تو۔"

ٹام نے وہ دونوں چیزیں دکھا دیں۔ وہ اطمینان بخش تھیں اور اس طرح املاک کا تبادلہ ہو گیا۔ اس کے بعد ٹام نے دو سفید انٹوں کے بدلے میں تین سرخ ٹکٹ خریدے اور دو نیلے ٹکڑوں کے لئے چھوٹی چھوٹی الم غلم چیزیں دے دیں۔ اس نے آنے والے دوسرے لڑکوں کو بھی راہ میں روک کر لوٹ لیا۔ اور دس یا

پندرہ منٹ تک مختلف رنگوں کے ٹکٹ خریدتا رہا۔ اب وہ کلیسا میں صاف ستھرے اور شور مچاتے ہوئے لڑکوں اور لڑکیوں کے ہجوم کے ساتھ داخل ہوا۔ اپنی نشست کی طرف بڑھا اور جو پہلا لڑکا ملا اس سے جھگڑا شروع کر دیا۔ استاد ایک گمبھیر اور معمر شخص تھا۔ اس نے مداخلت کی۔ اس کے بعد اسے اپنی پیٹھ موڑے ہوئے ابھی ایک لمحہ بھی نہیں گزرا تھا کہ ٹام نے اگلے بنچ پر بیٹھے ہوئے ایک لڑکے کے بال کھینچ لئے۔ اور اس لڑکے نے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو ٹام کتاب پڑھنے میں محو تھا۔ فوراً ہی اس نے ایک اور لڑکے کے پن چبھو دی۔ تاکہ اس کو "اف" کہتا ہوا سن سکے۔ استاد نے ایک بار پھر اس کی سرزنش کی ٹام کی ساری جماعت چنچل شور مچانے والے اور جھگڑالو لڑکوں پر مشتمل تھی۔ جب وہ اپنا سبق سنانے لگتے تھے۔ تو ان میں سے کسی کو بھی مکمل طور پر اپنے سبق یاد نہیں ہوتے تھے۔ بہر کیف وہ جوں توں کر کے اپنا سبق سنا دیتے تھے۔ اور ہر لڑکے کو چھوٹے چھوٹے نیلے ٹکڑوں کی صورت میں انعام ملتا تھا۔ ہر ٹکٹ پر انجیل کا اقتباس ہوتا تھا۔ دو آیات پڑھنے پر نیلا ٹکٹ ملتا تھا۔ دس نیلے ٹکٹ ایک سرخ ٹکٹ کے برابر تھے۔ اس سرخ ٹکٹ کے ساتھ نیلوں ٹکڑوں کا تبادلہ ہو سکتا تھا۔ دس سرخ ٹکٹ ایک زرد ٹکٹ کے برابر تھے۔ دس پیلے ٹکڑوں کے بدلے میں سپرنٹنڈنٹ شاگرد کو ایک سادہ جلد والی بائیبل دیتا تھا۔ اس سستے زمانہ میں اس کی قیمت ۴۰ سینٹ تھی)۔ اس کتاب کے کتنے ایسے قارئین ہوں گے جو ایک سادہ بائیبل کی خاطر دو ہزار آیات حفظ کرنے کے لئے محنت اور صبر سے کام لے سکتے ہوں۔ اس کے باوجود میری نے اس طرح دو بائیبلیں حاصل کی تھیں۔ یہ صبر و تحمل سے کیا گیا دو سال کا کام تھا اور ایک لڑکے نے جس کے والدین جرمن تھے چار یا پانچ بائیبلیں انعام میں لی تھیں ایک دفعہ اس نے کہیں اٹکے بغیر تین ہزار آیات سنائی تھیں۔ لیکن اس کی ذہنی صلاحیتوں پر اس کا بہت دباؤ پڑا تھا اور اس روز کے بعد سے وہ پاگلوں سے تھوڑا ہی بہتر تھا۔ یہ اسکول کی المناک بدقسمتی تھی۔ کیونکہ عظیم الشان

موقع پر سپرنٹنڈنٹ (ٹام کے بیان کے مطابق لوگوں کے سامنے ہمیشہ اس لڑکے سے کہا کرتا تھا کہ وہ آگے آئے اور اپنے جوہر دکھائے۔ صرف وہ شاگرد جو بڑے ٹھٹھ سے اپنے ٹکٹ اپنے پاس رکھتے تھے۔ اور دیر تک اس پر مشقت کام میں جٹے رہتے تھے تاکہ بائبل حاصل کر سکیں۔ لہذا ایسے کسی انعام کا دیا جانا ایک نادر اور قابل ذکر واقعہ ہوا کرتا تھا۔ اس روز کامیاب شاگرد اتنا عظیم اور جاذب توجہ ہوتا تھا کہ اس موقع پر ہر طالب علم کے دل میں ایک نیا ارمان جوش مارتا تھا جو اکثر کئی ہفتوں تک قائم رہتا تھا۔ ممکن ہے ٹام کے دماغی پیٹ نے اس قسم کے انعام کی بھوک واقعی محسوس نہ کی ہو۔ لیکن بلا شبہ اس کا سارا وجود کئی روز سے اس عظمت اور اس عظمت کے ساتھ پیدا ہونے والی دھوم دھام کے لئے تڑپ رہا تھا۔

اس درمیان میں سپرنٹنڈنٹ منبر کے سامنے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں حمد و ثنا کی بند کتاب تھی۔ اور اس کی انگشت شہادت اس کتاب کے اوراق میں پھنسی ہوئی تھی۔ اور وہ حاضرین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا رہا تھا۔ جب سنڈے اسکول کا سپرنٹنڈنٹ رواجی اور مختصر سی تقریر کرتا ہے تو اس کے ہاتھ میں حمد و ثنا کی کتاب کا ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کسی گویے کے ہاتھ میں لکھی ہوئی موسیقی والے کاغذ کا ہونا ناگزیر ہے جو پلیٹ فارم پر ذرا آگے بڑھ کر کھڑا ہوتا ہے اور مجلس موسیقی میں تنہا گاتا ہے۔ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ یہ ایک راز سربستہ ہے۔ کیونکہ دکھ جھیلنے والا شخص حمد و ثنا کی کتاب اور لکھی ہوئی موسیقی کا کاغذ کبھی اٹھا کر دیکھتا ہی نہیں ہے۔ یہ سپرنٹنڈنٹ پینتیس برس کا پتلا دبلا شخص تھا جس کی بکرے جیسی ڈاڑھی زرد اور سرخی مائل تھی۔ اور اس کے بال چھوٹے اور زرد سرخی مائل تھے۔ اس نے کھڑا اکڑا ہوا کالر پہن رکھا تھا۔ جس کا بالائی کنارا اس کے کانوں تک پہنچتا تھا اور جس کی تیز نوکیں مڑ کر اس کے منہ کے کناروں سے آگے نکلی ہوئی تھیں۔ یہ ایک ایسی باڑھ تھی جو اسے سیدھا آگے ہی دیکھنے پر مجبور کرتی تھی۔ جب اسے اپنے پہلو کا کوئی منظر دیکھنا ہوتا

تھا تو اسے اپنا سارا جسم گھمانا پڑتا تھا۔ اس کی ٹھوڑی پھیلے ہوئے گلو بند پر ٹکی ہوئی تھی۔ یہ گلو بند بنک کے نوٹ جتنا چوڑا اور لمبا تھا۔ اس کے کنارے جھالردار تھے۔ اس کے بوٹوں کے نیچے اس زمانہ کے رواج کے مطابق اوپر کی طرف مڑے ہوئے تھے۔ برف گاڑیاں چلانے والے لوگوں کی طرح۔ نوجوان گھٹنوں تک اپنے نیچے دیوار کے ساتھ لگا کر بیٹھے رہنے سے بڑی محنت اور صبر و تحمل کے ساتھ یہ انداز پیدا کیا کرتے تھے۔ مسٹر والٹرز کا چہرہ متین تھا۔ اور ان کا دل پر خلوص اور ایماندار تھا۔ وہ مقدس چیزوں اور مقامات کا اتنا احترام کرتے تھے اور ان کو دنیاوی معاملات سے اتنا الگ رکھتے تھے کہ غیر شعوری طور پر سنڈے اسکول میں ان کی آواز ایک خاص قسم کا لہجہ اور لحن اختیار کر چکی تھی۔ یہ لہجہ ہفتہ کے باقی دنوں میں مکمل طور سے غائب رہتا تھا۔ انھوں نے اس انداز سے سلسلۂ کلام شروع کیا۔

اب بچو۔ میں چاہتا ہوں کہ جہاں تک تم سے ہو سکے سیدھے اور دلکش انداز میں بیٹھے رہو۔ اور ایک یا دو منٹ کے لئے میری بات پوری توجہ سے سنو۔

۔ ہاں۔ بالکل ٹھیک۔ اچھے لڑکے اور لڑکیاں یوں ہی کیا کرتے ہیں۔ میں ایک چھوٹی سی لڑکی کو کھڑکی سے باہر جھانکتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ مجھے ڈر ہے وہ یہ سمجھتی ہے کہ میں کہیں باہر موجود ہوں۔ شاید کسی درخت پر چڑھ کر چھوٹے پرندوں کے سامنے تقریر کر رہا ہوں (تعریفی انداز میں دبی ہوئی ہنسی) میں تمھیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں بہت سے روشن اور صاف ستھرے بچے دیکھ کر کس قدر خوش ہوا ہوں۔ جو اس جگہ جمع ہیں۔ اور جو نیک کام کرنا اور نیک بننا سیکھ رہے ہیں۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

۔ باقی تقریر قلمبند کرنا ضروری نہیں ہے۔

یہ اس طرز کی تقریر تھی۔ جو بدلتی نہیں ہے اس لئے ہر کوئی اس سے واقف ہے۔

چند برے لڑکوں میں جھگڑا اور دوسری چھیڑ چھاڑ شروع ہو جانے سے اور ان اضطراری حرکتوں اور سرگوشیوں کے باعث اس کی تقریر کے آخری تہائی حصہ میں خلل پیدا ہو گیا جو دور دور تک پہنچ رہی تھی اور سڈ اور میری جیسی الگ تھلگ

اور اچھوتی چٹانوں کے دامن تک لہروں کی طرح بہتی ہوئی جا رہی تھی۔ مسٹر والٹرز کی آواز دھیمی پڑ جانے پر سارا شور و غل اچانک بند ہو گیا۔ اور سب نے خاموش اطمینان کے ساتھ تقریر کے ختم ہو جانے کا خیر مقدم کیا۔

زیادہ تر سرگرمیاں ایک ایسے واقعہ کے باعث شروع ہوئی تھیں۔ جو کم و بیش شاید ہی کبھی ظہور میں آتا تھا۔ چند مہمان کلیسا میں داخل ہوئے تھے وکیل تھیچر ایک نحیف و نزار معمر شخص۔ ایک لحیم شحیم ادھیڑ عمر کے معزز شخص جس کے بال لوہے کے رنگ جیسے بھورے تھے۔ اور ایک پر جلال عورت کے ہمراہ جو بلاشبہ موخر الذکر کی بیوی معلوم ہوتی تھی۔ وہاں پہنچے۔ اس خاتون کے آگے ایک بچہ تھا۔ ٹام بہت بہت بیقرار تھا۔ بیچ و تاب کھا رہا تھا اور جھنجھلا یا ہوا تھا۔ اس کا ضمیر اس کے کچوکے لگا رہا تھا۔ کیونکہ وہ ایمی لارنس سے آنکھ نہیں ملا سکتا تھا۔ اور اس کی محبت بھری نگاہ کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن جب اس نے نو وارد لڑکی کو دیکھا تو ایک ہی لمحہ میں اس کے دل میں مسرت کی روشنی کھیل گئی۔ اور دوسرے ہی لمحہ وہ پورا زور لگا کر اپنی شان دکھانے لگا۔ لڑکوں کے کہنیاں مارنے لگا۔ ان کے بال نوچنے لگا۔ منہ بنانے لگا۔ یعنی ہر وہ ترکیب استعمال کرنے لگا۔ جس کا ظاہرا مقصد ایک لڑکی کو مسحور کرنا اور اس سے داد حاصل کرنا تھا۔ اس کی اس انبساط میں صرف ایک کھوٹ تھا۔ اور وہ کھوٹ اس فرشتہ صورت لڑکی کے باغ میں اس کی ندامت کی یاد تھا۔ لیکن ریت پر لکھی ہوئی وہ روداد مسرت کی ان لہروں کے نیچے تیزی سے مٹتی جا رہی تھی۔ جنھوں نے اس پر اب غلبہ پا لیا تھا۔

آنے والے مہمانوں کو بلند ترین باعزت نشستیں دی گئیں۔ اور جوں ہی مسٹر والٹرز کی تقریر ختم ہوئی اس نے اسکول کے طلباء سے ان کا تعارف کرایا۔ ادھیڑ عمر کا آدمی عظیم الشان شخص نکلا۔ وہ کاؤنٹی کے جج کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ وہ انتہائی جلیل القدر شخص تھا۔ جس کو ان بچوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اور وہ

حیران ہو رہے تھے کہ وہ کس مٹی کا بنا ہوا ہے۔ اور ان کی یہ نیم خواہش تھی کہ وہ اسے غراتا ہوا سنیں۔ اور وہ نیم خوفزدہ تھے۔ کہ وہ کہیں واقعی نہ غرانے لگے۔
وہ کانسٹنٹی نوپل کے قصبہ سے آیا تھا۔ جو بارہ میل کی دوری پر واقع تھا۔ اچھا تو وہ سفر بھی کر چکا تھا۔ اور دنیا بھی دیکھ چکا تھا۔ ان آنکھوں نے کاؤنٹی کی وہ کچہری بھی دیکھ رکھی تھی۔ جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اس کی چھت ٹین کی ہے۔ ان تصورات نے جو دھاک بٹھا دی تھی۔ اس کا ثبوت یہ تاثیر خاموش اور گھورنے والی آنکھوں کے مرتبہ سے ملتا تھا۔ یہ عظیم جج ٹھیچر تھا جو ان کے وکیل کا بھائی تھا۔ جیف ٹھیچر فوراً آگے بڑھا تاکہ عظیم شخصیت سے شناسائی پیدا کرے اور لوگ اس پر رشک کریں۔ جب اس نے یہ سرگوشیاں سنی ہوں گی۔ تو اس کے دل میں مسرت کی اگنی چھڑ گئی ہوگی۔

جم ذرا اس کی طرف تو دیکھو۔ ۔ ۔ ۔ وہ وہاں جا رہا ہے۔ سنو۔ ذرا ادھر دیکھو۔

وہ اس سے ہاتھ ملانے لگا ہے۔ وہ اس سے ہاتھ ملا رہا ہے۔ قسم سولہ آنے کی۔ کیا تمہارے جی میں یہ نہیں آتا۔ کہ کاش تم جیف ہوتے۔ "

مسٹر والٹرز، شان دکھانے، بھر آئے۔ وہ ہر طرح کی حاکمانہ دوڑ دھوپ اور سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ حکم دے رہے تھے۔ فیصلے سنا رہے تھے۔ یہاں وہاں جہاں کہیں بھی ان کو کوئی نشانہ ملتا۔ وہ ہدایات جاری کرنے لگتے۔ لائبریرین بھی شان دکھا رہا تھا۔ اپنے ہاتھوں میں کتابیں اٹھائے ہوئے ادھر ادھر بھاگ رہا تھا۔ اور اس قسم کی شد بد کھنبھناہٹ اور چھیڑ چھاڑ اہٹ سے کام لے رہا تھا جس سے کیڑے مکوڑے بہت لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جوان استانیاں بھی شان دکھا رہی تھیں۔ بڑے پیار کے ساتھ ان طلباء پر جھک رہی تھیں جن کے کانوں پر ابھی ابھی گھونسے مارے گئے تھے۔ چھوٹے اور برے لڑکوں کی طرف انتباہ آمیز خوبصورت انگلیاں اٹھا رہی تھیں اور اچھے لڑکوں کی بیٹھ

پیار سے تھپک رہی تھیں۔ جوان اور معزز استاد۔ شان دکھا، رہے تھے۔ تھوڑی سی سرزنش اور دیگر چھوٹے موٹے دکھاوؤں سے اپنے تحکم اور ضبط و نظم اور اپنی گہری توجہ کی نمائش کر رہے تھے۔ بیشتر استاد جن میں استانیاں بھی شامل تھیں منبر کے قریب لائبریری میں کسی کام کی غرض سے آ جا رہے تھے۔ یہ ایک ایسا کام تھا جیسے دو یا تین دفعہ بار بار کرنا پڑتا تھا۔ (بظاہر بڑی گھبراہٹ کے ساتھ) چھوٹی لڑکیاں بھی مختلف طریقوں سے شان دکھا رہی تھیں۔ چھوٹے لڑکے اتنی مستعدی سے شان دکھا، رہے تھے۔ کہ فضا کاغذ کی گڈیوں کی خوشبو اور دھکم دھکا کی آوازوں سے بھرپور تھی۔ - - اس پر طرہ یہ تھا کہ وہ عظیم شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اور سارے کمرے میں اپنی شاہانہ اور عدالتی مسکراہٹ کی کرنیں پھینک رہا تھا۔ اور اپنے آپ کو اپنے ہی جاہ و جلال کی دھوپ سے گرما رہا تھا۔ کیونکہ وہ بھی شان دکھا رہا تھا۔

مسٹر والٹرز کی طمانیت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے صرف ایک چیز کی کسر تھی۔ اور وہ چیز یہ تھی کہ بائبل کا انعام دینے اور ایک باکمال طالب علم کو منظر عام پر لانے کا موقع میسر آنا چاہیئے تھا۔ متعدد طلباء کے پاس زرد ٹکٹ تھے۔ لیکن کسی کے پاس کافی ٹکٹ نہیں تھے۔ وہ ذہین طلباء میں گھوم کر پوچھ گچھ کرتا رہا تھا۔ وہ ساری دنیا لٹا دینے کے لئے تیار تھا۔ اگر اس وقت کہیں سے وہ جرمن لڑکا صحیح دماغ لئے ہوئے واپس آ سکتا۔

عین اس وقت جب ساری امیدیں خاک میں مل چکی تھیں۔ ٹام سائر نو پیلے ٹکٹ، نو سرخ ٹکٹ اور دس نیلے ٹکٹ لئے ہوئے آگے آیا اور اس نے بائبل طلب کی۔ یہ ایک حیران کن واقعہ تھا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ والٹر کو دس برس تک ٹام سے یہ توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ تصدیق شدہ ٹکٹ سامنے موجود تھے۔ اور پوری قیمت کے تھے۔ لہذا ٹام کی قدر افزائی کی گئی۔ کہ اسے جج اور دیگر معززین کے ساتھ جگہ دی

گئی اور اس عظیم خوشخبری کا صدر مقام سے اعلان کیا گیا۔ یہ دس برس میں ہونے والا نہایت ہی حیرت انگیز اور بھونچکا کر دینے والا واقعہ تھا۔ اس نے اتنی گہری سنسنی پیدا کی کہ نیئے ہیرو کو ناموری جتنا بلند مقام عطا کر دیا۔ اور اب اسکول کے طلبا ایک کی بجائے دو عجوبوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ لڑکے آتش رشک سے جل بھن رہے تھے۔ اور جن لڑکوں کے دل میں درد کی ٹیسیں سب سے زیادہ اٹھ رہی تھیں۔ وہ ایسے لڑکے تھے جنہوں نے دیر سے یہ بات سمجھی ہوئی تھی۔ کہ انھوں نے ٹام کے ہاتھوں اس دولت کے عوض میں جو اس نے سفیدی کرنے کی مراعات دیکر جمع کی تھی۔ ٹکٹ بیچ کر خود ہی اس کی اس قابل نفرت عظمت میں حصہ ڈالا تھا۔ یہ لڑکے اپنے آپ سے نفرت کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ ایک عیارانہ چال سے دھوکا کھا گئے تھے۔ ٹام گھاس میں چھپا ہوا دغا باز سانپ تھا۔۔۔
۔۔ سپرنٹینڈینٹ نے حالات کے تقاضے کے مطابق دھواں دھار تقریر کرتے ہوئے۔ ٹام کو اس کا انعام دیا۔ لیکن اس تقریر میں سچے جوش وخروش کی کمی تھی۔ کیونکہ بیچارے سپرنٹنڈینٹ کا دل گواہی دے رہا تھا کہ اس میں کوئی بھید تھا جو شاید ظننت از بام نہیں کیا جا سکے گا۔ یہ واقعی ایک بعید از قیاس بات تھی کہ اس لڑکے نے کیسے انجیل کے علم و دانش کے دو ہزار گٹھے اپنے گھر کے گودام میں بھر لئے تھے۔ جبکہ ایک درجن آیات بلاشبہ اس کی صلاحیت کا دم توڑ سکتی تھیں۔

ایمی لارنس نازاں اور مسرور تھی اور وہ اس کوشش میں تھی کہ ٹام اس کے چہرے پر ان جذبات کو دیکھ سکے۔ لیکن وہ اس کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا اسے بڑی حیرت ہو رہی تھی۔ اس کے بعد اسے تھوڑا سا دکھ ہوا۔ اور پھر اس کے دل میں ایک شک گزرا اور رفع ہو گیا۔ یہ شبہ پھر نمودار ہوا۔ وہ غور سے دیکھنے لگی۔ ایک دزدیدہ نگاہ نے اس سے دنیا بھر کی باتیں کہہ دیں۔ اور پھر اس کا دل ٹوٹ گیا۔ وہ رقابت کی آگ میں جل رہی تھی۔ اور برافروختہ تھی۔

اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور وہ ہر کسی سے نفرت کرنے لگی۔ وہ سب سے زیادہ نفرت ٹام سے کر رہی تھی۔ (اس کا خیال تھا)

ٹام کا تعارف جج سے کرایا گیا۔ ٹام کے ہونٹ سلے ہوئے تھے۔ اس کو سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ اس کے دل میں زلزلہ آیا ہوا تھا۔ جزوی طور پر اس لئے کہ وہ آدمی بہت عظیم تھا۔ اور اہم طور پر اس لئے کہ وہ اس کی محبوبہ کا باپ تھا۔ اگر اندھیرا ہوتا۔ تو وہ اس کے قدموں میں گر کر اس کی پرستش کرتا۔ جج نے ٹام کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور اسے ایک نہایت اچھا لڑکا بتایا۔ اور اس سے اس کا نام پوچھا۔ لڑکے کی زبان لڑکھڑا گئی۔ اس کا سانس رک گیا۔ آخر کار اس کے منہ سے نکلا۔

"ٹام"

"اوہ، نہیں نہیں، ٹام نہیں۔ تمہارا نام کیا ہے۔"

"تھامس"

"آہ - یہ تو بات ہوئی۔ میں سمجھتا تھا کہ اس نام کے ساتھ کچھ اور بھی ہے۔ یہ تو اچھی بات ہوئی نا۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ تمہارا کوئی اور نام بھی ہے۔ تم مجھے اپنا دوسرا نام بتاؤ گے۔ کیوں بتاؤ گے نا؟"

"تھامس" ان کو اپنا دوسرا نام بتاؤ"، مسٹر والٹرز نے کہا۔ اور جب جواب دو تو جناب کہو۔ تمہیں آداب نہیں بھول جانا چاہیئے۔"

"تھامس سائر جناب"

ٹھیک ٹھیک۔ بہت اچھے لڑکے ہو۔ ہونہار لڑکے ہو۔ خوب۔ خوب۔ تم جوانمرد ہو۔ دو ہزار آیات بہت ہوتی ہیں۔ ہاں۔ ہاں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ بہت ہی زیادہ۔ تم نے ان آیات کو یاد کرنے میں جو تکلیف برداشت کی ہے اس پر تمہیں کبھی افسوس نہ ہو گا۔ کیونکہ دنیا میں علم سے زیادہ اور کوئی قیمتی شئے نہیں ہے علم ہی عظیم اور نیک انسان پیدا کرتا ہے۔ ایک دن تم بھی عظیم اور اچھے انسان بنو گے۔ تھامس

اور پھر تم پیچھے مڑ کر دیکھو گے اور کہو گے ۔ یہ سب میرے لڑکپن کے سنڈے اسکول کے بیش بہا فوائد کی دین ہے ۔ یہ میرے عزیز استادوں کی دین ہے ۔ جنھوں نے مجھے سبق سکھایا ۔ یہ میرے اچھے سپرنٹنڈنٹ کی دین ہے جس نے میری حوصلہ افزائی کی ۔ جس نے میری نگرانی کی ۔ اور جس نے مجھے خوبصورت بائبل دی ۔ نفیس اور شاندار بائبل ۔ تاکہ میں اسے ہمیشہ اپنے پاس رکھ سکوں ۔ یہ سب درست قسم کی پرورش کی دین ہے ۔ تم یہ باتیں کہو گے ۔ تھامس ۔ اور تم ان دو ہزار آیات کے عوض میں روپیہ پیسہ نہیں لوگے ۔ نہیں تم ہرگز روپیہ نہیں لوگے ۔ اچھا اب کیا تمھیں مجھے اور اس خاتون کو وہ باتیں بتانے پر اعتراض تو نہیں ہوگا جو تم نے سیکھی ہیں ۔ نہیں میں جانتا ہوں تمھیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۔ کیونکہ ہم ان چھوٹے لڑکوں پر فخر کرتے ہیں ۔ جو علم سیکھتے ہیں ۔ ہاں ۔ اس میں شک نہیں ہے کہ تم بارہ کے بارہ چیلوں کے نام جانتے ہو ۔ کیا تم ہمیں ان دو چیلوں کے نام نہیں بتاؤ گے جن کو سب سے پہلے مقرر کیا گیا تھا ۔

ٹام اپنے کوٹ کا ایک کالر کھینچ رہا تھا اور بہت شرما رہا تھا ۔ اس کے چہرے پر حجاب کی سرخی دوڑ گئی ۔ اور اس کی آنکھیں جھک گیئیں ۔ مسٹر والٹرز کا دل ڈوب گیا ۔ اس نے اپنے آپ سے کہا ۔ اس لڑکے کے لئے سادہ ترین سوالات کا جواب دینا ممکن نہیں ۔ لیکن جج اس سے یہ سوال کیوں پوچھ رہا ہے ۔ ؟ اس کے باوجود وہ بولنے اور یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ۔

"تھامس ۔ ان کو جواب دو ۔ ڈرو نہیں ،،

ٹام ابھی تک سر جھکائے کھڑا تھا ۔

"ہاں ۔ میں جانتی ہوں کہ تم مجھے بتا دو گے ۔،، خاتون نے کہا ۔ پہلے دو چیلوں کے نام یہ تھے ۔

"ڈیوڈ اور گولیتھ ،،

اب ہمیں چاہیئے کہ اس ناٹک کے باقی منظر پر دادا کا پردہ ڈال دیں ۔

پانچواں باب

بہت قابل پادری — کلیسا میں

عروج

تقریباً ساڑھے دس بجے چھوٹے سے گرجا گھر کی پھٹی ہوئی آواز والی گھنٹی بجنے لگی۔ اور فوراً لوگ صبح کے وعظ کی خاطر جمع ہونے شروع ہو گئے۔ سنڈے اسکول کے بچے سارے کمرے میں بٹ گئے۔ اور اپنے والدین کے ساتھ نشستوں پر جا بیٹھے تاکہ وہ ان کی نگرانی میں رہ سکیں۔ خالہ پولی آئی اور ٹام۔ سِڈ اور میری اس کے ساتھ جا بیٹھے۔ ٹام کو گرجا گھر کے اندرونی راستہ کے پاس بٹھایا گیا تاکہ وہ کھلی کھڑکی اور باہر کے موسم گرما کے مناظر سے جہاں تک ہو سکے زیادہ دور رہے۔ اندرونی راستوں میں بڑی بھیڑ تھی۔ ان راستوں میں معمر اور حاجت مند پوسٹ ماسٹر تھا۔ جس نے اچھے دن دیکھ رکھے تھے۔ میئر اور اس کی بیوی تھے۔ کیونکہ اس قصبہ میں دیگر ضروریات کی طرح میئر بھی رکھا جاتا تھا۔ منصف تھا۔ بیوہ ڈگلس تھی۔ جو حسین اور زنیر طرار تھی۔ اس کی عمر چالیس برس کی تھی۔ وہ فراخ دل۔ نیک مزاج اور خوش حال تھی۔ پہاڑی پہ اس کی حویلی قصبہ کا واحد محل تھی۔ وہ بہت ہی مہمان نواز تھی۔ جشن منانے میں بڑی دریا دل تھی۔ اور سینٹ پیٹرزبرگ کا یہ قصبہ ان جشنوں کے بارے میں لاف زنی کر سکتا تھا۔ خمیدہ کمر اور قابل احترام میجر اور مسز وارڈ تھے۔ وکیل ریورسن تھا۔ جو کسی دور افتادہ مقام سے آیا ہوا نامور شخص تھا۔ اس کے ساتھ ہی گاؤں کی حسین و جمیل عورت تھی۔ جس کے پیچھے ململ کے لباس پہنے ہوئے اور بالوں میں فیتے سجائے ہوئے جوان لڑکیوں کا گروہ تھا جنھوں

نے کئی عاشقوں کا دل توڑا تھا۔ اس کے بعد قصبہ کے سارے جوان لڑکوں کی
جماعت تھی۔ وہ ڈیوڑھی میں کھڑے اپنی اپنی پیار کی چھڑی کا سہارا منہ سے ٹکائے
کرچوستے رہتے تھے۔ وہ بنے ٹھنے اور زیرلب مسکرانے شیدائیوں کی مانند در
دیوار بنے ہوئے تھے۔ وہ اس وقت تک یہ مارڈر دیوار بنے رہتے۔ جب تک آخری
لڑکی ان کے سامنے سے نہ گزر گئی۔ سب سے آخر میں مثالی لڑکا دلی مخرس آیا
وہ اپنی ماں کو بڑی احتیاط سے لا رہا تھا۔ جیسے اس کی ماں کانچ کی بنی ہو۔ وہ
ہمیشہ اپنی ماں کو کلیسا میں لایا کرتا تھا۔ وہ تمام شادی شدہ عورتوں کا مایہ ناز
تھا۔ سارے لڑکے اس سے نفرت کرتے تھے۔ کیونکہ وہ بہت نیک تھا۔ اس
کے علاوہ وہ ان کے سامنے ہر وقت - اس کی مثال پیش کی جاتی تھی۔ اس کی
پچھاڑی کی جیب سے حسب معمول اتوار کو اتفاقیہ اس کا رومال باہر لٹکا رہتا
تھا۔ ٹام کے پاس کوئی رومال نہ تھا۔ وہ ان لڑکوں کو جن کے پاس رومال ہوتا
تھا خود پسند سمجھتا تھا۔

اب تمام ہی جلسے میں لوگ پوری طرح جمع ہو چکے تھے۔ گھنٹی ایک بار پھر بجی۔
تاکہ پیچھے رہ جانے اور پیچھے رہ جانے والوں کو تنبیہہ کر سکے۔ اس کے بعد کلیسا پر
سنجیدہ سکوت طاری ہو گیا جو گیلری میں موجود سرود خوانوں کی ٹکڑی کی دبی
ہنسی اور سرگوشیوں سے ٹوٹتا تھا۔ عبادت کے دوران میں سرودخوانوں کی
ٹکڑی ہمیشہ دبے دبے ہنستی تھی۔ اور سرگوشیاں کیا کرتی تھی۔ ایک [illegible]
کے سرودخوانوں کی ایک ایسی منڈلی تھی جو ناشائستہ نہیں تھی۔ [illegible]
بھول چکا ہوں کہ وہ منڈلی کہاں تھی۔ کئی برسوں کی بات ہے۔ [illegible] کے
بارے میں کچھ یاد نہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ منڈلی کسی غیر ملک کی تھی۔

پادری نے ترانہ حمد شروع کیا اور اسے بڑی مسرت کے ساتھ ایک [illegible]
انداز میں پڑھا جس کو دیہات میں بہت سراہا جاتا تھا۔ اس کی آواز [illegible]
سے اٹھی اور رفتہ رفتہ ایک خاص نقطہ تک پہنچ گئی۔ جہاں اس کی [illegible]

سب سے اوپر کے لفظ پر بہت زور دیتی تھی۔ اور پھر جیسے چھلانگ لگانے والے تختے سے نیچے پٹک دیتی تھی۔

کیا مجھے آسمان تک پھولوں کی آرام دہ سیج پر لے جایا جائے گا۔ جب کہ دوسرے انعام جیتنے کے لئے لڑ رہے ہوں گے۔ اور خون سے لبریز سمندر میں سفر کر رہے ہوں گے۔

اس کو حیرت انگیز حمد خواں سمجھا جاتا تھا۔ کلیسا کی مجالس، میں ہمیشہ اس سے کہا جاتا تھا کہ وہ نظم پڑھ کر سنائے۔ اور جب وہ نظم پڑھ چکتا تھا تو خواتین اپنے ہاتھ اٹھاتی تھیں۔ اور بے بس ہو کر انھیں اپنی گود میں گرا لیتی تھیں ان کی آنکھیں نم آلود ہو جاتی تھیں اور اپنے سر یہ بات کہنے کے لئے ہلاتی تھیں۔ الفاظ اسے بیان نہیں کر سکتے۔ یہ بہت ہی دلکش ہے۔ اس فانی دنیا کے لئے حد سے زیادہ دلکش ہے،،

ترانۂ حمد گایا جا چکا تو پادری مسٹر سپریگ خبر ناموں کے تختے کی طرف مڑا اور اس نے میٹنگوں اور مجلسوں کے نوٹس اور دیگر باتیں پڑھنی شروع کر دیں اور ایسا دکھائی دینے لگا کہ ان خبروں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ پڑھتے پڑھتے روز حشر کی سحر نمودار ہو جائے گی۔ یہ ایک عجیب و غریب رواج تھا جیسے امریکہ میں حتیٰ کہ شہروں میں بھی لاتعداد اخبارات کے اس زمانہ میں بھی برقرار رکھا گیا ہے اکثر اوقات جتنا کسی روایتی رواج کا جواز کم ہوتا ہے اتنا ہی اس سے نجات پانا دشوار ہوتا ہے۔

اب پادری نے دعا مانگنی شروع کر دی۔ یہ ایک اچھی اور فراخدلانہ دعا تھی اور بڑی ہی مفصل تھی۔ اس میں کلیسا۔ کلیسا کے چھوٹے بچوں۔ گاؤں کے دوسرے کلیساؤں۔ گاؤں۔ کاؤنٹی۔ ریاست۔ ریاست کے حکام۔ امریکہ امریکہ کے کلیساؤں۔ امریکی کانگریس۔ صدر۔ سرکاری افسروں۔ غریب سپاہیوں کے لئے جو طوفانی سمندروں میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ اور دبے کچلے

لاکھوں لوگوں کے لئے جو یورپ کی شاہی حکومتوں اور مشرقی مطلق العنان بادشاہوں کی ایڑی تلے سسک رہے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جن کے پاس روشن اور اچھی خوشخبریاں ہیں۔ مگر دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سننے کے لئے کان نہیں ہیں۔ اور سمندر کے دور افتادہ جزیروں میں رہنے والے ملحدوں کے لئے دعائے خیر مانگی گئی۔ اس نے اپنی دعا اس التجا پر ختم کی کہ میں جو الفاظ کہنے والا ہوں کاش وہ قبول ہوں اور زرخیز زمین میں بوئے ہوئے بیج ثابت ہوں جو وقت آنے پر نیکی کی بافراط فصل مہیا کریں۔ آمین۔

وہاں لباسوں کی سرسراہٹ سنائی دی اور منتظر جلسہ میں کھڑے لوگ بیٹھ گئے۔ اس کتاب میں جس لڑکے کی روداد بیان کی جا رہی ہے اس لڑکے نے اس دعا کو پسند نہیں کیا۔ وہ صرف اسے برداشت کرتا رہا۔ اور اس میں بھی شک ہے۔ کہ وہ واقعی اسے برداشت کرتا رہا یا نہیں۔ وہ دعا کے دوران بہت بے چین رہا تھا۔ وہ غیر شعوری طور پر دعا کی تفصیلات کو دھیان میں رکھتا رہا تھا۔ وہ سن نہیں رہا تھا۔ لیکن وہ اس پرانی دعا کی زمین اور اس باقاعدہ راستے کو جانتا تھا۔ جس پر سے پادری گزرا کرتا تھا۔ اور جب کبھی پادری اس دعا میں اپنی طرف سے کوئی نئی بات شامل کرتا تھا تو اس کے کان فوراً اسے بھانپ جاتے تھے۔ اور اس کی ساری فطرت اس کی مذمت کرتی تھی۔ وہ دعا میں اضافوں کو ناجائز اور بدمعاشانہ حرکت سمجھتا تھا۔ دعا کے دوران میں ایک مکھی اس کے سامنے کی نشست کی پشت پر آ بیٹھی۔ اس کی روح کو بہت اذیت پہنچی۔ کیونکہ وہ مکھی بڑے آرام سے اپنے ہاتھ مل رہی تھی۔ اور اپنے بازوؤں میں اپنا سر لپیٹ رہی تھی۔ اور اس کو بڑے زور سے چمکا رہی تھی۔ ایسا دکھائی دیتا تھا جیسے سر تن سے جدا ہو جائے گا۔ اس مکھی کی پتلی گردن بھی نظر آ جاتی تھی۔ وہ اپنی پچھلی ٹانگوں سے اپنے پر کھجاتی تھی۔ اور پھر ان پروں کو بدن کے ساتھ اس طرح ہموار کر دیتی تھی جیسے وہ پر اس کے کوٹ کے پہلو ہوں

وہ بڑے آرام سے بناؤ سنگار کر رہی تھی۔ جیسے جانتی ہو کہ ایسا کرنا خطرے سے خالی ہے اور ایسا کرنا واقعی خطرے سے خالی تھا۔ کیوں کہ ٹام کے ہاتھوں میں اسے دبوچنے کے لئے کھجلی تو ہو رہی تھی مگر وہ جراءت نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا یقین تھا کہ اگر دعا کے دوران میں اس نے کوئی ایسی بات کی تو اس کی روح فوراً ہی تباہ ہو جائے گی۔ لیکن دعا کا آخری جملہ ختم ہوا تو اس کا ہاتھ خم کھا کر آگے بڑھنے لگا اور جوں ہی آمین۔ کہا گیا۔ وہ مکھی جنگی قیدی بن چکی تھی۔ اس کی خالہ نے اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا اور اسے مکھی کو چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا۔

پادری نے دعا کا متن پڑھ کر سنایا اور بڑی بے کیفی سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ایک دلیل پیش کرتا رہا جو اتنی بے لطف تھی کہ بہت سے سر بند رنج غنودگی کے مارے جھکنے لگے تھے۔ اس کے باوجود وہ دلیل ایسی تھی جو لامحدود آگ اور گندھک سے متعلق تھی۔ اور پھر اس نے پہلے سے مقرر کئے گئے برگزیدہ چن کر اپنے ۔ ذیل آدمیوں کی صحبت میں لا پھینکا۔ جو قابل ذکر نہیں۔ ٹام نے اس وعظ کے صفحات گنے۔ کلیسا سے نکلنے کے بعد اسے ہمیشہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وعظ کے کتنے صفحات تھے۔ لیکن اسے وعظ کے متعلق اس کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا تاہم اس دفعہ اس نے تھوڑی دیر کے لئے وعظ میں دلچسپی لی۔ پادری نے حضرت عیسیٰ کے عہد ہزار سالہ ۔ ۔ دنیا کے میزبانوں کے اجتماع کی شاندار اور موثر تصویر پیش کی۔ جب بھیڑ اور شیر ایک ساتھ بسر کیا کریں گے اور ایک چھوٹا سا بچہ ان کی رہنمائی کیا کرے گا لیکن اس عظیم نظارہ میں جو ذلت تھی۔ سبق تھا۔ اور اخلاقی درس تھا اس کی طرف لڑکے نے کوئی دھیان نہیں دیا۔ وہ تو تماشائی اور عام کے سامنے اہم کردار کی شہرت کے بارے میں سوچ رہا تھا اس خیال سے اس کے چہرے پر مسرت کی روشنی پھیل گئی۔ اور اس نے اپنے آپ سے کہا کہ اگر وہ شیر جس کی اسے رہنمائی کرنی ہوگی۔ سدھایا ہوا شیر ہے تو کاش وہی رہنمائی کرنے والا لڑکا ہوتا۔

اب وہ پھر تکلیف میں مبتلا ہو گیا۔ کیونکہ بے کیف دلائل پھر شروع

ہو گئے تھے۔ اچانک اسے اس خزانہ کا خیال آیا جو اس کے پاس تھا۔ یہ
ایک بہت بڑا کالا بھونرا تھا۔ جس کا جبڑا کافی چوڑا تھا۔ وہ۔ اسے "دو کاٹ
کھانے والا کھٹمل" کہتا تھا۔ وہ اسلحہ آتشیں کی ٹوپی والے بکس میں پڑا تھا۔
بھونرے نے پہلا کام یہ کیا کہ اس کی انگلی پر ڈنک مارا۔ اس کے بعد ایک
قدرتی بات ہوئی۔ بھونرا اڑتا ہوا درمیانی راستہ میں جا پہنچا۔ اور
چت لیٹ گیا۔ اور وہ انگلی جس میں درد ہو رہا تھا۔ لڑکے کے منہ میں چلی
گئی۔ وہ بھونرا وہاں لیٹا رہا۔ اپنی مجبور ٹانگیں چلاتا رہا لیکن کروٹ
نہ لے سکا۔ ٹام اسے دیکھتا رہا۔ اسے اٹھا لانے کی خواہش کرتا رہا لیکن وہ
اس کی رسائی سے دور تھا۔ دوسرے لوگوں کو جو وعظ میں دلچسپی نہیں لے
رہے تھے۔ بھونرے سے تسکین ملی۔ اور وہ بھی اسے دیکھنے لگے۔ دفعتہً لمبے
اور گھنگھریالے بالوں والا ایک آوارہ کتا گھومتا ہوا ادھر آ نکلا۔ وہ کتا
اداس تھا۔ موسم گرما کی گرمی اور سکوت کے باعث سست و کاہل ہو رہا تھا
قید سے تنگ آ چکا تھا۔ اور تبدیلی کا خواہاں تھا۔ اس نے بھونرے کو دیکھ
لیا۔ اس کی جھکی ہوئی دم اوپر اٹھ گئی۔ اور ہلنے لگی۔ اس نے اپنے شکار کا جائزہ
لیا۔ اس کے گرد ٹہلتا رہا۔ اور خطرے سے خالی فاصلہ تک رہتے ہوئے اسے
سونگھتا رہا۔ اس کے گرد پھر ٹہلنے لگا۔ ذرا دلیر ہو گیا۔ اس نے نزدیک آ کر
اسے سونگھا اور پھر اپنا ہونٹ اٹھا کر تیزی سے اس پر جھپٹا۔ وار خالی گیا۔
۔ دوسرا وار کیا۔ پھر ایک اور وار کیا۔ اس کھیل سے لطف اندوز ہونے لگا
پھر وہ اپنے پیٹ کے بل جھک گیا۔ بھونرا اس کے پنجوں کے درمیان تھا۔
اس نے اپنے تجربے جاری رکھے۔ آخر کار تھک گیا۔ اس کی طرف سے بے
پروا ہو گیا۔ اور اس پر سے توجہ ہٹا لی۔ اس کا سر جھک گیا۔ اور رفتہ رفتہ
اس کی ٹھوڑی جھکی اور دشمن پر جا پڑی۔ بھونرے نے ڈنک مارا اور ٹھوڑی
سے چپک گیا۔ کتنا زور سے بھونکا اس نے اپنا لمبے اور گھنگھریالے بالوں والا۔

سر جھٹکا اور بھونرا دو گز دور جا گرا۔ اور وہ پھر پیٹھ کے بل لیٹ گیا۔ اس جگہ کے قریب بیٹھے ہوئے تماشائیوں کے دل میں مسرت کی ہلکی سی لہر پیدا ہوئی۔ بہت سے چہرے پنکھوں اور رومالوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ غلام بہت خوش تھا۔ کتا احمق نظر آ رہا تھا۔ اور غالباً اپنے آپ کو احمق محسوس بھی کر رہا تھا۔ لیکن اس کے دل میں بھی ناراضگی کا جذبہ تھا۔ اور وہ انتقام لینے کی فکر میں تھا۔ اس لئے وہ بھونرے کے قریب گیا۔ اور اس پر پھر حملہ شروع کر دیا۔ وہ ایک دائرہ کے ہر نقطہ سے اس پر اچھل رہا تھا۔ اور بھونرے سے ایک انچ دور اپنی اگلی ٹانگوں کے پنجے مار رہا تھا۔۔ اور اپنے دانتوں سے اس کے قریب پہنچ کر جھپٹتا تھا۔ اپنا سر ہلاتا تھا اور اس کے کان پھر پھٹپھٹانے لگتے تھے۔ وہ ایک بار پھر تھوڑی دیر کے بعد تھک گیا۔ اس نے ایک مکھی سے لطف اندوز ہونے کی کوشش کی۔ مگر اسے سکون میسر نہ آیا۔ اور پھر اپنی ناک کو فرش کے ساتھ لگا کر اس نے ایک چیونٹی کا پیچھا کیا۔ اس سے بھی بہت جلد اکتا گیا۔ اس نے جماہی لی۔ ٹھنڈی آہ بھری اور مکمل طور پر بھونرے کو بھول گیا۔ اور اس پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد وہ درد سے بلبلاتا ہوا زور سے بھونکا۔ لمبے اور گھنگھریالے بالوں والا کتا درمیانی راستہ پر آگے بڑھا۔ وہ بھونکتا رہا اور آگے بڑھتا رہا۔ منبر کے سامنے اس نے جلسہ گاہ کو پار کیا اور تیزی سے دوسرے درمیانی راستہ میں جا گھسا۔ اس نے دروازوں کے سامنے جا کر پٹخنی کھائی۔ غل مچاتا ہوا اس راستہ کے آخر تک پہنچا۔ جوں جوں آگے بڑھتا رہا۔ اس کی تکلیف میں اضافہ ہوتا رہا۔ اور پھر وہ اچانک اونی دمدار تارا بن گیا جو اپنے مدار کی چمک اور روشنی کی رفتار سے گھومتا ہے۔ آخر کار خوفزدہ دکھی کتا اپنے راستہ سے ہٹ گیا۔ اور اپنے آقا کی گود میں اچھل کر جا بیٹھا۔ اس کے آقا نے اسے اٹھا کر کھڑکی کے باہر پھینک دیا۔

اس کی تکلیف دہ آواز جلد ہی دھیمی پڑگئی اور درد ور جاکر غائب ہو گئی۔
اس درمیان میں کلیسا میں موجود لوگوں کے چہرے سرخ ہو گئے تھے۔
اور اپنی ہنسی کو دبانے کی کوشش میں ان کا دم گھٹ رہا تھا۔ وعظ بند
ہو گیا تھا۔ دفعتہً وعظ پھر شروع ہوا۔ لیکن اب وہ رک رک کر اور لنگڑا
کر جاری تھا۔ اس کے پُر تاثیر ہونے کا امکان ختم ہو چکا تھا۔ وعظ میں
جو سنجیدہ جذبات تھے ان کا خیر مقدم بھی دو رکسی نشست پر سے شدید ہنسی
کے ساتھ کیا جا رہا تھا۔ جیسے پادری نے کوئی انوکھی ظریفانہ بات کہدی ہو۔
جب دعائے خیر پڑھی جا چکی اور کڑی آزمائش ختم ہوئی تو تمام ہی جلسہ میں
موجود سارے لوگوں نے حقیقی معنوں میں آرام کا سانس لیا۔
ٹام سایر خوش خوش گھر گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر خدا کی عبادت میں
تھوڑا سا تنوع ہو تو اس میں تسکین ملتی ہے۔ اسے صرف ایک ہی رنج وہ
خیال آ رہا تھا کہ اس کتے کو اس کے منہ کاٹ کھانے والے، کھٹمل سے کھیلنا
تو چاہیئے تھا لیکن اس کو یہ زیب نہیں دیتا تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ
لے کر بھاگ جائے۔

چھٹا باب ـــــ

محاسبۂ نفس ـــــ دندان سازی ، آدھی رات کا جادو ـ جادوگرنیاں اور شیطان ، محتاط بیشتر میاں مسرت آفریں لمحات ـ

ٹام سائر سوموار کی صبح کو بہت غم زدہ تھا ۔ ہر سوموار کی صبح کو وہ ہمیشہ یوں ہی غم زدہ ملتا تھا ۔ کیونکہ اس صبح سے اسکول میں ایک اور ہفتہ کی دھیرے دھیرے جاری رہنے والی تکلیف شروع ہوتی تھی ۔ وہ عام طور پر اس روز کی ابتدا اس خواہش سے کیا کرتا تھا کہ کاش درمیان میں کوئی چھٹی نہ پڑا کرے کیونکہ اس کے بعد دوبارہ قید اور بندھن میں پڑنا زیادہ قابل نفرت ہو جاتا تھا ۔
ٹام لیٹا ہوا سوچ رہا تھا ۔ اچانک اسے خیال آیا کہ کاش وہ بیمار پڑ جاتا اس طرح وہ اسکول سے بچ کر گھر میں رہ سکتا تھا ۔ اسے دھندلا سا امکان نظر آیا اس لئے اپنے جسمانی نظام کی چھان بین کی ۔ اسے کوئی بیماری نظر نہ آئی ۔ اس نے دوبارہ پڑتال کی ۔ اس دفعہ اسے یہ خیال گذرا کہ وہ پیٹ کے درد کی علامات کا پتہ لگا سکتا ہے ۔ اس نے بڑی امید کے ساتھ ان علامات کو ہوا دینے کی کوشش کی ۔ لیکن وہ علامتیں بہت جلد کمزور پڑ گئیں اور اچانک مکمل طور سے غائب ہو گئیں ۔ اس نے پھر سوچا ۔ دفعتہً اسے ایک بات مل گئی ۔ اس کا ایک بالائی دانت ہل رہا تھا ۔ یہ خوش قسمتی کی بات تھی ۔ وہ کراہنے ہی والا تھا ۔ وہ اس کراہ کو "دوڑ میں شامل ہونے والا گھوڑا" کہا کرتا تھا ۔ کہ اچانک اسے خیال آیا کہ اگر اس نے دانت میں درد کی دلیل پیش کی تو اس کی خالہ اس کا دانت کھینچ کر نکال دے گی اور اسے تکلیف ہو گی ۔ اس لئے اس نے سوچا کہ فی الحال دانت کو ایک طرف بچا کر رکھ لینا چاہیئے ۔ اور کوئی نیا بہانہ ڈھونڈھنا چاہیئے ۔

کچھ دیر تک اسے کوئی بہانہ نہ سوجھا۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس نے ڈاکٹر کو ایک بیماری کے بارے میں بتلاتے ہوئے سنا تھا کہ کس طرح اس بیماری نے مریض کو دو یا تین ہفتوں تک بستر پر دراز رکھا تھا۔ اور اس کی ایک انگلی کاٹ دیئے جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ یہ سوچ کر لڑکے نے بڑے اشتیاق کے ساتھ چادر میں سے اپنا سوجا ہوا انگوٹھا نکالا۔ اور اسے اوپر اٹھا کر اس کا معائنہ کرتا رہا۔ اسے ضروری علامتوں کا علم نہ تھا۔ تاہم ایسا دکھائی دے رہا تھا کہ اس بہانے کو آزمایا جا سکتا ہے۔ اس لئے وہ بہت زور سے کراہنے لگا۔

لیکن سڈ بے سدھ سویا رہا۔

ٹام بلند آواز میں کراہنے لگا۔ اور یہ تصور کرنے لگا کہ وہ اپنے پنجے میں درد محسوس کر رہا ہے۔

سڈ کی طرف سے خاطر خواہ جواب نہ آیا۔

اب ٹام زور لگانے کے باعث ہانپ رہا تھا۔ اس نے تھوڑا سا آرام کیا اور پھر سینہ پھلا کر لگاتار ناقابل تعریف کراہیں منہ سے نکلنے لگا۔

سڈ خراٹے بھرتا رہا۔

ٹام اور بھی رنجیدہ ہوا۔ اس نے کہا۔ سڈ۔ سڈ۔ اور پھر اس نے اسے جھنجوڑا۔ یہ طریقہ ٹھیک تھا۔ اور ٹام نے پھر کراہنا شروع کر دیا۔ سڈ نے جماہی لی۔ انگڑائی لی۔ اور پھر ناک سے آواز نکالتا ہوا کہنیوں کے بل اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور ٹام کی طرف گھورنے لگا۔ ٹام کراہتا رہا۔ سڈ نے کہا۔

" ٹام۔ سنو۔ ٹام۔ (جواب ندارد) ہاہا سنو ٹام۔ ٹام — کیا بات ہے — ٹام۔ ہاہا اور اس نے ٹام کو جھنجوڑا۔ اور اس کے چہرے کی طرف تشویشناک نگاہوں سے دیکھا۔

ٹام نے کراہتے ہوئے کہا۔

نہیں۔ نہیں۔ سڈ مجھے جھنجوڑ و نہیں۔

"کیوں - بات کیا ہے - ٹام - میں خالہ کو بلاتا ہوں۔"
نہیں - رہنے دو - شاید یہ درد رفتہ رفتہ دور ہو جائے۔ کسی کو بلاؤ نہیں - "میں ضرور بلاؤں گا" اس طرح کراہو نہیں ٹام - بڑی تکلیف ہوتی ہے - تمھاری یہ حالت کب سے ہے - ؟"
کئی گھنٹے ہو گئے ہیں - اوہ - اوہ - مجھے یوں ہلاؤ نہیں سڈ - تم تو مجھے مار ڈالو گے -
ٹام تم نے مجھے پہلے کیوں نہ جگایا ؟ اوہ - ٹام - کراہو نہیں - تمھیں کراہتا ہوا سنتا ہوں تو میرے جسم پر چیونٹیاں سی رینگنے لگتی ہیں - ٹام کیا بات ہے -
میں تمھاری ہر بات معاف کرتا ہوں سڈ (کراہ) جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا ہے - اسے معاف کرتا ہوں - میں جب اس دنیا سے چلا جاؤں گا -
- - - - - "
"اوہ ٹام تم مر تو نہیں رہے ہو - ؟ ٹام ایسا نہ کہو - ہو سکتا ہے - "
میں سب معاف کرتا ہوں سڈ - (کراہ) ان سب سے یہ کہہ دینا سڈ - اور سڈ میری کھڑکی کا آئینہ دار پٹ اور میری ایک آنکھ والی بلی اس نئی لڑکی کو دے دینا جو ہمارے قصبہ میں آئی ہے اور اس سے کہنا - - - "
لیکن سڈ اپنے کپڑے اٹھا کر جا چکا تھا - اب ٹام کو واقعی تکلیف ہو رہی تھی - اس کا تصور بڑی خوبصورتی سے کام کر رہا تھا - اس لئے اس کی کراہوں میں اصلیت پیدا ہو گئی تھی -
سڈ دوڑتا ہوا نیچے پہنچا اور اس نے کہا -
اوہ - خالہ پولی - چلو - ٹام مر رہا ہے -
"مر رہا ہے"
"ہاں - دیر نہ کرو - جلدی چلو - "
"بکواس - مجھے اعتبار نہیں آتا - "

لیکن وہ دوڑتی ہوئی آئی۔ سیلا اور میری اس کے پیچھے پیچھے تھے
اس کے چہرے کا رنگ سفید ہو گیا تھا۔ اور اس کے ہونٹ کپکپا رہے تھے
جب وہ پلنگ کے قریب پہنچی تو اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔
"ٹم ٹام۔ ٹام۔ کیا بات ہے۔"
"اوہ۔ خالہ۔ ہیں۔"
"تمھیں کیا ہوا ہے۔ میرے بچے تمھیں کیا ہوا ہے۔"
"اوہ خالہ۔ میرا سوجا ہوا انگوٹھا گل سڑ گیا ہے۔"
بوڑھی خاتون ایک کرسی میں دھنس کر بیٹھ گئی۔ تھوڑا سا ہنسی۔ تھوڑا سا رو دی۔ اور پھر ہنسی اور رو دی۔ اس طرح اس کے حواس بجا ہو گئے۔
اس نے کہا۔
ٹام تم نے تو مجھے گھبرا ہی دیا تھا۔ اب تم یہ بکواس بند کرو اور پلنگ پر سے کود کر ادھر آؤ۔
کراہیں بند ہو گئیں۔ اور پاؤں کے انگوٹھے سے درد غائب ہو گیا۔
لڑکے نے اپنے آپ کو ذرا سا بیوقوف محسوس کیا۔ اس نے کہا۔
"خالہ پولی۔ ایسا دکھائی دیتا تھا کہ انگوٹھا گل سڑ گیا ہے۔ اتنا درد ہو رہا تھا کہ میں نے اپنے دانت کے درد کی کوئی پروا ہی نہ کی۔"
"تمھارا دانت۔ ہاں واقعی۔ کیوں تمھارے دانت کو کیا ہوا ہے۔"
"ان میں سے ایک ہل رہا ہے۔ اور بہت درد کر رہا ہے۔"
"ہاں۔ ہاں۔ اب پھر کراہنا شروع نہ کر دینا۔ اپنا منہ کھولو۔ ہاں تمھارا دانت ہل رہا ہے۔ لیکن تم مرو گے نہیں۔ میری مجھے ریشمی دھاگا اور باورچی خانے سے جلتی لکڑی کا ٹکڑا لا دو۔"
ٹام نے کہا۔
خالہ براہ کرم۔ دانت کو نکالو نہیں۔ اب اس میں درد نہیں ہو رہا۔

ہے۔ یہ درد کرتا ہو تو میں یہیں پتھر کی طرح بے حس و حرکت ہو جاؤں۔ خالہ براہ کرم میرا دانت نہ نکالو۔ میں اسکول سے بچ کر گھر میں نہیں رہنا چاہتا۔،،

تم گھر میں نہیں رہو گے۔ نہیں رہو گے نا؟ اچھا تو یہ سارا ہنگامہ اس لئے بپا کیا گیا تھا کہ تم نے سوچا تھا کہ تم اسکول سے بچ کر گھر میں رہو گے اور مچھلیاں پکڑنے جاؤ گے۔ ٹام۔ ٹام۔ میں تم سے اتنی محبت کرتی ہوں لیکن تم ہو کہ اپنی مذموم حرکتوں سے میرا بوڑھا دل توڑنے کی ہر کوشش کرتے ہو۔ اس وقت تک دندان سازی کے اوزار تیار ہو چکے تھے۔ بوڑھی خاتون نے ریشمی دھاگے کا ایک سرا گرہ دے کر ٹام کے دانت سے اور دوسرا پلنگ کے ڈنڈے سے باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے جلتی لکڑی کا ٹکڑا قریب قریب لڑکے کے منہ میں جھونک دیا۔ اب دانت پلنگ کے ڈنڈے سے لٹکا ہوا جھول رہا تھا۔

ہر آزمائش کا پھل ملتا ہے۔ جب ٹام ناشتہ کر چکنے کے بعد اسکول کی جانب جا رہا تھا۔ تو ہر وہ لڑکا جو اس سے ملا۔ اس پر رشک کر رہا تھا کیونکہ اس کے دانتوں کی بالائی قطار میں جو شگاف پیدا ہو گیا تھا۔ اس نے اسے ایک نئے اور قابل تحسین انداز سے تھوکنے میں مدد دی تھی۔

اس نے اپنے پیچھے کافی لڑکے جمع کر لئے جو اس کے اس مظاہرے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ اور وہ لڑکا جس نے اپنی انگلی کاٹ لی تھی اور جو ابتک دلکش اور تعظیم کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اب اپنے آپ کو اچانک تنہا پا رہا تھا اس کا کوئی ساتھی نہیں رہا تھا اور وہ عظمت سے محروم ہو گیا تھا۔ وہ بہت غم زدہ تھا۔ اس نے حقارت کے ساتھ جسے وہ محسوس نہیں کر رہا تھا کہا کہ ٹام سائر جس طرح تھوکتا ہے اس میں کوئی بات ہی نہیں ہے۔ لیکن ایک دوسرے لڑکے نے کہا۔ "انگور کھٹے ہیں،، اور وہ اس تباہ حال ہیرو کی طرح ٹہلتا ہوا چلا گیا۔

جلد ہی ٹام کی مڈبھیڑ اس گاؤں کے لونڈا چھوت ہکل بری خن سے ہوئی جو قصبہ کے شرابی کا بیٹا تھا۔ قصبہ کی مائیں ہکل بری سے سخت نفرت کرتی تھیں اور اس سے ڈرتی تھیں۔ کیونکہ وہ بیکار تھا۔ قانون شکن تھا۔ بیہودہ اور بدقماش تھا۔ اور اس نفرت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کے بچے اس حالت میں ہکل بری کے پرستار تھے۔ اس کی ممنوعہ صحبت میں خوش رہتے تھے۔ اور خواہش کرتے تھے کہ کاش ان میں بھی اس جیسا بننے کی ہمت ہوتی۔ ٹام بھی باقی باعزت لڑکوں کی طرح تھا۔ اور وہ ہکل بری کی نمائش اچھوتوں جیسی حالت پر رشک کرتا تھا۔ اسے یہ کڑا حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ کھیلا نہ کرے اسی لئے جب کبھی موقع ملتا تھا وہ اس کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ ہیکل بری ہمیشہ بالغ مردوں کے اتارے ہوئے کپڑے پہنے رہتا تھا۔ جو سدا ایک سے رہتے تھے۔ اور ان کے جھنڈے پھڑپھڑاتے رہتے تھے۔ اس کی ٹوپی ایک وسیع کھنڈر تھی جس کی چوڑی قوس کنارے سے باہر نکلی رہتی تھی۔ وہ جب کبھی کوئی کوٹ پہنتا تھا۔ تو وہ اس کی ایڑیوں تک لٹکا رہتا تھا۔ اس کے بٹن پچھلی طرف ہوتے تھے۔ جو اس کی کمر تک پہنچتے تھے۔ اس کی پتلون صرف ایک ہی تسمہ کے سہارے ٹکی رہتی تھی۔ پتلون کی پچھاڑی تھیلے کی طرح نیچے لٹکی رہتی تھی۔ اور اس میں کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اگر پتلون کے پائینچے اوپر نہیں چڑھائے جاتے تھے۔ تو اس کی جھالردار ٹانگیں مٹی میں گھسٹتی رہتی تھیں۔

ہکل بری اپنی مرضی سے آتا اور جاتا تھا۔ وہ اچھے اور معتدل موسم میں دروازوں کی دہلیزوں پر سوتا تھا اور برسات کے موسم میں خالی سؤر خانوں میں اسے اسکول یا کلیسا نہیں جانا پڑتا تھا یا اسے کسی کو ماسٹر نہیں کہنا پڑتا تھا۔ اور کسی کا حکم نہیں ماننا پڑتا تھا۔ وہ جب چاہتا اور جہاں چاہتا مچھلیاں پکڑنے یا تیرنے کے لئے جا سکتا تھا۔ اور جب تک صورت حال اس کے موافق ہوتی تب تک وہاں ٹھہر سکتا تھا۔ کوئی اسے لڑنے سے روکتا نہیں تھا۔

وہ جتنی دیر تک چاہتا بیٹھا رہ سکتا تھا۔ وہ ہمیشہ پہلا لڑکا ہوتا تھا جو موسم بہار میں ننگے پاؤں جاتا تھا۔ اور موسم خزاں میں سب سے آخر میں چمڑے کے جوتے پہنتا تھا۔ اسے کبھی نہانا نہیں پڑتا تھا۔ اور کبھی صاف ستھرے کپڑے نہیں پہننے پڑتے تھے۔ وہ حیرت انگیز انداز میں گالیاں دے سکتا تھا۔ قصہ مختصر زندگی کو جو چیز بیش قیمت بناتی ہے وہ اس لڑکے کے پاس تھی۔ سینٹ پیٹرزبرگ میں ہر سراسیمہ۔ پابند اور باعزت لڑکے کا یہی خیال تھا۔

ٹام نے رومانی بے خانماں لڑکے کا یوں خیر مقدم کیا۔

"ہیلو۔ ہکل بری۔"

"اپنے آپ سے ہیلو کہو اور پھر دیکھو کہ تمہیں یہ کیسا لگتا ہے۔"

"یہ تمہارے پاس کیا ہے۔؟"

"مردہ بلی"

"ہک۔ مجھے ذرا دیکھنے دو۔ اوہ میرے خدا یہ تو بہت اکڑی ہوئی ہے۔ یہ تمہیں کہاں سے ملی؟"

"ایک لڑکے سے خریدی ہے"

"تم نے اس کے عوض میں کیا دیا۔؟"

"میں نے ایک نیلا ٹکٹ اور ایک چھلکا دیا جو مجھے مذبح سے ملا تھا"

"تمہیں نیلا ٹکٹ کہاں سے ملا۔"

"دو ہفتے ہوئے بین روجرز سے چوبی چھلے کے عوض میں لیا تھا"

"ہک۔ یہ تو کہو کہ مردہ بلیاں کس کام آتی ہیں"

"کس کام آتی ہیں؟ ان سے مسوں کا علاج کیا جاتا ہے۔"

"نہیں۔ کیا واقعی؟ میں تو اس سے اچھا علاج جانتا ہوں۔"

"میں شرط لگا کر کہتا ہوں کہ تم نہیں جانتے۔ وہ کیا ہے۔"

"آتش گیر پانی"

"آتش گیر پانی۔ میں آتش گیر پانی کو کوئی وقعت نہیں دیتا،،
"تم کیوں وقعت دینے لگے۔ کیوں کیا دو گے؟ کیا تم نے کبھی اسے آزمایا ہے؟"
"نہیں ۔ میں نے نہیں آزمایا۔ لیکن باب پیٹرو نے آزمایا تھا۔،،
"تم سے یہ کس نے کہا!،،
"کیوں ۔ اس نے چیف کیچر کو بتایا اور چیف نے جانی بیکر کو اور جانی نے جم ہولس کو بتایا اور جم نے بین روجرز کو اور بین نے ایک حبشی کو اور حبشی نے مجھے بتایا۔ کیوں اب کیا کہتے ہو؟،،
"پھر کیا ہوا ۔ وہ سب جھوٹ بول سکتے ہیں۔ کم سے کم حبشی تو ضرور جھوٹ بول سکتا ہے۔ میں اسے جانتا نہیں ہوں۔ لیکن میں نے ایسا کوئی حبشی کبھی نہیں دیکھا جو جھوٹ نہ بولتا ہو۔ بک اب مجھے یہ بتاؤ کہ باب پیٹرو نے کیسے کیا تھا!،،
"کیوں ۔ اس نے درخت کے گلے سڑے ٹھنڈ میں ہاتھ ڈالا تھا جس میں بارش کا پانی جمع تھا۔،،
"کیا دن کے وقت؟،،
"یقیناً،،
"کیا اس کا منہ ٹھنڈ کی جانب تھا؟،،
"ہاں،،
"میرا خیال تو یہی ہے،،
"کیا اس نے کچھ کہا تھا۔،،
"میرا خیال ہے اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔ مجھے معلوم نہیں ہے،،
آہا۔ اس احمقانہ طریقہ کے ساتھ آتش گیر پانی سے مسوں کا علاج کرنے کی کوشش کی بات کرتے ہو۔ کیوں۔ ایسا کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ تمھیں تنہا ہی جنگل کے بیچوں بیچ جانا پڑتا ہے جہاں تمھیں معلوم ہوتا

ہے کہ آتش گیر پانی کا ٹھنڈا موجود ہے ۔ آدھی رات ہوتے ہی تمہیں ٹھنٹھ کے ساتھ اپنی پیٹھ لگانی پڑتی ہے ۔ اور اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر یہ کہنا پڑتا ہے ۔

جو کے اناج ۔ جو کے اناج ۔ انڈین جوار کی کمی ہے ۔

آتش گیر پانی ۔ آتش گیر پانی ان مسّوں کو نگل جا!!،،

اور پھر آنکھیں بند کر کے تیزی سے گیارہ قدم اٹھانے پڑتے ہیں ۔ اور پھر تین بار اس کے گرد چکر کاٹنا پڑتا ہے ۔ اور کسی سے بات کئے بغیر گھر جانا پڑتا ہے کیونکہ اگر بات کی جائے تو جادو ٹوٹ جائے گا ۔،،

"خیر یہ طریقہ تو اچھا نظر آتا ہے لیکن باب رُپٹر نے اس طرح نہیں کیا تھا ،،

نہیں جناب ۔ آپ شرط لگا سکتے ہیں کہ اس نے ایسا نہیں کیا تھا کیونکہ وہ اس قصبہ کا ایسا لڑکا ہے جس کے جسم پر سب سے زیادہ مسّے ہیں ۔ اگر اسے یہ معلوم ہوتا کہ آتش گیر پانی سے کیسے کام لیا جاتا ہے تو اس کے بدن پر ایک بھی مسّا نہ رہتا ۔ میں نے اس طریقہ سے اپنے ہاتھوں پر سے ہزاروں مسّے دور کئے ہیں ہک ۔ میں مینڈکوں سے بہت کھیلتا ہوں ۔ اس لئے میرے بہت سے مسّے نکل آتے ہیں ۔ بعض اوقات میں ان کو سیم سے دور کیا کرتا ہوں ،،

"ہاں سیم اچھی چیز ہے ۔ میں اسے استعمال کر چکا ہوں ،،

"کیا واقعی ۔ تمہارا طریقہ کیا ہے ۔،،

سیم کی پھلی لو ۔ اس کو بیچ میں سے پھاڑ دو ۔ مسّا کاٹ دو تاکہ کچھ خون میسر آجائے ۔ اس کے بعد خون کو سیم کی ایک پھلی پر ڈال دو ۔ اسے لے جاؤ ۔ اور چاندرات کے اندھیرے میں آدھی رات کو چوراہے پر گڑھا کھود کر اسے دفنا دو اور پھر سیم کی باقی پھلی کو جلا دو ۔ تم دیکھو گے کہ سیم کی پھلی کے جس ٹکڑے پر خون ہوگا ۔ وہ سوکھتا اور کھینچتا چلا جائے گا اور سیم کی پھلی کے دوسرے ٹکڑوں کو اپنے پاس لانے کی کوشش کرتا رہے گا

اس طرح وہ مستا دور کرنے میں خون کی مدد کرتا ہے اور مستا فوراً الگ ہو کر اتر جاتا ہے۔

"ہک۔ بالکل یہی طریقہ ہے۔ ہاں۔ یہی طریقہ ہے۔ اور اگر سیم کی پچھلی کو دفناتے ہوئے تم یہ کہو کہ۔ سیم نیچے چلی جائے۔ مستا بھاگ جائے۔ اور مستا مجھے اب ستانے کے لئے نہ آئے۔ تو اور بھی بہتر ہے۔ جو بار بار اس طریقہ پر عمل کرتا ہے۔ اور وہ اس سلسلے میں تقریباً کون دنے اور ہر جگہ گیا ہے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم مردہ بلیوں سے مستوں کا علاج کیسے کرتے ہو؟"

کیوں۔ تم اپنی بلی لو اور جاؤ۔ اور آدھی رات کو جا کر اس وقت قبرستان میں گھس جاؤ۔ جب کسی برے شخص کو دفنایا گیا ہو۔ جب آدھی رات ہو گئی تو شیطان آئے گا۔ ہو سکتا ہے دو یا تین شیطان آئیں لیکن تم انھیں دیکھ نہیں سکو گے۔ ہوا کی طرح کسی چیز کو سرسراتا ہوا سنو گے اور ہو سکتا ہے تم انھیں باتیں کرتا ہوا سنو۔ جب وہ اس شخص کو اپنے ساتھ لے جا رہے ہوں تو تم اپنی بلی کو ان کے پیچھے چھوڑ دو۔ اور کہو۔ شیطان لاش کا پیچھا کرتا ہے بلی شیطان کا پیچھا کرتی ہے۔ مستا بلی کا پیچھا کرتا ہے۔ مجھے اب مستے سے کوئی واسطہ نہیں۔ ایسا کرنے سے کوئی سا مستا ہو دور ہو جائے گا۔"

"معلوم تو ایسا ہوتا ہے کہ یہ اچھا طریقہ ہے۔ کیا تم نے اسے کبھی استعمال کیا ہے ہک۔؟"

نہیں لیکن بوڑھی اماں ہاپکنز نے مجھے یہ طریقہ بتایا تھا۔

"خیر۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر تو یہ طریقہ درست ہی ہو گا کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ جادوگرنی ہے۔"

کیوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ٹام۔ میں جانتا ہوں وہ جادوگرنی ہے۔ اس نے میرے ابا پر بھی جادو کر دیا تھا۔ ابا نے خود یہ بات بتائی تھی۔ ایک دن وہ آیا اور اس نے دیکھا کہ وہ اس پر جادو کر رہی تھی۔ اس

لئے ابا نے بنیصر اٹھالیا۔ اور اگر وہ وار بچا نہ جاتی تو ابا نے اس کو مار ڈالا ہوتا خیر اسی رات کو ابا اس شیڈ پر سے لڑھک گئے جس پر وہ شراب پی کر سوئے ہوئے تھے اور ان کا بازو ٹوٹ گیا۔

"کیوں ۔ یہ تو بہت افسوسناک بات ہے۔ تمھارے ابا کو یہ کیسے پتہ چلا کہ وہ اس پر جادو کر رہی تھی۔

"خدا کی قسم ۔ ابا یہ بات بڑی آسانی سے بتا سکتے ہیں۔ میرے ابا کہتے ہیں کہ جب وہ اپنی نگاہیں کسی پر جمادیتی ہیں تو سمجھ لو کہ وہ جادو کر رہی ہیں۔ اور خاص طور پر اس وقت جب وہ منہ میں کچھ بڑبڑا بھی رہی ہوں۔ کیونکہ جب وہ بڑبڑا رہی ہوتی ہیں تو خدا سے الٹی دعا مانگ رہی ہوتی ہیں۔"

"اچھا تو ٹھیک یہ بتاؤ کہ تم اس بلی کو مستوں کا علاج کرنے کے لئے کب آزماؤ گے"

"آج رات کو ۔ میرا خیال ہے آج رات کو شیطان بوڑھے ہاس ولیمز کی تلاش میں آئیں گے۔"

"لیکن اسے تو سنیچر کو دفنایا گیا تھا کیا وہ اسے سنیچر کی رات کو اپنے ساتھ نہیں لے گئے۔"

تم بھی کیسی باتیں کرتے ہو ۔ جب تک آدھی رات نہ ہو جائے تب تک شیطانوں کا جادو کیسے چل سکتا ہے۔ آدھی رات ہونے پر اتوار شروع ہو گیا۔ میرا خیال ہے شیطان اتوار کو زیادہ سرگرم عمل نہیں ہوتے۔

"میں نے یہ تو سوچا ہی نہیں تھا۔ بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ کیا میں تمھارے ساتھ چل سکتا ہوں۔"

"کیوں نہیں ۔ اگر تم ڈرتے نہیں ہو۔"

"ڈرتا ہوں! نہیں ڈر کا کوئی امکان نہیں۔ کیا تم میاؤں۔ میاؤں کروگے"

"ہاں" "اور اگر موقع ملے تو تم بھی جواب میں میاؤں میاؤں کرنا۔ پچھلی مرتبہ تم نے مجھ سے اتنی دیر تک میاؤں میاؤں کروایا تھا کہ بوڑھا ہیس میرے

پتھر مارنے لگا اور بولا ۔ "ستیا ناس ہو اس بلی کا!" میں نے ایک اینٹ اٹھا کر اس کی کھڑکی میں دے ماری ۔ لیکن تم کسی کو بتانا نہیں "

"نہیں ۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گا ۔ اس رات میں میاؤں میاؤں نہ کر سکا ۔ کیونکہ خالہ میری طرف دیکھ رہی تھی لیکن اس دفعہ میں ضرور میاؤں میاؤں کروں گا ۔ ہاں یہ تو کہو کہ یہ کیا ہے ؟"

"کچھ بھی نہیں صرف ایک طفیلی کیڑا ہے ۔"

"تمھیں یہ کہاں سے ملا ؟"

"جنگل سے"

"بولو ۔ تم اس کا کیا لو گے ؟"

"مجھے معلوم نہیں ۔ میں اسے بیچنا نہیں چاہتا ۔"

"اچھی بات ہے ۔ بہرکیف یہ ایک بہت بڑا طفیلی کیڑا ہے ۔"

"ہر کوئی اس کیڑے کو دوڑا سکتا ہے ۔ جو اس کا اپنا نہ ہو ۔ میں اس کیڑے سے مطمئن ہوں ۔ میرے لئے یہ اچھا کیڑا ہے"

"کیڑے بہت ملتے ہیں ۔ اگر میں چاہوں تو ہزاروں کیڑے پاس رکھ سکتا ہوں"

"تو رکھتے کیوں نہیں ہو؟ اس لئے کہ تم جانتے ہو تم انھیں نہیں رکھ سکتے ہو ۔ میرا خیال ہے یہ ابتدائی کیڑا ہے ۔ یہ پہلا کیڑا ہے جو میں نے اس برس دیکھا ہے"

"سنو ہکل ۔ میں اس کے عوض میں تمھیں اپنا دانت دے سکتا ہوں ؟"

"ذرا دکھاؤ تو سہی"

ٹام نے کاغذ کا پرزہ نکالا اور اسے بڑی احتیاط سے گول کر کے کھولا! ہکل بری اسے بڑی حسرت سے دیکھتا رہا ۔ لالچ بہت زبردست تھا ۔ آخر کار اس نے کہا ۔

"کیا یہ دانت حقیقی ہے؟"

ٹام نے اپنا ہونٹ اوپر اٹھایا اور اسے اپنے دانتوں کی قطار میں شگاف دکھایا
"اچھی بات ہے" ہکل بری نے کہا۔ یہ سودا مجھے منظور ہے۔"
ٹام نے وہ کیڑا اسلحہ آتشیں کی ٹوپی والے بکس میں رکھ لیا جو پہلے کاٹ کھانے والے کھٹمل، یعنی بھونرے کا پنجرہ تھا۔ اس کے بعد دونوں لڑکے ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ دونوں اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ دولت مند سمجھ رہے تھے۔
جب ٹام الگ تھلگ واقع چھوٹے سے چوکھٹے والے اسکول تک پہنچا تو اس میں اس انداز کے ساتھ تیزی سے داخل ہوا جیسے وہ واقعی بڑی ایمانداری سے تیز تیز چل کر آیا ہو۔ اس نے اپنی ٹوپی کھونٹی پر ٹانگ دی اور اپنے آپ کو اپنی نشست پر بڑی مستعدی اور پھرتی کے ساتھ گرا دیا۔ ماسٹر لکڑی کی لچکدار کھپچیوں کے بنے اور بازوؤں والی کرسی میں اوپر بیٹھا ہوا تھا اور پڑھنے کی غنودگی آور لوریاں سنتا ہوا اونگھ رہا تھا۔ وہ اس رخنہ اندازی سے جاگ پڑا۔
"تھامس سائر"
ٹام جانتا تھا کہ جب اس کا پورا نام لیا جاتا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ کوئی مصیبت آنے والی ہے۔
"جناب"
"ادھر آؤ، اور حضور یہ بتائیے کہ آپ حسب معمول تاخیر سے کیوں آئے ہیں؟"
ٹام اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے جھوٹ بولنے ہی والا تھا کہ اس نے ایک بیٹھ پر۔۔۔ بالوں کی دو لمبی زلفیں لٹکتی ہوئی دیکھیں اور اس نے محبت کی سریع الاثر یگانگت سے اس پیٹھ کو پہچان لیا۔ اسکول کی عمارت کے اس طرف ہی بنچ پر خالی جگہ تھی جس طرف لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے فوراً جواب دیا۔
میں راستہ میں ہکل بری فن کے ساتھ باتیں کرنے کے لئے رک گیا تھا۔
ماسٹر کے دل کی دھڑکن رک گئی اور وہ بے بسی کے عالم میں گھورتا رہا۔ طلباء کے

پڑھنے کی گنگناہٹ بند ہو گئی۔ طالب علموں کو تعجب ہو رہا تھا کہ کیا یہ احمق لڑکا پاگل ہو گیا ہے۔ ماسٹر نے کہا۔

"تم۔ تم نے کیا کہا؟"

میں راستے میں ہیکل بری فن سے باتیں کرنے کے لئے رک گیا تھا۔ الفاظ بالکل صاف اور واضح تھے۔

"تھامس سائر۔ میں نے ایسا دم بخود کر دینے والا اعتراف پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ سزا دینے والی قمچی ہی اس قصور پر حرکت میں آئے گی۔"

"اپنا کوٹ اتار دو۔"

ماسٹر کا بازو جب تک تھک نہ گیا تب تک حرکت کرتا رہا اور پھر ضرب کی شدت کافی حد تک ہلکی پڑ گئی اور اس نے حکم دیا۔

"اب حضور جائیے۔ اور جا کر لڑکیوں کے ساتھ بیٹھ جائیے۔ اور اس سزا سے سبق حاصل کیجئے"

کمرے میں دبی دبی ہنسی کی جو آواز متلاطم تھی اس نے بظاہر لڑکے کے چہرے پر شرم کی سرخی دوڑا دی تھی لیکن حقیقت میں اس کا چہرہ اس لئے تمتما اٹھا تھا کہ اس کے دل میں اپنے ان جانے صنم کا پرستش کی حد تک احترام پیدا ہو گیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ اس کی اچھی قسمت میں بے پناہ مسرت لکھی ہوئی ہے وہ صنوبر کی بنچ کے ایک سرے پر بیٹھ گیا اور وہ لڑکی اپنا سر ہلا کر اس سے ذرا دور کھسک گئی۔ کمرے میں کہنیوں کے ٹھوکے۔ آنکھوں کے اشارے اور سرگوشیاں جاری رہیں۔ لیکن ٹام بےحس و حرکت بیٹھا رہا۔ اس نے اپنے بازو اپنے سامنے کے لمبے اور پست ڈیسک پر رکھے ہوئے تھے اور ایسا دکھائی دیتا تھا جیسے وہ کتاب کا مطالعہ کر رہا ہو۔

رفتہ رفتہ اس پر توجہ کم ہوتی چلی گئی۔ اور اسکول کی رواجی گنگناہٹ ایک بار پھر فضا میں ابھری۔ دفعتہً لڑکا دزدیدہ نگاہوں سے لڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔

اس نے اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس نے منہ بنایا اور ایک لمحہ کے لئے اس کی جانب سے گردن گھمالی۔ جب اس نے بڑی احتیاط سے دوبارہ اس کی طرف منہ پھیرا تو اس کے سامنے ایک آڑو پڑا تھا۔ اس نے اس آڑو کو ہاتھ سے دور ہٹا دیا۔ ٹام نے بڑی آہستگی سے اسے پھر اس کے سامنے رکھ دیا لڑکی نے اسے دوبارہ دور ہٹا دیا۔ لیکن اب اس کی حرکت معاندانہ نہیں تھی۔ ٹام نے بڑے صبر و تحمل کے ساتھ آڑو پھر اسی جگہ رکھ دیا۔ اب اس لڑکی نے وہ آڑو وہیں پڑا رہنے دیا۔ ٹام اپنی سلیٹ پر لکھنے لگا۔ براہ کرم اسے لے لیجئے۔ میرے پاس اور ہے،، لڑکی نے سلیٹ کے الفاظ پر نگاہ ڈالی۔ لیکن کوئی اشارہ نہ کیا۔ اب لڑکا سلیٹ پر کوئی خاکہ بنانے لگا۔ اس نے اپنے بائیں ہاتھ سے اس خاکے کو ڈھانپ لیا۔ تھوڑی دیر کے لئے اس لڑکی نے کوئی دھیان نہ دیا۔ لیکن دفعتہً اس کا انسانی تجسس مشکل نظر آنے والے اشاروں سے ظاہر ہونے لگا۔ لڑکا بظاہر غیر شعوری طور پر خاکہ بناتا رہا۔ لڑکی نے ایک طرح سے اپنی کمزوری کا اعتراف نہ کرنے والے انداز سے اسے دیکھنے کی کوشش کی۔ مگر لڑکے نے یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ وہ جانتا تھا کہ وہ اسے دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ آخرکار لڑکی نے ہتھیار ڈال دیئے اور جھجکتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں بولی۔

"مجھے دیکھنے دو۔،،

ٹام نے ایک گھر کا خراب و خستہ خاکہ تھوڑا سا دکھایا۔ اس گھر کی دو نکونی دیواریں تھیں اور اس کی چمنی سے بل کھاتا ہوا دھواں اٹھ رہا تھا اس کے بعد لڑکی کی نگاہیں اس خاکہ پر مرکوز ہو گئیں اور وہ باقی سب کچھ بھول گئی۔ جب وہ خاکہ مکمل ہو گیا تو وہ اسے ایک لمحہ کے لئے دیکھتی رہی۔ اور پھر اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"بہت اچھا ہے۔ اب ایک آدمی بناؤ۔،،

مصور نے سامنے کے احاطے میں ایک آدمی کھڑا کر دیا تھا۔ جو بھاری بوجھ اٹھانے والی کل سے ملتا جلتا تھا۔ وہ اس گھر کو اپنے قدموں تلے روند سکتا تھا۔ لیکن لڑکی چھوٹی چھوٹی پانوں پر لکتہ چینی کرنے والی نہ تھی۔ اسے وہ درندہ صفت آدمی اچھا معلوم ہوا تھا۔ اس نے سرگوشی کی۔

"بہت خوبصورت آدمی ہے۔ اب اس کے ساتھ مجھے وہاں دکھاؤ۔"

ٹام نے ربٹ گھڑی بنائی اور اس کے ساتھ پورا چاند اور تنکے جیسے پتلے اعضا جوڑ دیئے۔ اور باہر نکلی ہوئی انگلیوں میں عجیب وغریب پنکھا تھما دیا۔ لڑکی نے کہا۔

"یہ تو اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ کاش میں بھی تصویریں بنا سکتی!"

"تصویر بنانا بہت آسان ہے" ٹام نے سرگوشی کی "میں تمہیں سکھا سکتا ہوں"

"اوہ۔ کیا تم مجھے سکھا سکتے ہو؟ کب؟"

"دوپہر کو۔ کیا تم کھانا کھانے کے لئے گھر جاتی ہو۔"

"اگر تم چاہو تو میں ٹھہر سکتی ہوں"

"خوب۔ تو وعدہ رہا۔ تمہارا نام کیا ہے۔؟"

"بیکی تھیچر۔ تمہارا نام کیا ہے! اوہ تمہارا نام تو میں جانتی ہوں۔ تمہارا نام تھامس سائر ہے۔"

اس نام پر تو مجھے پیٹا جاتا ہے۔ جب میں اچھا لڑکا ہوتا ہوں تو ٹام ہوتا ہوں۔ تم مجھے ٹام کہا کرو۔ کیا کہو گی۔؟"

"ہاں"

اب ٹام سلیٹ پر کچھ لکیریں کھینچنے لگا اور ان الفاظ کو لڑکی سے چھپانے لگا۔ لیکن اس دفعہ وہ پیچھے نہیں رہی تھی۔ اس نے التجا کی کہ وہ اسے دیکھنے دے کہ اس نے کیا لکھا تھا۔ ٹام نے کہا۔

"کچھ بھی نہیں ہے"

"نہیں۔ ضرور کچھ ہے۔"

"نہیں۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ تم اسے دیکھنا نہیں چاہتی ہو۔"

"نہیں۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں واقعی دیکھنا چاہتی ہوں۔ براہ کرم مجھے دیکھنے دو۔"

"تم دوسروں کو بتا دو گی۔"

"نہیں۔ میں نہیں بتاؤں گی۔ قسم کھاتی ہوں۔ میں نہیں بتاؤں گی۔"

"کیا کسی کو نہیں بتاؤ گی۔ جب تک زندہ رہو گی کسی کو نہیں بتاؤ گی؟"

"ہاں۔ میں کبھی کسی کو نہیں بتاؤں گی۔ اب مجھے دیکھنے دو۔"

"اوہ۔ تم اسے دیکھنا نہیں چاہتی ہو۔"

"اب اگر تم مجھ سے ایسا سلوک کروگے تو میں ضرور دیکھوں گی۔ اور اس نے اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اس کے بعد تھوڑی سی دھینگا مشتی ہوئی۔ ٹام بڑے خلوص کے ساتھ مزاحمت کرنے کا بہانہ کر رہا تھا۔ لیکن دھیرے دھیرے ان الفاظ پر سے اپنا ہاتھ کھسکاتا جا رہا تھا۔ اور وہ الفاظ بے نقاب ہو گئے تھے۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں!"

"اوہ۔ تم برے لڑکے ہو۔" اور اس نے ٹام کے ہاتھ پر تھپڑ مارا۔ لیکن فوراً ہی اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔ تاہم وہ خوش نظر آ رہی تھی۔

عین اس وقت لڑکے نے محسوس کیا جیسے دھیرے دھیرے اس کے کان پر منحوس گرفت مضبوط ہوتی جا رہی ہو۔ اور پھر اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اس کا کان اکھاڑ رہا ہو۔ اس حالت میں اسے کمرے میں سے لے جایا گیا اور اسے اس کی اپنی نشست پر جا کر بٹھا دیا گیا۔ سارا کمرہ قہقہوں کی جاں سوز آنچ سے سلگ رہا تھا۔ اس کے بعد ماسٹر چند تکلیف دہ لمحات تک اس پر جھکا رہا اور آخر کار ایک لفظ کہے بغیر اپنے تخت کی جانب چلا گیا۔ اگرچہ ٹام کے کان میں جلن ہو رہی تھی لیکن وہ بہت خوش تھا۔

اسکول پر سکوت مسلط ہو گیا۔ تو تام نے خلوص کے ساتھ مطالعہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے دل میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔ باری باری ہر کلاس میں جا کر بیٹھا۔ لیکن سارا معاملہ چوپٹ کر دیا۔ اس نے جغرافیہ کی کلاس میں تو جھیلوں کو پہاڑوں میں۔ پہاڑوں کو دریاؤں میں اور دریاؤں کو بر اعظموں میں تبدیل کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک بار پھر افراتفری کا عالم ظہور میں آگیا۔ اس کے بعد ہجوں کی کلاس میں محض چھوٹے الفاظ کے ہجوں پر بری طرح پٹ گیا۔ اسے سب سے نچلا درجہ دیا گیا اور اسے جست کا تمغہ واپس دینا پڑا جو وہ مہینوں تک بڑے طمطراق کے ساتھ سینے پر لگائے رہا تھا۔

ساتواں باب —

ایک معاہدہ طے پا یا — ابتدائی اسباق
— ایک غلطی سرزد ہوگئی —

ٹام نے جتنا زور لگا کر کتاب پر اپنی توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کی اتنے ہی اس کے خیالات منتشر ہوگئے۔ آخرکار اس نے سرد آہ بھرتے اور جماہی لینے کے بعد اپنی کوشش ترک کردی۔ اسے ایسا دکھائی دے رہا تھا جیسے دوپہر کی چھٹی کبھی نہیں ہوگی۔ ہوا بالکل بند تھی۔ ایک بھی جھونکا نہیں آرہا تھا۔ یہ خواب آور دنوں میں سب سے زیادہ نیند لانے والا دن تھا۔ پچیس طلباء کی غنودگی پیدا کرنے والی گنگناہٹ۔ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کے جانوروں کی طرح دل کو تسکین دے رہی تھی۔ دور کڑکتی ہوئی دھوپ میں کارڈف ہل اپنے نرم اور سرسبز پہلو حرارت کے جھلملاتے ہوئے پردے میں اوپر اٹھائے ہوئے تھا۔ اور دور فاصلہ پر موجود قرمزی رنگ کا عکس اس پر پڑ رہا تھا۔ چند پرندے فضا میں بلندی پر بڑی سستی اور کاہلی سے اڑ رہے تھے۔ چند گائے بھینسوں کے سوا اور کوئی جاندار شے نظر نہیں آرہی تھی۔ اور وہ بھی سوئی ہوئی تھیں۔ ٹام کا دل آزادی کے لئے تڑپ رہا تھا۔ یا پھر کوئی ایسی دلچسپ چیز ہونی چاہیئے تھی جس سے بے کیف وقت کٹ سکے۔ اس کا ہاتھ اس کی جیب میں چلا گیا اور اس کا چہرہ تشکر کے نور سے تابندہ ہوگیا جو دعا کے مترادف تھا لیکن اسے اس کا علم نہیں تھا۔ اس کے بعد خفیہ طور پر اسلحہ آتشیں کی ٹوپی والا بکس اس کی جیب سے باہر آگیا۔ اس نے اس طفیلی کیڑے کو آزاد کردیا۔ اور اسے لمبے اور چپٹے ڈیسک پر رکھ دیا۔

وہ کیڑا ابھی شاید تشکر کے نور سے چمک رہا تھا۔ جو دعا کے مترادف تھا۔ لیکن اس کی یہ تابندگی قبل از وقت تھی۔ کیونکہ جب اس نے احسان مندانہ انداز میں چلنا شروع کیا تو ٹام نے ایک پن سے اسے ایک طرف ہٹا دیا۔ اور اسے دوسری سمت میں جانے پر مجبور کر دیا۔

ٹام کا لنگوٹیا دوست اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اور وہ بھی ٹام کی طرح دکھ جھیل رہا تھا۔ اب وہ ایک ہی لمحہ میں تفریح کے اس سامان میں احسان مندانہ انداز سے دلچسپی لینے لگا تھا۔ ٹام کا یہ لنگوٹیا دوست جو ہارپر تھا۔ دونوں لڑکے ہفتے کے سارے دنوں میں گہرے دوست رہتے تھے۔ اور سنیچر کو جنگ میں ایک دوسرے کے دشمن ہوتے تھے۔ جو نے اپنے کوٹ کی لوٹ سے ایک پن نکالا اور قیدی کیڑے کو ورزش کرانے میں مدد دینے لگا۔ ایک لمحہ کے لئے وہ کھیل زیادہ دلچسپ ہو گیا۔ جلد ہی ٹام نے کہا کہ وہ ایک دوسرے کے کام میں مداخلت کر رہے ہیں۔ اور ان میں سے کوئی اس کیڑے سے مکمل طور پر لطف اندوز نہیں ہو رہا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے جو کی سلیٹ ڈیسک پر رکھ دی۔ اور اس کے بیچ میں نیچے سے اوپر تک ایک خط کھینچ دیا۔

وہ بولا۔ اب سنو۔ جب تک یہ کیڑا تمھاری طرف رہے گا تم اسے ہلا جلا سکتے ہو۔ میں اسے نہیں چھیڑوں گا۔ لیکن اگر تم نے اسے چھوڑ دیا اور وہ میری طرف آگیا تو تم اسے اس وقت تک نہیں چھیڑو گے جب تک کہ میں اسے یہ خط پار نہیں کرنے دوں گا۔

"اچھی بات ہے۔ آگے بڑھو اور شروع کرو۔"

دفعتہً وہ کیڑا ٹام کی طرف سے نکل گیا اور خط استوا پار کر گیا۔ جو اسے تھوڑی دیر تک ستاتا رہا۔ پھر وہ کیڑا بچ کر نکل گیا اور دوبارہ اس خط کو پار کر گیا۔ وہ کیڑا اکثر ادھر سے ادھر جاتا رہا۔ اگر ایک لڑکا گہری دلچسپی لینا

ہوا اس کیڑے کو تنگ کرنا تھا تو دوسرا لڑکا اتنے ہی شدید انہماک کے ساتھ اسے دیکھتا رہتا تھا دونوں لڑکوں کے سر سلیٹ پر جھکے ہوئے تھے اور دونوں دنیا و مافیہا سے بے خبر تھے۔ آخرکار ایسا دکھائی دیا کہ قسمت جو کا ساتھ دے رہی ہے۔ کیڑے نے کئی راستے اختیار کرنے کی کوشش کی۔ اور وہ بھی دونوں لڑکوں کی طرح جوش میں آگیا تھا۔ اور کبھی کبھی جب ٹام کو فتح اپنی مٹھی میں نظر آنے لگتی۔ اور ٹام کی انگلیاں حرکت میں آنے کے لئے تھر تھرانے لگتیں۔ تو جو کی پن اس سے پہلے آگے بڑھتی۔ اور کیڑے کو اپنی تحویل میں رکھتی۔ آخرکار ٹام سے یہ برداشت نہ ہوسکا۔ ترغیب بہت مضبوط تھی۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھایا اور پن سے کیڑے کو ہلا دیا۔ جو فوراً ہی برافروختہ ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"ٹام۔ کیڑے کو تنہا چھوڑ دو۔"

"جو۔ میں تو اسے تھوڑا سا ہلانا چاہتا تھا۔"

"نہیں جناب۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ تم اسے تنہا چھوڑ دو۔"

"ہاں بھی جاؤ۔ میں اسے زیادہ نہیں ہلانا چاہتا۔"

"میں تم سے کہہ رہا ہوں تم اسے تنہا چھوڑ دو۔"

"نہیں۔ میں اسے تنہا نہیں چھوڑوں گا۔"

"تمہیں چھوڑنا پڑے گا۔ وہ خط سے ادھر میری طرف ہے۔"

"جو ہارپر سنو۔ اور یہ بتاؤ یہ کیڑا کس کا ہے؟"

"میں نہیں جانتا یہ کیڑا کس کا ہے۔ وہ خط کے ادھر میری طرف ہے" اور اس کو چھیڑنا نہیں چاہیے۔"

میں شرط لگا کر کہتا ہوں کہ میں اسے چھیڑوں گا وہ میرا کیڑا ہے اور میرا جو جی چاہے گا اس کے ساتھ کروں گا ورنہ مر جاؤں گا۔

ٹام کے کندھے پر ایک زوردار ضرب پڑی اور دوسری ایسی ہی ضرب جو کے کندھے پر پڑی۔ اور دو منٹ تک دونوں لڑکوں کے کوٹوں پر سے

مٹی اڑتی رہی۔ اور اسکول کے سارے طلباء اس منظر سے حظ اٹھاتے رہتے۔
دونوں لڑکے اس قدر منہمک تھے کہ ماسٹر کے دبے پاؤں آنے اور ان کے
سروں پر آ کھڑے ہونے سے پہلے سارے اسکول پر طاری ہو جانے والی خاموشی
کی طرف دھیان نہیں دے پائے تھے۔ ماسٹر نے کافی غور کیا تھا کہ وہ جا کر
کیا کرے گا۔ اس کے بعد اس نے اپنے طرز عمل میں تنوع پیدا کر دیا تھا۔
اسکول میں دوپہر کی چھٹی ہوئی تو ٹام دوڑتا ہوا بیکی تھیچر کے پاس گیا
اور اس نے اس کے کان میں کہا۔

"اپنی ٹوپی پہن لو اور یہ ظاہر کرو جیسے تم گھر جا رہی ہو اور جب تم نکڑ پر
پہنچو تو دوسروں کو غچہ دے دینا۔ اور گلی میں مڑ کر واپس آ جانا۔ میں دوسرے
راستہ سے جاؤں گا۔ اور ان کو بھیج کر اسی راستہ سے آ جاؤں گا۔"

اس طرح ان میں سے ایک طلباء کے ایک گروپ کے ساتھ اور دوسرا
طلباء کے دوسرے گروپ کے ساتھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں دونوں گلی کے
نکڑ پر ملے اور جب وہ دونوں اسکول پہنچے تو وہاں ان دونوں کے سوا اور
کوئی نہ تھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ بیٹھ گئے۔

سلیٹ ان کے سامنے تھی۔ ٹام نے بیکی کو ایک پنسل دی اور اس کا
ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ وہ اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ کی رہنمائی کرتا
رہا اور اس طرح ایک اور حیرت انگیز مکان بنایا۔ جب فن مصوری میں
دلچسپی کم ہونے لگی تو دونوں باتیں کرنے لگے۔ ٹام کا دل خوشی سے بلیوں
اچھل رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"کیا تمھیں چوہے مرغوب ہیں۔؟"

"نہیں۔ میں ان سے نفرت کرتی ہوں۔"

"ہاں۔ میں بھی ان سے نفرت کرتا ہوں۔ خاص طور پر زندہ چوہوں سے۔
میرا مطلب تو مردہ چوہوں سے ہے۔ تاکہ تم ایک رسی سے ان کو

اپنے سر کے اوپر گھما سکو۔"
کچھ بھی ہو۔ میں چوہوں کی زیادہ پروا نہیں کرتی۔ مجھے تو "چیونگ گم" مرغوب ہے۔"
ہاں۔ میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔ کاش اس وقت میرے پاس "چیونگ گم" ہوتی۔۔۔"
"کیا تمھیں چیونگ گم مرغوب ہے۔ میرے پاس ہے۔ تم اسے تھوڑی دیر تک چوس سکتے ہو۔ لیکن پھر مجھے واپس دے دینا۔"
"دونوں نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور وہ باری باری اسے چوسنے لگے اور فرطِ اطمینان کے ساتھ بنچ پر اپنی ٹانگیں ہلانے لگے۔"
کیا تم کبھی سرکس دیکھنے گئی ہو؟ ٹام نے کہا۔
"ہاں۔ اگر میں اچھی لڑکی ثابت ہوئی تو میرے ابا پھر کسی وقت مجھے سرکس دکھانے لے جائیں گے۔"
"میں تین چار مرتبہ سرکس دیکھنے گیا ہوں۔ سرکس کے مقابلہ میں کلیسا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ سرکس میں ہر وقت کوئی نہ کوئی بات ہوتی رہتی ہے۔ میں بڑا ہو کر سرکس کا مسخرہ بنوں گا۔"
کیا سچ۔ یہ تو بہت اچھا ہوگا۔ وہ بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔ ان کے سارے جسم پر بندیاں ہوتی ہیں۔
"ہاں۔ بالکل ٹھیک۔ ان کو ڈھیروں روپیہ ملتا ہے۔ بین راجرز کہتا ہے کہ بیشتر مسخروں کو ایک ڈالر روزانہ ملتا ہے۔ سنو بیکی۔ کیا تمھاری منگنی ہو گئی ہے؟"
"منگنی کیا ہوتی ہے؟"
"کیوں۔ بیاہ کے لیے منگنی۔"
"نہیں۔ میری منگنی نہیں ہوئی"

"کیا تم منگنی کرانا چاہو گی؟"

"میرا خیال ہے تو ہے۔ مجھے معلوم نہیں منگنی کیسی ہوتی ہے۔"

"کیسی ہوتی ہے؟ یہ کسی چیز جیسی نہیں ہوتی۔ تمہیں ایک لڑکے سے صرف یہ کہنا پڑتا ہے کہ تم اس کے سوا اور کسی کی نہیں ہو گی۔ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس کی رہو گی" اور پھر تم ایک بوسہ دو۔ بس منگنی ہو گئی۔ ہر کوئی اس طرح کر سکتا ہے۔"

"بوسہ؟ تم بوسہ کس لئے لیتے ہو؟"

"کیوں! تم جانتی ہو بوسہ۔۔۔۔ خیر لوگ ہمیشہ بوسہ لیتے ہیں۔"

"ہر کوئی!؟"

"ہاں۔ وہ سارے اشخاص جو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ کیا تمہیں یاد ہے کہ میں نے سلیٹ پر کیا لکھا تھا؟"

"ہاں۔ ہاں"

"وہ کیا تھا؟"

"میں تمہیں نہیں بتاؤں گی"

"کیا میں تمہیں بتاؤں؟"

"ہاں۔ ہاں۔ لیکن پھر کبھی بتانا"

"نہیں۔ ابھی بتاؤں گا"

"نہیں ابھی نہیں۔ کل بتانا"

"اوہ نہیں۔ ابھی بتاؤں گا۔ براہ کرم بیکی۔ میں تمہارے کان میں بتاؤں گا اور بڑے آرام سے بتاؤں گا۔"

بیکی نے جھجک کا اظہار کیا۔ ٹام نے خاموشی کو رضامندی سمجھا۔ اس نے اپنا بازو اس کی کمر میں حائل کر دیا۔ اور سرگوشی میں داستان محبت دہرائی اس کا منہ اس کے کان کے پاس تھا۔ اس کے بعد اس نے کہا۔

"اب تم میرے کان میں اسی طرح مجھ سے کہو۔"

اس نے تھوڑی دیر کے لئے مزاحمت کی۔ اور پھر بولی۔

"تم اپنا منہ دوسری طرف پھیر لو تاکہ تم دیکھ نہ سکو۔ اس کے بعد میں کہوں گی۔ لیکن ٹام تم کسی کو بتاؤ گے تو نہیں۔" "تم نہیں بتاؤ گے۔ کیوں نہیں بتاؤ گے نا؟"

"نہیں۔ ہرگز ہرگز نہیں بتاؤں گا۔ ہاں تو اب۔۔۔۔ بیکی۔۔۔۔" اس نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا۔ وہ گھبراہٹ کے ساتھ جھکی۔ اس کی سانس ٹام کے گھنگریالے بالوں کو ہلا رہی تھی۔ اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ "میں تم سے محبت کرتی ہوں"

اس کے بعد وہ اچھل کر دور ہٹ گئی۔ اور ڈیسکوں اور بنچوں کے گرد دوڑنے لگی۔ ٹام اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ اس کے بعد اس نے ایک گوشے میں جا کر پناہ لی۔ اور ایپرن سے اپنا منہ ڈھانپ لیا۔ ٹام نے اس کی گردن میں بازو ڈال دیئے۔ اور التجا کی۔

"بیکی بات ختم ہو گئی۔ بوسے کے سوا ساری بات ختم ہو گئی۔ تم بوسے سے ڈرو نہیں۔ وہ کوئی چیز نہیں۔ براہ کرم بیکی۔" اس نے اس کا ایپرن اور اس کے ہاتھ زور سے کھینچے۔

رفتہ رفتہ بیکی نے مزاحمت ترک کر دی۔ اس کے ہاتھ نیچے آ گرے۔ اس کشمکش میں اس کا تمتمایا ہوا چہرہ اوپر اٹھا اور وہ مان گئی۔

ٹام نے اس کے سرخ ہونٹوں کا بوسہ لیا اور بولا۔

"اب بات پوری ہو گئی بیکی۔ اور تم جانتی ہو کہ اب اس کے بعد ہمیشہ کے لئے تمہیں میرے سوا کسی اور سے محبت نہیں کرتی ہو گی تمہیں ہمارے سوا کسی اور سے شادی نہیں کرتی ہو گی۔ ہرگز نہیں۔ کبھی نہیں۔ کیا تم ایسا کرو گی؟"

"نہیں میں تمہارے سوا کبھی کسی سے محبت نہیں کروں گی۔ ٹام اور میں تمہارے سوا کسی سے شادی نہیں کروں گی۔ لیکن تمہیں بھی میرے سوا کسی سے شادی نہیں کرنی ہو گی۔"

"یقیناً بے شک ۔ یہ تو اس منگنی کا حصہ ہے ۔ سکول آتے ہوئے اور گھر جاتے ہوئے جب کوئی تو دیکھ نہیں رہا ہوگا ۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ جب پارٹی ہوا کرے گی تو تم مجھے اور میں تمہیں چنا کروں گا۔ کیونکہ منگنی ہو جانے کے بعد ایسا ہی کرنا پڑتا ہے ۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے ۔ میں نے پہلے اس کے بارے میں کچھ سنا ہی نہیں تھا،"

ہاں یہ تو ہمیشہ بہت ہی لطف انگیز ہوتا ہے ۔ کیوں ۔ میں اور ابھی لارنس ۔ ۔ ۔ بیکی کی پھٹی پھٹی آنکھوں نے ٹام کو بتا دیا کہ وہ بھاری غلطی کر رہا تھا اور اس لئے وہ بات کہتے کہتے رک گیا ۔

او ٹام اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ میں وہ پہلی لڑکی نہیں ہوں ۔ ۔ ۔ جس سے تمہاری منگنی ہوئی ہے ۔

لڑکی رونے لگی ۔ ٹام نے کہا ۔

"روؤ نہیں بیکی ۔ میں اب ایمی لارنس کی پروا نہیں کرتا ۔"

"نہیں ۔ ٹام تم اس کی پروا کرتے ہو اور تم جانتے ہو کہ تم اس کی پروا کرتے ہو ۔"

ٹام نے اس کی گردن میں اپنا بازو ڈالنے کی کوشش کی لیکن اس نے دھکا دے کر اسے پرے ہٹا دیا ۔ اور دیوار کی طرف منہ موڑ لیا اور روتی رہی ۔ ٹام نے پھر کوشش کی ۔ اس کی زبان پر تشفی آمیز الفاظ تھے ۔ لیکن اسے دوبارہ دھتکار دیا گیا ۔ اس کے بعد ٹام کے غرور نے سر ابھارا ۔ وہ ٹہلتا ہوا باہر چلا گیا ۔ وہ تھوڑی دیر تک وہاں مضطرب اور بے چین کھڑا رہا ۔ بار بار دروازے کی طرف دیکھتا رہا ۔ اسے امید تھی کہ وہ نادم ہو کر اسے ڈھونڈنے کے لئے باہر آئے گی ۔ لیکن وہ باہر نہیں آئی ۔ اس کے بعد ٹام بہت دکھ محسوس کرنے لگا ۔ اسے ڈر تھا کہ غلطی اسی کی تھی ۔ اس کے دل میں نئے سرے سے کوشش کرنے کے متعلق کشمکش ہو رہی تھی ۔ بہرکیف وہ ہمت کر کے کمرے میں داخل ہوا وہ ابھی تک اسی گوشے میں کھڑی تھی ۔ سسکیاں بھر رہی تھی ۔ اس کا منہ

دیوار کی طرف تھا۔ شام کا دل اس کو ملامت کرنے لگا۔ وہ اس کے قریب گیا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ کیسے بات کرنی چاہیئے۔ پھر اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔
" بیکی۔ میں تمہارے سوا کسی اور کی پروا نہیں کرتا "
- جواب ندارد۔ صرف سسکیوں کی آواز آتی رہی۔
" بیکی "، شام نے ملتجیانہ لہجہ میں کہا۔ بیکی۔ کیا تم کوئی بات نہیں کہوگی "
کچھ اور سسکیاں ابھریں۔
شام نے جیب سے اپنا سب سے زیادہ قیمتی موتی نکالا۔ یہ موتی لوہے کی سلاخ کے اوپر سے نکالی ہوئی پیتل کی موٹھ کا تھا۔ اس نے اسے پیچھے سے لے جا کر اس کی آنکھوں کے آگے کر دیا تاکہ وہ اس کو دیکھ سکے اور کہا۔
" براہ کرم بیکی۔ کیا تم اسے قبول نہیں کروگی۔ "
اس نے ہاتھ مار کر اس موٹھ کو فرش پر گرا دیا۔ اس کے بعد شام اس مکان سے باہر نکلا۔ پہاڑیوں پر چلا گیا اور دور نکل گیا۔ تاکہ اس دن سکول واپس نہ آسکے۔ دفعتہً بیکی کو کچھ شبہ ہوا۔ وہ دروازے کی طرف دوڑی۔ شام کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ کھیل کے میدان تک دوڑی گئی۔ وہ وہاں بھی نہ تھا۔ اس کے بعد اس نے آواز دی۔
" شام۔ واپس آجاؤ شام۔ "
وہ بڑے غور سے سنتی رہی لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ خاموشی اور تنہائی کے سوا اس کا اور کوئی رفیق نہ تھا۔ وہ بیٹھ گئی اور رونے لگی۔ اپنے آپ کو ملامت کرنے لگی۔ اس وقت تک طلباء پھر جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اسے اپنے غم کو چھپانا اور اپنے شکستہ دل کو منانا پڑا اور اسے طویل بے کیف اور غم انگیز سہ پہر کی صلیب اجنبیوں کے درمیان اپنے کندھے پر اٹھانی پڑی اور کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو اس کا غم بانٹ سکتا۔

آٹھواں باب

ٹام اپنے طریق کار کے متعلق فیصلہ کرتا ہے — ناٹک کے بدلتے مناظر پیش کئے جاتے ہیں

ٹام ادھر ادھر گلیوں میں اس وقت تک گھومتا رہا جب تک واپس آنے والے طلباء کے راستے سے کافی دور نہ نکل گیا اور اس کے بعد وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس نے ایک چھوٹی سی نالی کو دو تین بار پار کیا کیونکہ نوعمر لڑکوں میں یہ توہم پایا جاتا تھا۔ کہ پانی پار کرنے سے آدمی راستہ سے بھٹک جاتا ہے۔ آدھ گھنٹہ بعد وہ کارڈف ہل پر وانع ڈگلس کی حویلی کے پیچھے غائب ہوتا جا رہا تھا۔ اور اس کے پیچھے وادی میں اسکول کی عمارت کو پہچاننا مشکل تھا۔ وہ ایک گھنے جنگل میں داخل ہوا۔ اور بے پگڈنڈی کے راستے چل کر اس کے درمیان میں پہنچا اور پھیلے ہوئے شاہ بلوط کے نیچے کائی سے ڈھکی ہوئی جگہ بیٹھ گیا۔ ہوا کا ایک بھی جھونکا نہیں آ رہا تھا۔ سہ پہر کی حبس کر دینے والی تمازت نے پرندوں کے گیت بھی بند کر دیئے تھے۔ فطرت بے سدھ پڑی تھی اور دور لکڑہارے کے کبھی کبھی چلنے والی کلہاڑی کی آواز کے سوا کوئی آواز سکوت نہیں توڑ رہی تھی۔ اور یہ آواز چاروں طرف مسلط سکوت اور عالم تنہائی کو اور بھی زیادہ مغموم بنا رہی تھی۔ لڑکے کے دل پر افسردگی چھا گئی۔ اس کے احساسات اس ماحول کے عین مطابق تھے۔ وہ اپنے گھٹنوں پر کہنیاں رکھے ہوئے اور ٹھوڑی اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے دیر تک بیٹھا سوچتا رہا۔ اسے ایسا دکھائی دے رہا تھا جیسے زندگی مصیبت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور وہ جمی ہاجز پر رشک کر رہا تھا جس نے حال ہی میں زندگی

سے نجات پالی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ لیٹ جانا۔ ہمیشہ کے لیے سو جانا۔ اور
خواب دیکھتے رہنا۔ کس قدر پرسکون ہوتا ہوگا۔ ہوا درختوں میں سے سرسراتی
ہوئی چلتی ہے۔ اور قبر کے اوپر اگے ہوئے پھولوں اور گھاس کو تھپکتی ہے
اور پھر کبھی کوئی پریشانی اور کسی بات کا غم نہیں رہتا۔ اگر سنٹلے اسکول میں
اس کا اعمال نامہ صاف ہوتا تو وہ جانے کے لئے تیار ہوتا اور سارا قصہ ہی
پاک کر دیتا۔ اس لڑکی کا معاملہ ہی لیجئے۔ اس نے آخر کیا کیا تھا؟ کچھ بھی تو
نہیں۔ اس نے تو اچھا ہی چاہا تھا۔ مگر اس کے ساتھ کتے جیسا بالکل کتے
جیسا سلوک کیا گیا۔ ایک روز وہ پچھتائے گی۔ اور اس وقت غالباً وقت
ہاتھ سے نکل چکا ہوگا۔ کاش وہ صرف عارضی طور پر مر سکتا!

لیکن ایک نوجوان کے چلبلے دل کو دیر تک جبری طور پر ایک خاص شکل میں
نہیں دبایا جا سکتا۔ دفعتہً ٹام ایک بار پھر بے خیالی کے عالم میں کاروبار حیات
کی طرف راغب ہونا شروع ہو گیا۔ کیا ہوگا اگر وہ اپنی پیٹھ موڑ کر پراسرار طریقہ
سے غائب ہو جائے گا۔؟ کیا ہوگا اگر وہ دور سمندر پار ان جانے دیشوں میں چلا
جائے گا۔ اور پھر کبھی واپس نہیں آئے گا! اس وقت وہ کیا محسوس کرے گی۔
اب اسے سرکس کا مسخرہ بننے کا پھر خیال آیا۔ لیکن اس خیال سے اسے مایوسی ہوئی۔
کیونکہ جب ہنسی مذاق۔ لطیفے۔ اور داغ دار مناظر اس شخص کی زندگی میں داخل
ہو جاتے ہیں۔ جیسے رومان پرستوں کی جلیل القدر دنیا میں فضیلت ملی ہوتی
ہے تو وہ جرم بن جاتے ہیں۔ نہیں وہ سپاہی بنے گا۔ اور کئی برسوں کے بعد
واپس آئے گا۔ مسلسل جنگ سے تھکا ہوا اور عظیم الشان۔ ۔ ۔ ۔ نہیں۔
اس سے زیادہ اچھا تو یہ ہے وہ انڈینوں میں شامل ہو جائے۔ اور بھینسوں
کا شکار کرے۔ اور پہاڑوں میں اور دور مغرب کے بے راہ عظیم میدانوں میں
جنگی لڑائی لڑے۔ کئی برس کے بعد قبیلہ کا بہت بڑا سردار بن کر آئے۔ پروں
سے لدا ہوا اور رنگ و روغن سے بھیانک بنا ہوا اور وہ اچھل اچھل کر بغلیں

بجاتا ہوا موسم گرما کی کسی غنودگی اور صبح کو سنڈے اسکول میں داخل ہو اور خون
میں سنسنی دوڑا دینے والا جنگی نعرہ لگائے۔ اور اپنے سارے ساتھیوں کی آنکھوں
کے ڈھیلے پر کبھی نہ مٹنے والے رشک کا لیپ کردے۔ لیکن نہیں کوئی اس سے
زیادہ بھڑکیلی اور نمائشی بات بھی ہوگی۔ وہ سمندری ڈاکو بنے گا۔ ہاں یہ
ٹھیک ہے۔ اب اس کا مستقبل صاف اس کے سامنے تھا۔ اور ناقابل
تصور جاہ و جلال سے جگمگا رہا تھا۔ ساری دنیا میں اس کے نام کا ڈنکا بج
جائے گا۔ اور لوگ اس کا نام سن کر کانپ جایا کریں گے۔ وہ کس شان سے
اپنے لمبے۔ پست اور سیاہ ڈھانچے والے جہاز ۔ روح طوفان ، میں
سمندروں کی ناچتی لہروں پر بڑھے گا۔ اور اس کے جہاز کے آگے اس کا ڈراؤنا
جھنڈا لہرا رہا ہوگا۔ اور وہ اپنی شہرت کے عروج پر کیسے پرانے گاؤں میں اچانک
نمودار ہوگا اور اینٹھ کر چلتا ہوا کلیسا میں داخل ہوگا۔ اس کا چہرہ کھردرا اور
طوفان زدہ ہوگا۔ اس نے سیاہ مخمل کا دوہرا کوٹ اور پتلون پہن رکھی ہوگی
اس کا جوتا بڑا اور گھٹنوں تک پہنچتا ہوگا۔ اس کا پٹکا قرمزی رنگ کا ہوگا
اس کی پیٹی پستولوں سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس کے پہلو کے ساتھ جرائم سے
زنگ خوردہ تلوار لٹکی ہوئی ہوگی۔ اس کے مڑے ہوئے کناروں والی ٹوپی
میں پھندنے لہرا رہے ہوں گے۔ اس کا سیاہ جھنڈا لہرا رہا ہوگا۔ جس
پر کھوپڑی اور آڑی ترچھی ہڈیوں کا نشان ہوگا۔ اور وہ وارفتگی کے عالم
میں سینہ پھلا کر یہ سرگوشیاں سنے گا - یہ ٹام سائر سمندری ڈاکو ہے!۔
ہسپانوی قوت و اقتدار کا سیاہ پوش - انتقام پرست !"

ہاں تو بات طے ہوگئی۔ اس نے اپنی زندگی کے راستہ کے متعلق فیصلہ
کر لیا۔ جب وہ گھر سے بھاگ جائے گا۔ اور اس راستہ کو اپنائے گا۔ وہ کل صبح
ہی چل پڑے گا۔ اب اسے تیاری شروع کر دینی چاہیے۔ وہ اپنے ذرائع جمع
کرنے لگا۔ وہ پاس پڑے ہوئے گلے سڑے شہتیر تک چل کر گیا۔ اور اپنے بارلو

چاقو سے اس کے ایک سرے کے نیچے زمین کھودنی شروع کردی۔ اس کا چاقو بہت جلد ایسی لکڑی سے ٹکرایا جو کھوکھلی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیا اور بڑے موثر انداز میں یہ منتر پڑھا۔

"جو یہاں نہیں آیا آئے اور جو یہاں ہے یہیں رہے۔"

اس کے بعد اس نے مٹی کھرچ دی۔ صنوبر کا تنا ننگا ہو گیا۔ اس نے اس کو باہر نکال لیا۔ ایک خوش نما خزانہ نظر آیا جس کا پیندا اور پہلو سنہرے کے بنے ہوئے تھے۔ اس میں سنگ مرمر کا ایک ٹکڑا تھا۔ ٹام کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ اس نے گھبرا کر اپنا سر کھجایا اور کہا۔

"حد ہو گئی!"

اور پھر اس نے جز بز ہو کر سنگ مرمر کا وہ ٹکڑا اچھال کر پھینک دیا اور کھڑا کھڑا سوچنے لگا۔ حقیقت یہ تھی کہ اس کا ایک توہم ناکام رہا تھا۔ اس توہم کے بارے میں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا ہمیشہ یہ خیال رہا تھا کہ وہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ سنگ مرمر کا ٹکڑا ضروری منتروں کے ساتھ دفنا دیتے ہیں۔ اور اسے وہاں پندرہ دن تک پڑا رہنے دیتے ہیں اور پھر اس منتر کے ساتھ جو اس نے ابھی پڑھا تھا اس جگہ کو کھودتے ہیں۔ تو آپ دیکھیں گے کہ آپ نے سنگ مرمر کے جو ٹکڑے گم کر دیئے تھے وہ چاہے ایک دوسرے سے کتنے ہی دور کیوں نہیں چلے گئے تھے اس دوران میں وہاں جمع ہو گئے ہیں لیکن اب یہ توہم حقیقی معنوں میں اور ناقابل تردید طور پر ناکام ہو چکا تھا۔ ٹام کے عقیدے کا سارا ڈھانچہ دھڑام سے زمین پر آگرا۔ اس نے کئی بار سنا تھا کہ یہ توہم کامیاب رہا ۔ لیکن ایک بار بھی یہ نہیں سنا تھا کہ وہ ناکام رہا ہے۔ اس کو یہ خیال ہی نہ آیا کہ وہ پہلے بھی کئی بار اسے آزما چکا تھا اور پھر اس کے بعد اسے وہ خفیہ جگہ ملی ہی نہیں تھی۔ وہ کچھ دیر تک اس معاملے کے بارے میں حیران و پریشان رہا اور آخر کار اس نے یہ فیصلہ کیا کہ کسی جادوگرنی نے مداخلت

کرکے اس کا جادو توڑ دیا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اس دلیل پر مطمئن ہو جائے گا۔ اس نے چاروں طرف ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ اسے ریتلی جگہ نظر آئی جس میں قیف کی شکل کا نشیب تھا۔ وہ لیٹ گیا۔ اس نشیب کے قریب اپنا منہ لے گیا اور اس نے کہا۔

"کیڑے کے پہلے روپ۔ کیڑے کے پہلے روپ۔ مجھے وہ بات بتا دو جو میں جاننا چاہتا ہوں، کیڑے کے پہلے روپ، کیڑے کے پہلے روپ! مجھے وہ بات بتا دو جو میں جاننا چاہتا ہوں۔

ریت ہلی اور دفعتہً ایک چھوٹا سا سیاہ کیڑا ایک سیکنڈ کے لئے نمودار ہوا اور فوراً اندر جا گھسا۔

"وہ بتاتا نہیں ہے۔ اس لئے یہ جادوگرنی کی کارستانی ہے۔۔۔ میں جانتا ہوں۔"

وہ جانتا تھا کہ جادوگرنیوں کے خلاف جدوجہد کرنا بیکار ہے۔ اس لئے اس نے ہمت ہار کر یہ خیال ترک کر دیا لیکن اسے خیال آیا کہ اس نے سنگ مرمر کا جو ٹکڑا پھینک دیا تھا اسے اٹھا لینا چاہیئے۔ لہٰذا وہ اس طرف گیا اور بڑے صبر و تحمل کے ساتھ اسے ڈھونڈنے لگا۔ مگر وہ اسے ملا نہیں۔ اب وہ اپنے خزانے کے پاس گیا اور پھر اسی انداز میں بڑی احتیاط کے ساتھ کھڑا ہو گیا جس انداز میں اس نے سنگ مرمر کا ٹکڑا اچھال کر پھینکا تھا۔ اس نے اپنی جیب میں سے سنگ مرمر کا دوسرا ٹکڑا نکالا اور اسی انداز میں اسے پھینکتے ہوئے کہا "بھیا جاؤ۔ اور اپنے بھائی کو ڈھونڈ کر لاؤ"

وہ دیکھتا رہا کہ سنگ مرمر کا ٹکڑا کہاں گرتا ہے۔ وہ وہاں گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ شاید سنگ مرمر کا ٹکڑا زیادہ نزدیک گرا تھا یا زیادہ دور جا گرا تھا اس لئے اس نے دو مرتبہ اور کوشش کی۔ آخری کوشش کامیاب رہی۔ سنگ مرمر کے دونوں ٹکڑے ایک دوسرے سے ایک فٹ کے فاصلے پر پڑے تھے۔

عین اس وقت جنگل کی ہری بھری پگڈنڈیوں میں سے کھلونے جیسے ٹین کے بگل کی دھیمی آواز آئی۔ ٹام نے اپنا کوٹ اور پتلون اتار پھینکی۔ اس نے تسمے

کو پیٹی بنا لی۔ گلے سے اس نے ہنیر کے پیچھے جھاڑیاں ہٹائیں۔ اور ایک کھردری کمان اور تیر نکالا۔ لکڑی کی تلوار اور سینگ کا بگل نکالا۔ اس نے پل بھر میں ساری چیزیں پکڑ لیں اور ننگی ٹانگوں کے ساتھ قمیض کو پھیلا تا ہوا دوڑا۔ اچانک وہ عظیم ایلم (ایک قسم کا درخت) کے نیچے جا کر رک گیا۔ اس نے جواب میں بگل بجایا اور پھر پنجے پاؤں چلتا ہوا بڑی احتیاط سے باہر جھانک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس نے بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے خیالی ساتھیوں سے کہا۔

"ٹھہرو میرے خوش باش لوگو۔ جب تک میں بگل نہ بجاؤں تب تک چھپے رہو۔"
اب جو ہار پر نمودار ہوا۔ وہ ٹام کی طرح بہت کم کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اور اس کی طرح ہتھیاروں سے خوب لیس تھا۔ ٹام نے اسے للکارا۔
"ٹھہرو۔ کون میرے اجازت نامہ کے بغیر شیرووڈ جنگل میں آرہا ہے۔"
گائی آف گیبورن کو کسی آدمی کے اجازت نامہ کی ضرورت نہیں۔ تم کون ہو جو۔۔۔۔۔ ایسی۔۔۔۔؟

تم کون ہو جو ایسی بدزبانی سے کام لے رہے ہو۔ ٹام نے اسے اس کا جملہ یاد دلایا۔ وہ کتابی بولتے ہوئے مکالمے بول رہے تھے۔
"تم کون ہو جو ایسی بدزبانی سے کام لے رہے ہو۔"
"میں کون ہوں؟ میں رابن ہڈ ہوں۔"
"اور ابھی تمہاری اس بے سر کی لاش کو معلوم ہو جائے گا۔"
"اچھا کیا تم واقعی وہ بدنام ڈاکو ہو۔؟ بہت اچھی بات ہے۔"
میں بڑی خوشی سے تمہارے ساتھ اس پر بہار جنگل میں آمدورفت کا جھگڑا نپٹانے کے لئے تیار ہوں۔ تم بھی اپنے ارمان نکال لو۔"
دونوں نے لکڑی کی تلواریں پکڑ لیں اور باقی الم غلم سامان زمین پر گرا دیا۔ انھوں نے شمشیر زنی کا انداز اختیار کر لیا۔ پاؤں سے پاؤں جوڑ دیا اور پھر بڑی احتیاط کے ساتھ گمبھیر لڑائی شروع کر دی" دو دفعہ اوپر۔ دو دفعہ نیچے۔ اچانک ٹام نے کہا۔

" اب اگر تم میں ہمت ہے تو ذرا جوش و خروش سے۔ "
دونوں نے جوش و خروش کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا۔ دونوں اس مشقت کی وجہ سے ہانپ رہے تھے۔ اور پسینہ میں نہا رہے تھے۔ رفتہ رفتہ ٹام چلایا۔
" گر پڑو۔ گر پڑو۔ تم گرتے کیوں نہیں ہو۔ "
" میں نہیں گروں گا۔ تم خود کیوں نہیں گر جاتے۔ تم بری طرح ہانپ رہے ہو۔ "
یہ کوئی بات نہیں۔ میں گر نہیں سکتا۔ کتاب میں ایسا نہیں لکھا ہے۔
کتاب میں لکھا ہے " اور پھر اس نے ایک ناگہانی وار سے بیچارے گائی آف گیورن کا سر تن سے جدا کر دیا " تمہیں گھوم جانا چاہیئے۔ اور مجھے اپنی پیٹھ پر وار کرنے دینا چاہیئے "۔
کتاب سے انحراف نہیں کیا جا سکتا تھا اس لیئے جو گھوم گیا۔ اس کی پیٹھ پر ضرب پڑی وہ گر گیا۔
" اب۔ جو نے اٹھتے ہوئے کہا۔ تمہیں چاہیئے کہ تم مجھے اجازت دے دو۔ کہ میں تمہیں ہلاک کر دوں۔ الف۔ف کی بات تو یہی ہے۔ "
" نہیں میں تمہیں یہ اجازت نہیں دے سکتا۔ کتاب میں اس طرح نہیں لکھا ہے۔ "
" یہ بڑی کمینی حرکت ہے۔ اور بس۔ "
" اچھا سنو۔ جو۔ تم فرائر ٹک یا چکی چلانے والے کے بیٹے مچ بن جاؤ۔ اور مجھے چھوٹے ڈنڈے سے پیٹو یا میں ٹنگھم کا شیرف بن جاتا ہوں۔ اور تم تھوڑی دیر کے لیئے رابن ہڈ بن جاؤ اور مجھے ہلاک کر دو۔ "
یہ پیشکش اطمینان بخش تھی۔ اس لیئے وہ کھیل بھی کھیلے گئے۔ اس کے بعد ٹام پھر رابن ہڈ بنا۔ مکار راہبہ کے ہتھکنڈوں کے باعث اس کے اس زخم سے جس کی جانب سے غفلت برتی گئی تھی۔ اتنا خون بہا کہ اس کی ساری طاقت خارج ہو گئی۔ اور آخر کار جو اشکبار ڈاکوؤں کے سارے قبیلہ کی نمایندگی کرتا ہوا اسے بڑی اداسی سے گھسیٹ کر لے گیا۔ اور اپنی کمان اس کے کمزور ہاتھوں

ہیں تمہاری اور ٹام نے کہا جہاں یہ تیر گرے گا وہاں بیچارے رابن ہڈ کو ہرے بھرے جنگل کے درخت کے نیچے دفنا دینا۔" اس کے بعد اس نے تیر چلایا اور نیچے کی طرف گر گیا۔ اسے مر جانا چاہیئے تھا۔ لیکن وہ بچھو الو دے پر جا لیٹا اس لئے بڑی پھرتی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ایسا کرنا لاش کو زیب نہیں دیتا تھا۔

لڑکوں نے کپڑے پہنے۔ انھوں نے اپنے ہتھیار چھپا دیئے اور اس بات پر افسوس کرتے ہوئے چلے گئے کہ اب ڈاکو نہیں پائے جاتے۔ اور ان کو اس بات پر تعجب ہو رہا تھا کہ جدید تہذیب اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے کس اقدام کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ انھوں نے کہا ہمیشہ کے لئے امریکہ کا صدر بننے کی بجائے وہ شیروڈ جنگل میں ایک برس کے لئے ڈاکو بننا زیادہ پسند کریں گے۔

نواں باب ۔

ایک گمبھیر صورت حال، سنجیدہ موضوعات چھیڑتے ہیں۔ انڈین جو وضاحت پیش کرتا ہے

اس رات ٹام اور سِڈ کو ساڑھے نو بجے بستر پر دراز ہونے کے لئے بھیج دیا گیا۔ انھوں نے دعا کی اور سِڈ جلدی سو گیا۔ ٹام جاگتا رہا اور مضطربانہ بے صبری کے ساتھ منتظر رہا۔ جب اسے ایسا دکھائی دیا کہ سپیدۂ سحر نمودار ہو چلا ہے اس نے کلاک کو دس بجاتے ہوئے سنا۔ وہ بہت مایوس ہو گیا۔ وہ اپنے اعضا کے تقاضے کے مطابق کروٹ بدل سکتا تھا۔ اور ہل جل سکتا تھا۔ لیکن اسے ڈر تھا کہ سِڈ جاگ جائے گا۔ اس لئے وہ بےحس و حرکت لیٹا رہا۔ اور اندھیرے میں گھورتا رہا۔ ہر چیز غیر معمولی طور پر ساکت تھی۔ رفتہ رفتہ اس سکوت سے ہلکی ہلکی، ناقابل فہم آوازیں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ کلاک کی ٹِک ٹِک اپنی طرف توجہ مبذول کرانے لگی۔ چھت کی پرانی کڑیاں پراسرار انداز میں تڑخنے لگیں سیڑھیاں دھیمی آواز میں چرچرانے لگیں۔ صاف ظاہر تھا کہ بھوت پریت باہر نکل آئے تھے خالہ پولی کے کمرے سے خراٹوں کی نپی تلی اور گڈ مڈ آواز آ رہی تھی۔ اور اب جھینگر کی ان تھک آواز شروع ہوئی جس کا پتہ انسان کی قوت اختراع نہیں لگا سکتی کہ وہ کہاں بول رہا ہے۔ اس کے بعد پلنگ کے سرہانے دیوار میں موت کی گھڑی کی بھیانک ٹِک ٹِک سے ٹام کے بدن میں جھرجھری دوڑ گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ کسی کی زندگی کے ایام گنے چنے تھے۔ اس کے بعد رات کی فضا میں دور کہیں کتے کے بھونکنے کی آواز ابھری اور اس سے بھی زیادہ دور کوئی دوسرا کتا جواب میں بھونکا۔ ٹام سخت تکلیف میں مبتلا تھا۔ آخر کار وہ مطمئن ہو گیا کہ وقت نے چلنا بند کر دیا ہے اور ابدیت کا دور شروع ہو گیا ہے۔ وہ اپنے اوپر

قابو رکھنے کے باوجود اونگھنے لگا۔ کلاک نے گیارہ کا گھنٹہ بجایا۔ لیکن اس نے سنا نہیں اور پھر اس کے ادھورے خوابوں میں بلی کی ملی جلی نہایت ہی اداس میاؤں میاؤں سنائی دی۔

پڑوس کی کھڑکی کے کھلنے کی آواز نے اس کی نیند میں خلل پیدا کر دیا۔

"بھاگ جا شیطان کی بچی!" کی چیخ اور پھر اس کی خالہ کے ایندھن والے شیڈ کی پشت کے ساتھ ٹکرا کر خالی بوتل کے ٹوٹنے کی آواز نے اسے پورے طور سے بیدار کر دیا۔ ایک منٹ کے بعد وہ کپڑے پہن کر کھڑکی میں سے باہر جا چکا تھا۔ اور حرف "ا" کی شکل والی چھت پر چاروں شانے چت لیٹ کر رینگ رہا تھا۔ اس نے بڑی احتیاط کے ساتھ ایک یا دو مرتبہ جانتے ہوئے میاؤں میاؤں کیا۔ اور پھر ایندھن کے شیڈ کی چھت پر کود گیا۔ اور وہاں سے کود کر زمین پر جا پہنچا۔ وہاں ہیکل بری فین اپنی مردہ بلی لیے ہوئے موجود تھا۔ دونوں لڑکے چل پڑے اور اندھیرے میں غائب ہو گئے۔ آدھ گھنٹہ کے بعد وہ قبرستان کی اونچی گھاس میں سے آگے بڑھ رہے تھے۔

یہ مغربی طرز کا پرانے فیشن والا قبرستان تھا۔ یہ گاؤں سے ڈیڑھ میل دور ایک پہاڑی پر واقع تھا۔ اس کے گرد کمزور تختوں کی باڑھ تھی جو بعض جگہوں پر اندر کی طرف جھکی ہوئی تھی۔ اور باقی جگہوں پر باہر کی طرف نکلی ہوئی تھی۔ لیکن سیدھی کہیں نہیں کھڑی تھی۔ سارے قبرستان پر گھاس اور جھاڑیاں قطار در قطار اگی ہوئی تھیں۔ تمام پرانی قبریں زمین کے اندر دھنس گئی تھیں۔ کہیں لوح مزار نہیں تھی۔ گول سروں والے اور گھن کے کھائے ہوئے تختے قبروں کے اوپر سہارے کے لیے جھک رہے تھے۔ مگر انہیں کوئی سہارا نہیں مل رہا تھا۔ کبھی ان قبروں پر "فلاں کی مقدس یاد میں" روغن سے لکھا گیا تھا۔ لیکن اب اگر روشنی بھی ہوتی تو بھی ان میں سے بیشتر قبروں پر اس جملے کا پڑھا جانا محال تھا۔

دھیمی دھیمی ہوا درختوں میں سے کراہتی ہوئی گزر رہی تھی۔ اور ٹام کو ڈر

تھا کہ وہ کہیں مرنے والوں کی روحیں نہ ہوں۔ جو اپنے آرام میں خلل اندازی کا شکوہ کر رہی ہیں۔ دونوں لڑکے بہت کم باتیں کر رہے تھے۔ اور وہ بھی دبی زبان میں کیونکہ وقت اور مقام اور وہاں مسلط سنجیدگی اور خاموشی ان کے ذہنوں پر چھائی ہوئی تھی۔ انھیں وہ ڈھیر مل گیا جسے وہ ڈھونڈ رہے تھے۔ اور وہ وہاں سے چند فٹ کے اندر جھنڈ کی شکل میں اُگے ہوئے تین عظیم رلموں کے درخت کے پیچھے چھپ کر جا بیٹھے۔

اس کے بعد وہ خاموشی سے انتظار کرتے رہے۔ انتظار کی گھڑیاں بہت طویل نظر آ رہی تھیں۔ اس گہرے سکوت میں دور کسی اُلو کی ہو ہو ہی خلل پیدا کر رہی تھی۔ ٹام کے ذہن میں ابھرتے ہوئے خیالات بڑے اذیت ناک ہو گئے۔ اسے بات کرنی چاہیے۔ اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"ہکی۔ کیا تمھیں یقین ہے کہ مردے یہاں ہماری موجودگی کو پسند کرتے ہیں" ہکل بری نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

کاش مجھے معلوم ہوتا۔ یہاں تو گمبھیر سکوت طاری ہے۔ کیوں کیا طاری نہیں ہے؟"

"ہاں۔ طاری ہے"

دونوں بہت دیر تک خاموش رہے۔ دونوں لڑکے دل ہی دل میں اس معاملہ پر غور کرتے رہے۔ اور پھر ٹام نے سرگوشی کی۔

"سنو۔ ہکی۔ تمھارا کیا خیال ہے کیا ہاؤس ولیمز ہمیں باتیں کرتا ہوا سن رہا ہے؟"

"یقیناً سن رہا ہے۔ کم سے کم اس کی روح ضرور سن رہی ہے۔"

ٹام نے تھوڑے سے توقف کے بعد کہا۔

"کاش میں نے مسٹر ولیمز کہا ہوتا۔ میرا مطلب اسے گزند پہنچانے کا نہیں تھا۔ ہر کوئی اسے ہاس کہتا ہے۔"

ٹام ایک لاش اس بات کی پروا نہیں کرتی کہ لوگ مردوں کے بارے

میں کیا باتیں کرتے ہیں۔''

اس بات نے تصفیہ ہی پاک کر دیا اور ان کے درمیان گفتگو بند ہو گئی۔ دفعتہً ٹام نے اپنے ساتھی کا بازو پکڑ لیا اور کہا۔

''شش''

کیا ہے ٹام۔'' اور دونوں ساتھی ایک دوسرے سے چمٹ گئے۔ دونوں کا دل دھڑک رہا تھا۔

''شش''

''آواز پھر آ رہی ہے۔ کیا تم نے اسے سنا نہیں؟''

''نہیں''

''پھر آئی۔ تم اسے سنو''

''اوہ میرے خدا۔ وہ آ رہے ہیں۔ یقیناً آ رہے ہیں۔ وہ کیا کریں گے؟''

''مجھے معلوم نہیں''

''اوہ ٹام۔ وہ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔ بلیوں کی طرح۔ کاش میں یہاں نہ آیا ہوتا''

اوہ ڈرو نہیں۔ مجھے یقین ہے وہ ہمیں نہیں ستائیں گے۔ ہم کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہے ہیں۔ اگر ہم بالکل خاموش بیٹھے رہیں گے تو ہو سکتا ہے۔ وہ ہمیں دیکھنے نہ پائیں۔

''ٹام میں چپ بیٹھنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن میں سر سے پاؤں تک کانپ رہا ہوں''

''ذرا سنو''

''دونوں لڑکوں نے سر جھکا لیا اور سانس روک لیا۔ قبرستان کے کنارے پر دور مبہم آوازیں سنائی دیں۔۔۔

''ذرا ادھر دیکھو۔ ٹام نے سرگوشی کی۔ وہ کیا ہے۔''

''شیطان کی آگ ہے۔ اوہ ٹام یہ بہت ڈراؤنی ہے''

اندھیرے میں سے چند دھندلی صورتیں لپکتے آئیں۔ وہ بلیوں کی لال دمیں لہراتی ہوئی آرہی تھیں اور اسی طرح زمین پر روشنی کے ان گنت چھوٹے چھوٹے نشان پڑ رہے تھے۔ اچانک ہسکل بری نے کپکپاتے ہوئے سرگوشی کی۔

"یقیناً شیطان ہی ہیں۔ اور وہ بھرے غذا بین ہیں۔ تمام اب ہم مرے کے مرے۔ کیا تمہیں دعا مانگنی آتی ہے"؟

"میں کوشش کروں گا۔ مگر تم ڈرو نہیں۔ وہ ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچائیں گے"

مس نواب سو جاتا ہوں۔ ۔ میں"

"شش"

"کیوں کیا ہے ہک"

"وہ تو انسان ہیں۔ ان میں ایک تو ضرور انسان ہے۔ ان میں سے ایک کی آواز بوڑھے مف پاٹر کی سی ہے"

"نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔"

میں شرط لگا کر کہتا ہوں کہ میں اس کی آواز پہچانتا ہوں۔ تم ہلنا جلنا نہیں وہ اتنا ہوشیار نہیں ہے کہ ہمیں دیکھ لے۔ حسب معمول شراب پیئے ہوئے ہے۔ بوڑھا حماقت میں کہیں کا۔"

اچھی بات ہے۔ میں بے حس و حرکت بیٹھا رہوں گا۔ اب وہ رک گئے ہیں۔ انھیں قبر مل نہیں رہی ہے۔ وہ پھر آرہے ہیں۔ اب وہ تیز چل رہے ہیں۔ پھر دھیمے پڑ گئے ہیں۔ ۔ پھر تیز ہو گئے ہیں۔ اب تو بہت تیز چل رہے ہیں۔ اس دفعہ وہ ٹھیک راستہ پر چل رہے ہیں۔ سنو ہک۔ میں ان میں سے ایک اور آواز کو پہچانتا ہوں۔ یہ انجن (انڈین) جو ہے۔

"ہاں۔ دوغلی نسل کا قاتل! میں تو بہا فنک کہہ سکتا ہوں کہ وہ شکل و صورت سے شیطان معلوم ہوتے ہیں۔ وہ یہاں کیا کرنے آرہے ہیں!"

اب سرگوشیاں بالکل بند ہو گئیں کیونکہ وہ تینوں آدمی قبر تک پہنچ چکے

تھے۔ اور اس جگہ سے جہاں وہ دونوں لڑکے چھپے ہوئے تھے۔ چند فٹ کے فاصلے پر کھڑے تھے۔

یہ رہی۔ تیسری آواز نے کہا۔ اور یہ آواز جس شخص کی تھی اس نے لالٹین اوپر اٹھائی۔ یہ چہرہ نوجوان ڈاکٹر رابنسن کا تھا۔

پاٹر اور انجن جو ایک ہتھ گاڑی اٹھائے ہوئے تھے جس میں ایک رسی اور دو پھاوڑے تھے۔ انھوں نے اپنا بوجھ نیچے رکھدیا۔ اور قبر کھودنی شروع کردی۔ ڈاکٹر نے لالٹین قبر کے سرہانے رکھدی اور پھر وہ آکر ایک ایلم کے ساتھ اپنی پیٹھ ٹیک کر بیٹھ گیا۔ وہ ان لڑکوں کے اس قدر نزدیک بیٹھا تھا کہ وہ اسے چھو سکتے تھے۔

"ذرا جلدی کرو۔ اس نے دھیمی آواز میں کہا۔ چاند کسی لمحہ نکل سکتا ہے"

ان آدمیوں نے بلند آواز میں ڈاکٹر کی بات کا جواب دیا اور قبر کھودتے رہے۔ کچھ دیر تک پھاوڑے کے چلنے اور مٹی کے گرائے جانے کی آواز کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہ دی۔ بہت بے کیفی چھائی رہی۔ آخر کار ایک پھاوڑا تابوت پر جا لگا۔ لکڑی کے ساتھ ٹکر کی آواز آئی۔ اور پھر ایک دو منٹ کے بعد ان آدمیوں نے تابوت نکال کر زمین پر رکھدیا۔ انھوں نے اپنے پھاوڑوں سے تابوت کا ڈھکن اتارا۔ تابوت میں سے لاش نکالی۔ اور بڑی سختی کے ساتھ زمین پر پٹک دی۔ چاند بادلوں میں سے نکل آیا۔ اور لاش کا زرد چہرہ دکھائی دیا۔ ہتھ گاڑی کو تیار کیا گیا اور لاش اس پر رکھدی گئی۔ لاش پر کمبل ڈال دیا گیا اور پھر اسے ہتھ گاڑی کے ساتھ رسی سے باندھ دیا گیا۔ پاٹر نے بہت بڑا اسپرنگ دار چاقو نکالا اور رسی کا لٹکا ہوا سرا کاٹ دیا۔ اور بولا۔

"سرجن صاحب۔ اب یہ منحوس چیز تیار ہے۔ پانچ ڈالر اور نکالو ورنہ یہ لاش یہیں پڑی رہے گی۔"

"بات ہوئی" تا؟" انجن جو نے کہا۔
سنو۔ تمھارا مطلب کیا ہے۔ ڈاکٹر نے کہا۔ تم نے اپنی اجرت پیشگی مانگی تھی وہ میں نے تمھیں دے دی۔
ہاں۔ اور تم نے کچھ اس سے زیادہ کام بھی کیا ہے۔ انجن جو نے ڈاکٹر کے نزدیک آتے ہوئے کہا۔ جو اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ پانچ برس ہوئے ایک رات تم نے مجھے اپنے باپ کے باورچی خانے سے بھگا دیا تھا جب میں تمھارے پاس کچھ کھانے کو مانگنے آیا تھا۔ اور تم نے کہا تھا کہ میں بالکل نکما ہوں۔ اور جب میں نے قسم کھائی تھی کہ سو برس کیوں نہ بیت جائیں میں تم سے بدلہ لوں گا تو تمھارے باپ نے مجھے آوارہ گردی کے الزام میں جیل بھجوا دیا تھا۔ تمھارا کیا خیال تھا کہ میں بھول جاؤں گا۔ میری رگوں میں انڈین خون یونہی نہیں دوڑ رہا ہے۔ اب تم میرے ہتھے چڑھ گئے ہو اور تم جانتے ہو میں تم سے حساب چکا کر رہوں گا۔"
اب وہ اپنا مکہ ڈاکٹر کے چہرے کے قریب لے جا کر اسے دھمکا رہا تھا۔
اچانک ڈاکٹر نے مکہ مارا اور اس بدمعاش کو زمین پر چاروں شانے چت گرا دیا پاٹر نے اپنا چاقو زمین پر گرا دیا۔ اور کہا۔
سنو۔ خبردار جو تم نے میرے ساتھی پر کوئی وار کیا اور دوسرے لمحہ وہ بھی ڈاکٹر سے گتھم گتھا ہو گیا۔ دونوں ایک دوسرے پر قابو پانے کے لئے پورا زور لگا رہے تھے۔ اپنے قدموں تلے گھاس کو روند رہے تھے۔ اور اپنی ایڑیوں سے زمین کھود رہے تھے۔ انجن جو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ اس نے پاٹر کا چاقو اٹھا لیا اور بلی کی طرح دبے پاؤں کھسکتا رہا اور جھک کر برسرپیکار آدمیوں کے گرد چکر کاٹتا رہا۔ موقع کی تلاش میں رہا۔ دفعتہً ڈاکٹر نے اپنے حریف کے چنگل سے اپنے آپ کو آزاد کرا لیا اور ولیمز کی قبر کا بھاری تختہ پکڑ لیا۔ اس نے اس تختہ سے پاٹر کو زمین پر بچھا دیا۔
عین اس وقت دوغلی نسل کے آدمی کو موقع میسر آ گیا اور اس نے نوجوان ڈاکٹر

کے سینہ میں چاقو دستہ تک اتار دیا۔ وہ لڑکھڑایا اور پاٹر پر جا گرا اور اسے خون
میں نہلا دیا۔ عین اس وقت بادلوں نے چاند کو چھپا لیا۔ اور وہ بھیانک منظر نگاہوں
سے اوجھل ہو گیا۔ دونوں خوفزدہ لڑکے اندھیرے میں تیزی سے دوڑ کھڑے ہوئے
دفعتہً جب چاند دوبارہ بادلوں میں سے نکلا تو انجن جو ان دو لیٹے ہوئے آدمیوں
کے اوپر کھڑا تھا اور غور کر رہا تھا۔ ڈاکٹر مبہم انداز میں بڑبڑایا۔ اور پھر اس نے ایک
دو لمبی ہچکیاں لیں۔ اور بے حس و حرکت ہو گیا۔

دوغلی نسل کا انسان بڑبڑایا۔

"حساب بے باق ہو گیا۔ جہنم میں جاؤ۔"

اس کے بعد اس نے لاش کا سارا مال لوٹ لیا اور مہلک چاقو پاٹر کے کھلے ہوئے
دائیں ہاتھ میں تھما دیا اور اکھڑے ہوئے تابوت پر بیٹھ گیا۔ تین۔ چار۔ پانچ
منٹ گزر گئے۔ اس کے بعد پاٹر نے ہلنا جلنا اور کراہنا شروع کر دیا۔ اس کی مٹھی
چاقو پر بند ہو گئی اس نے چاقو اوپر اٹھایا۔ اس کی طرف دیکھا اور پھر کپکپا کر چاقو
نیچے گرا دیا۔ اس کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ لاش کو اپنے سے دور دھکیل دیا۔
لاش کی طرف اور پھر گھبرا کر اپنے ارد گرد دیکھا۔ اس کی نگاہیں جو کی نگاہوں سے ملیں۔

"اوہ میرے خدا۔ یہ کیسے ہوا جو؟" اس نے کہا۔

"بہت برا ہوا" جو نے کوئی حرکت کئے بغیر کہا۔ "تم نے ایسا کیوں کیا؟"

"میں نے۔ نہیں میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔"

"اس قسم کی گفتگو سے کچھ نہیں ہوگا۔"

پاٹر کانپ اٹھا اور اس کا رنگ سفید پڑ گیا۔

میں نے سوچا تھا کہ نشہ اتر جائے گا۔ آج رات مجھے شراب نہیں پینی چاہیئے
تھی۔ لیکن مجھے ابھی تک نشہ چڑھا ہوا ہے۔ جب ہم اس جگہ آ رہے تھے تو نشہ
بہت تیز تھا۔ میرا دماغ ماؤف ہے۔ مجھے کوئی بات یاد نہیں آ رہی۔ جو مجھے
ٹھیک ٹھیک بتاؤ۔ میرے پرانے دوست، کہ کیا میں نے اسے قتل کیا ہے؟ جو۔
میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا یہ ارادہ نہیں تھا۔ جو میں اسے قتل نہیں کرنا چاہتا

تھا۔ مجھے بتاؤ یہ کیسے ہوا جو۔ آہ بہت بری بات ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔
۔۔۔ اور یہ ڈاکٹر جوان اور قابل تھا۔"

تم دونوں لڑ رہے تھے ۔اس نے تختہ اٹھا کر تمہارے ضرب لگائی اور تم چاروں شانے چت گر پڑے ۔ اس کے بعد تم لڑکھڑاتے اور گھومتے ہوئے اٹھے ۔ تم نے چاقو اٹھالیا اور اس کے سینے میں گھونپ دیا ۔ اور اس نے تم پر دوسری ضرب لگائی۔ اور تم یہاں ابتک ایک شہتیر کی طرح لیٹے رہے ہو۔

اوہ۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اگر میں نے اسے قتل کیا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اسی لمحہ مجھے موت آجائے ۔ میرا خیال ہے کہ یہ سارا وسکی اور ہنگامہ کا قصور ہے۔ جو میں نے اس سے پہلے اپنی زندگی میں کبھی کوئی ہتھیار استعمال نہیں کیا تھا ۔ میں لڑا ہوں مگر ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ۔ لوگ اسبات کی گواہی دے سکتے ہیں ۔ سنو جو! کسی سے کچھ کہنا نہیں ۔ کہو کہ تم نہیں بتاؤ گے ۔ جو۔ تم بہت بہت اچھے آدمی ہو ۔ میں نے تمھیں ہمیشہ عزیز رکھا ہے جو۔ اور پھر میں تمہارے خاطر لڑا تھا۔ کیا تمھیں یاد نہیں ہے ۔ تم کسی سے کچھ نہیں کہوگے ۔ کیوں نہیں کہو گے نا جو۔ اور بیچارا پاٹر بےحس قاتل کے سامنے گھٹنوں کے بل گر گیا۔ اور اس نے ملتجیانہ انداز میں اپنے ہاتھ جوڑے ۔

"نہیں ۔ مف پاٹر۔ تم ہمیشہ میرے ساتھ صاف اور سیدھے رہے ہو۔ میں تمھیں دغا نہیں دوں گا ۔ اب اس سے زیادہ جائز بات کوئی اور کیا کہہ سکتا ہے۔"

اوہ جو ۔ تم انسان نہیں فرشتہ ہو۔ میں جبتک جیوں گا تمھیں اس کے لئے دعا دیتا رہوں گا ۔ اور پاٹر رونے لگا۔

بس ۔بس ۔کافی ہو چکا۔ یہ رونے کا وقت نہیں ہے ۔ تم ادھر جاؤ اور میں ادھر جاتا ہوں ۔ جاؤ۔ اور اپنے پیچھے قدموں کے نشان نہ چھوڑنا ۔"

پاٹر پہلے دلکی چال چلتا رہا۔ اور پھر دوڑنے لگا۔ دوغلی نسل کا انسان وہاں کھڑا ہوا اسے دیکھتا رہا۔ وہ بڑبڑایا ۔

اگر وہ ضرب لگنے سے اتنا ہی بھونچکا اور رم کے نشے سے اتنا ہی بوکھلایا ہوا ہے۔ جتنا نظر آ رہا ہے تو اسے چاقو کا خیال اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک وہ دور نہیں نکل جائے گا۔ اور پھر ایسی جگہ تنہا آنے سے ڈرے گا۔۔۔ بزدل۔۔۔"

دو تین منٹ کے بعد مقتول۔ کمبل سے ڈھکی ہوئی لاش۔ ڈھکن کے بغیر تابوت اور اکھاڑی ہوئی قبر پر چاند کے سوا کسی اور کی نگاہ نہیں پڑ رہی تھی۔ مکمل سکوت پھر طاری ہو گیا۔

دسواں باب ——

- باضابطہ حلف —— خوف اور پشیمانی -

ذہنی عقوبت ——

دونوں لڑکے گاؤں کی طرف آگے ہی آگے دوڑے جا رہے تھے۔ خوف و دہشت نے ان کی زبان بند کر دی تھی۔ وہ کبھی کبھی مڑ کر اپنے کندھے پر سے پیچھے کی طرف دیکھتے تھے۔ انھیں شک ہو رہا تھا کہ کوئی ان کا پیچھا کر رہا ہو —— ان کے راستے میں درخت کا جو ٹھنٹھ ابھرتا تھا وہ ان کو آدمی اور دشمن نظر آتا تھا۔ اور وہ اپنا سانس روک لیتے تھے۔ جب وہ گاؤں کی نواحی جھونپڑیوں کے قریب سے دوڑتے ہوئے گذرے تو چوکنے ہو جانے والے چوکیدار کتوں کی عف عف نے ان کی ٹانگوں کو پر لگا دیئے۔

ٹام نے ہانپتے ہوئے تھوڑے تھوڑے وقفوں کے درمیان سرگوشی کی۔ کاش ہم تھک کر گرنے سے پہلے چمڑا رنگنے کے پرانے کارخانہ کے قریب پہنچ جاتے۔ میں اب زیادہ برداشت نہیں کر سکتا۔"

ہیبکل بری کا پھولا ہوا سانس ہی ٹام کی بات کا جواب تھا۔ دونوں لڑکوں نے اپنی منزل مقصود پر نگاہیں جما دیں۔ اور اس منزل کو جا لینے کے لئے دوڑ لگے۔ وہ دھیرے دھیرے اس کی طرف بڑھتے رہے اور آخرکار دوش بدوش اس کے کھلے دروازہ میں داخل ہو گئے۔ اور پھر دور پناہ دینے والے سایوں میں بڑی احسانمندی کے ساتھ تھک کر گر پڑے۔ رفتہ رفتہ ان کی نبضوں کی رفتار دھیمی پڑ گئی۔

ٹام نے سرگوشی کی۔

مسکل بری تمھارا کیا خیال ہے۔ اس واردات کا کیا نتیجہ نکلے گا۔"
"اگر ڈاکٹر رابنسن مر گیا تو پھانسی کی سزا ہوگی۔"
"کیا تمھیں ۔۔۔۔"
"کیوں۔ میں جانتا ہوں ٹام"
"ٹام تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ اور پھر بولا۔
"ان کو بتائے گا کون؟ کیا ہم بتائیں گے۔"
کیسی بات کر رہے ہو۔ فرض کرو کہ کچھ ہو جاتا ہے اور انجن جو کو پھانسی نہیں ہوتی؟ وہ ہمیں بھی جلد یا بدیر قتل کر دے گا۔ یہ بات اتنی ہی یقینی ہے جتنی ہم یہاں لیٹے ہوئے ہیں۔
"میں بھی یہی سوچ رہا تھا ہک۔"
"اگر کوئی بتانا ہی چاہتا ہے تو مف پاٹر کو بتانا چاہیے۔ اور وہ بھی اگر احمق ہوگا تو بتائے گا۔ وہ عام طور سے بدمست رہتا ہے۔"
ٹام نے کچھ نہ کہا۔ سوچتا رہا۔ دفعتہً اس نے سرگوشی کی۔
"ہک۔ مف پاٹر کو علم ہی نہیں ہے۔ وہ کیونکر بتا سکتا ہے۔"
"اس کے نہ جاننے کی وجہ کیا ہے۔"
"کیونکہ جب انجن جو نے چاقو سے وار کیا مف پاٹر پر بھاری ضرب لگ چکی تھی۔ تمھارا کیا خیال ہے وہ کچھ دیکھ سکتا تھا۔؟ تمھارا کیا خیال ہے کیا وہ جانتا ہے؟"
"تم ٹھیک کہتے ہو ٹام۔"
"اس کے علاوہ۔ سنو۔ ہو سکتا ہے اس ضرب نے اس کا کام تمام کر دیا ہو۔"
نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ ٹام۔ اس نے شراب پی رکھی تھی۔ میں صاف دیکھ سکتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ ہمیشہ پیئے رہتا ہے۔ اور سنو۔ جب میرا باپ نشہ میں دھت ہوتا ہے تو تم اسے لے جا سکتے ہو اور اس کے سر پر

ڈنڈے کی ضرب لگا سکتے ہو لیکن تم اسے گرا نہیں سکو گے۔ میرا باپ خود یہ کہتا ہے۔ لیکن اگر کوئی آدمی ہوش میں ہو تو میرا خیال ہے ایسی ضرب اسے ہلاک کر سکتی ہے۔ لیکن میں جانتا نہیں ہوں۔"

ٹام نے پھر سوچتے ہوئے اور خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہکی۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اپنی زبان بند رکھ سکتے ہو۔"

"ٹام ہمیں خاموش رہنا ہی پڑے گا۔ تم یہ اچھی طرح جانتے ہو۔ اگر ہم اس معاملہ میں کچھ کہیں گے اور انجن جو کو پھانسی نہیں ہوگی تو انجو شیطان کو ہمیں غرق کر دینے پر دو بلیوں کو غرق کر دینے سے زیادہ رنج نہیں ہوگا۔ اور سنو۔ آؤ ہم قسم کھائیں اور ایک دوسرے کے سامنے حلف لیں کہ ہم خاموش رہیں گے"

"مجھے منظور ہے۔ یہی سب سے اچھی بات ہے۔ کیا تم ہاتھ پکڑو گے۔ اور قسم کھاؤ گے کہ ۔۔۔۔۔۔"

"اوہ نہیں ۔ اس کے لئے اس سے کام نہیں چلے گا۔ اس طرح تو چھوٹی سی بات کے لئے قسم کھانا کافی ہوتا ہے۔ خاص طور پر لڑکیوں کے ساتھ۔ کیونکہ وہ تمہیں بہرحال دغا دے جاتی ہیں۔ اور تاؤ میں آکر سارا بھید کھول دیتی ہیں لیکن اس طرح کے بڑے واقعے کے لئے تحریری حلف کی ضرورت ہے۔۔۔۔ خون سے لکھے ہوئے حلف کی"

ٹام اس مشورہ پر ناچ اٹھا۔ یہ مشورہ گہرا۔ تاریک اور ڈراؤنا تھا۔ وہ سماں ۔ وہ حالات اور وہ ماحول اس کے عین مطابق تھا۔ اس نے صنوبر کے پیڑ کی ایک صاف چھتی اٹھائی جو چاندنی میں پڑی ہوئی تھی۔ اور پھر اس نے اپنی جیب میں سے لوہا یلی سرخ مٹی کا ایک ٹکڑہ نکالا۔ اور چاندنی روشنی میں بڑے دکھ کے ساتھ یہ سطریں لکھیں۔ اور ان خطوط پر اپنی زبان دانتوں میں دبا کر زور دیا جو نیچے کی طرف جاتے تھے اور ان خطوط پر کم دباؤ دیا۔ جو اوپر کی طرف جاتے تھے

"ہک فن اور ٹام سائر حلف اٹھاتے ہیں کہ وہ اس معاملہ کے بارے میں خاموش رہیں گے اور ان کی خواہش ہے

کہ اگر وہ کبھی کسی سے یہ بات کہیں تو اپنے
راستے ہی میں گر کر مر جائیں اور گل سڑ جائیں "۔

ہسکل بری ٹام کی لکھنے کی صلاحیت اور اس کی زبان کی رفعت سے بہت مسحور ہوا۔ اس نے اپنے کوٹ کی لوٹ سے فوراً ایک پن نکالا اور وہ اس پن کو اپنے گوشت میں چبھونے ہی والا تھا کہ ٹام نے کہا۔

"ٹھہرو۔ ایسا نہ کرو۔ یہ پن پیتل کا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس پر تانبے کی مستی لگی ہو۔"

"تانبے کی مستی کیا ہوتی ہے۔؟"

"زہر ہوتی ہے۔ ہاں بالکل زہر ہوتی ہے۔ تم اسے نگل جاؤ۔ اور پھر تماشا دیکھو۔"

لہذا ٹام نے اپنی ایک سوئی کے اوپر سے دھاگا کھولا اور دونوں میں سے ہر لڑکے نے اپنے انگوٹھے کی پور میں سوئی چبھوئی۔ اور اسے چوس کر خون کا ایک قطرہ نکالا۔ ٹام کافی دیر کے بعد کئی بار سوئی چبھونے پر اپنے نام کے ابتدائی حروف لکھنے میں کامیاب ہوا اور اس نے اپنی چھوٹی انگلی کی پور کو قلم کے طور پر استعمال کیا۔ اس کے بعد اس نے ہسکل بری کو H اور F لکھنا سکھایا۔ اس طرح وہ حلف نامہ مکمل ہو گیا۔ انھوں نے صنوبر کے کھپرے کو بڑے غم انگیز رسوم اور منتروں کے بعد دیوار کے قریب دفنا دیا۔ اور سمجھ لیا کہ جن زنجیروں نے ان کی زبان کو باندھ دیا ہے اب ان پر تالا جڑ دیا گیا ہے۔ اور اس تالے کی چابی کہیں پھینک دی گئی تھی۔

اب کھنڈر نما عمارت کے دوسرے گوشے کے خلا میں سے ایک صورت چوری چھپے رینگ کر آگے بڑھنے لگی۔ ان دونوں نے اسے دیکھا نہیں۔

"ٹام۔" ہسکل بری نے سرگوشی کی۔ "کیا یہ چیز ہمیں یہ بات بتانے سے ہمیشہ باز رکھے گی۔"

"ہاں۔ ضرور رکھے گی۔ کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہمیں خاموش رہنا پڑے گا۔ کیا تمھیں معلوم ہے کہ اگر ہم خاموش نہیں رہیں گے تو گر کر مر جائیں گے۔"

"ہاں۔ میرا خیال تو ہے۔"

وہ تھوڑی دیر تک سرگوشیاں کرتے رہے۔ دفعتہً ایک کتے نے باہر ان سے دس فٹ کے فاصلے پر طویل اور غمناک چیخ بلند کی۔ اچانک دونوں لڑکے خوف کے مارے ایک دوسرے سے چمٹ گئے۔

"وہ ہم میں سے کس کو پکار رہا ہے" ہیکل بری نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم نہیں۔ جاؤ جلدی سے اس شگاف میں سے باہر جھانک کر دیکھو۔"

"نہیں۔ ٹام تم جاؤ۔"

"میں نہیں جا سکتا۔ ہک میں نہیں جا سکتا۔"

"براہ کرم ٹام۔ سنو وہ چیخ پھر بلند ہوئی۔"

"اوہ میرے خدا۔ میں تیرا شکر گزار ہوں۔" ٹام نے سرگوشی کی۔ میں اس کی آواز پہچانتا ہوں۔ یہ بل ہاربی سن ہے۔

پھر تو اچھی بات ہے۔ ٹام میں تمہیں بتاؤں کہ میرا تو خوف کے مارے دم نکلا جا رہا تھا۔ میں شرط لگا کر کہتا ہوں کہ یہ کوئی آوارہ کتا ہے۔"

کتے نے پھر اپنی چیخ بلند کی۔ دونوں لڑکوں کا دل ایک بار پھر ڈوب گیا

"اوہ میرے خدا۔ یہ بل ہاربی سن نہیں ہے" ہیکل بری نے سرگوشی کی۔

"ٹام جاؤ اور دیکھو۔"

"ٹام خوف سے لرزتا ہوا مان گیا اور اس نے شگاف کے ساتھ اپنی آنکھ لگا دی جب اس نے یہ سرگوشی کی تو اس کی آواز بمشکل سنائی دے رہی تھی۔ اوہ ہک۔ یہ تو کوئی آوارہ کتا ہے۔"

"جلدی کرو۔ ٹام۔ جلدی کرو۔ وہ کس کو پکار رہا ہے؟"

"ہم دونوں کو۔ ہم دونوں ساتھ جو ہیں۔"

اوہ ٹام۔ میں سمجھتا ہوں ہماری آخری گھڑی آ پہنچی ہے۔ میں سمجھتا ہوں میں کس جگہ جاؤں گا۔ اس کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہو سکتی۔ میں بہت

برا لڑکا رہا ہوں"

باپ کی قسم۔ گولف کھیلنے اور جس بات سے منع کیا جائے اسے کرنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ اگر میں کوشش کرتا تو سیڈ کی طرح اچھا لڑکا بن سکتا تھا۔ لیکن نہیں۔ میں یقیناً اچھا لڑکا نہیں بن سکتا۔ لیکن اگر اس دفعہ بچ گیا تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں سنڈے اسکول کی چہار دیواری میں رہا کروں گا۔ اور ٹام ذرا سوں سوں کرنے لگا۔

تم اور برے لڑکے ہو۔ ہیکل بری کبھی سوں سوں کرنے لگا۔ اعتبار نہیں آتا۔ ٹام سائر تم مجھ سے مختلف ہو۔ اوہ میرے خدا۔ میرے خدا۔ کاش مجھے تم سے آدھا موقع ہی میسر آ سکتا۔

ٹام کا گلا رندھ گیا اور اس نے سرگوشی کی۔

وہ دیکھو۔ ہکی۔ وہ دیکھو۔ اس کی پیٹھ ہماری طرف ہے۔ ہکی نے دل میں مسرت کی لہر محسوس کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ قسم سول آنے کی۔ کیا اس نے پہلے کبھی ہماری طرف پیٹھ کی تھی؟"

ہاں۔ کی تھی۔ لیکن میں ہی احمق تھا کہ میں نے سوچا ہی نہیں۔

تم جانتے ہو یہ بلی ہے۔ اس کا اشارہ کس کی طرف ہے۔

کتے نے بھونکنا بند کر دیا۔ ٹام ہمہ تن گوش ہو گیا۔

"ششش۔ یہ کیا ہے؟" اس نے سرگوشی کی۔

" ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سؤر بول رہے ہوں۔ نہیں ٹام۔ کوئی خراٹے لے رہا ہے۔"

"بالکل ٹھیک۔ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے ہک؟"

میرا خیال ہے دوسرے گوشے سے آ رہی ہے۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ کبھی کبھی میرا ابا سؤروں کے ساتھ وہاں سویا کرتا تھا اور خدا تمہارا بھلا کرے جب وہ خراٹے لیتا ہے تو در و دیوار ہلا دیتا ہے۔ اور پھر میرا خیال

ہے میرا ابا اب کبھی اس قصبہ میں نہیں آسکے گا۔"

دونوں لڑکوں کے دل میں ایک بار پھر مہم جوئی کے جذبے نے انگڑائی لی

"ہکی اگر میں تمھاری رہنمائی کروں تو کیا تم میرے پیچھے آنے کی جرات کر سکو گے"

"نہیں۔ مجھے تمھاری یہ رائے زیادہ پسند نہیں۔ ٹام فرض کرو وہ انجن جو نکلا تو پھر؟"

ٹام سوچ میں پڑ گیا لیکن فوراً ہی ان لڑکوں کے دل میں ترغیب نے دوبارہ سر اٹھایا اور انھوں نے یہ سمجھ کر کوشش کرنا منظور کر لیا کہ اگر خراٹے بند ہو گئے تو وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوں گے اس لئے وہ چوری چھپے دبے پاؤں آگے بڑھے۔ ان میں سے ایک دوسرے کے پیچھے تھا جب وہ خراٹے بھرنے والے شخص سے پانچ فٹ دور رہ گئے تو ٹام کا پاؤں ایک لکڑی پر جا پڑا اور وہ چیخ کر ٹوٹ گئی۔ وہ شخص کراہا اور اس نے تھوڑی سی حرکت کی۔ اس کا چہرہ چاندنی میں نمایاں ہوا۔ وہ مف پاٹر تھا۔ اس شخص نے حرکت کی تو لڑکوں کے دل کی دھڑکن جیسے بند ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کی امیدیں بھی خاک میں مل گئیں۔ مگر اب ان کا خوف جاتا رہا۔ وہ دونوں دبے پاؤں لکڑی کے شکستہ چھجے میں سے باہر نکلے اور تھوڑی دور جا کر ایک دوسرے سے الوداع کہنے کے لئے رکے۔ رات کی فضا میں کتے کی طویل اور اداس چیخ پھر بلند ہوئی۔ انھوں نے مڑ کر اس عجیب و غریب کتے کو اس جگہ سے چند فٹ کے فاصلے پر دیکھا۔ جہاں پاٹر لیٹا ہوا تھا۔ وہ پاٹر کی طرف منہ کر کے اور اپنی تھوتھنی آسمان کی طرف اٹھا کر چیخ رہا تھا۔

اوہ ستارہ جونا کی قسم۔ کتا اس کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ دونوں لڑکوں نے دم بخود ہو کر کہا۔

سنو ٹام۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایک آوارہ کتا چیختا ہوا جانی ملر کے مکان کے قریب آیا۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ یہ دو ہفتوں کی بات ہے۔ اسی

شام کو ایک ابابیل آئی۔ زینے کے کٹہرے پر آبیٹھی۔ اور گاتی رہی۔ لیکن ابھی تک وہاں کوئی مرا نہیں ہے۔"

"وہاں۔ میں جانتا ہوں۔ چلو مان بھی لیا جائے کہ وہاں کوئی نہیں مرا لیکن کیا گر لیبی ملر اس سے لگے سینچر کو باورچی خانے کی آگ میں نہیں گر پڑی تھی۔ اور بری طرح نہیں جھلس گئی تھی۔"

"ہاں۔ لیکن وہ مری نہیں۔ اور سنا ہے وہ اچھی ہو رہی ہے"

ٹھیک۔ لیکن تم انتظار کرو اور پھر دیکھنا۔ بس وہ مری کہ مری۔ وہ یقیناً اس طرح مر جائے گی جس طرح مف پاٹر مرنے والا ہے۔ حبشی لوگ تو یہی کہتے ہیں اور ریک وہ ان باتوں کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔

اس کے بعد وہ دونوں سوچتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ جب ٹام دبے پاؤں اپنی خواب گاہ کی کھڑکی میں سے اندر داخل ہوا تو رات قریب قریب بیت چکی تھی۔ اس نے بڑی احتیاط کے ساتھ کپڑے اتارے اور اپنے آپ کو یہ مبارکباد دیتے ہوئے سو گیا کہ کسی کو اس کے گھر کے باہر جانے کا علم نہیں ہوا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ دھیرے دھیرے خراٹے لینے والا سڈ جاگ رہا تھا۔ اور ایک گھنٹہ سے جاگ رہا تھا۔

جب ٹام بیدار ہوا تو سڈ کپڑے پہن کر جا چکا تھا۔ روشنی سے پتہ چل رہا تھا کہ اسے دیر ہو چکی ہے۔ اور فضا سے یہ احساس پیدا ہو رہا تھا کہ دیر ہو چکی ہے۔ وہ حیران ہو رہا تھا کہ اسے بلایا کیوں نہیں گیا تھا۔ اور حسب معمول اس کے بیدار ہونے تک اس کو سرزنش کیوں نہیں کی گئی۔ اس خیال نے اس کے دل کو وسوسوں سے لبریز کر دیا۔ اس نے پانچ منٹ کے اندر کپڑے پہن لئے اور نیچے چلا گیا۔ وہ ابھی تک غنودگی محسوس کر رہا تھا۔ خاندان ابھی تک میز کے گرد جمع تھا۔ لیکن انھوں نے ناشتہ ختم کر لیا تھا ملامت کی کوئی آواز نہ آئی۔ لیکن سب نے اس کی طرف سے آنکھیں پھیر رکھی

تھیں۔ وہاں خاموشی تھی۔ اور فضا بڑی سنجیدہ تھی۔ ٹام کے تصوروار دل میں جھر جھری سی پیدا ہوئی۔ وہ بیٹھ گیا اور بہت ہی شگفتہ دکھائی دینے کی کوشش کرنے لگا لیکن یہ کام ذرا کٹھن تھا۔ کسی کے لبوں پر تبسم نہ پیدا ہوا۔ کسی نے اس کی کسی حرکت کا خیر مقدم نہ کیا۔ وہ خاموش ہو گیا۔ اور اس کا دل بیٹھ گیا۔

اس کی خالہ ناشتہ کے بعد اسے ایک طرف لے گئی اور ٹام اس امید سے خوش ہوا کہ اب اس کے کوڑے لگائے جائیں گے۔ لیکن ایسا نہ ہوا اس کی خالہ رونے لگی اور اس نے پوچھا کہ وہ اس کا بوڑھا دل توڑنے کی جرات کیونکر کر سکتا ہے۔ اور بالآخر اس سے کہا کہ وہ جائے اور اپنے آپ کو تباہ کرلے اور اس بڑھاپے میں اسے رنج پہنچا کر اسے قبر کے حوالے کر دے۔ کیونکہ اب وہ اسے راہ راست پر لانے کی مزید کوشش نہیں کر سکتی۔ خالہ کی یہ باتیں ہزاروں کوڑوں سے زیادہ تکلیف دہ تھیں۔ اب ٹام کا دل اس کے بدن سے زیادہ دکھی تھا۔ وہ رونے لگا۔ اس نے معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ وہ بار بار اپنے آپ کو سدھارے گا۔ اس پر اسے نجات مل گئی۔ لیکن اس نے محسوس کیا کہ اسے ادھوری معافی ملی ہے۔ اور اس نے خالہ کے دل میں بہت کمزور سا اعتماد پیدا کیا ہے"

وہ خالہ کے سامنے سے اتنا غم زدہ ہو کر لوٹا کہ اسے سِڈ سے انتقام لینے کا خیال تک نہ آیا۔ اور سِڈ کے لئے یہ ضروری نہ رہا کہ وہ فوراً عقبی دروازہ سے باہر کھسک جائے۔ وہ بڑی اداس اور افسردگی کے ساتھ اسکول کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں اس نے کل گول کھیلنے کے الزام میں جو ہار پر کے ساتھ اس شخص کے انداز میں کوڑے کھائے جس کا دل بھاری غموں میں الجھا ہوا ہو۔ اور اسے چھوٹے موٹے غموں کی کوئی پرواہ ہی نہ ہو۔ وہ اس کے بعد اپنی نشست گاہ پر جا بیٹھا۔ اس نے اپنی کہنیاں ڈیسک پر رکھ دیں اور اپنے جبڑے اپنے ہاتھوں پر رکھ لئے اور پھر غم زدہ اور پتھرائی ہوئی آنکھوں

سے دیوار کی طرف دیکھتا رہا۔ جیسے وہ اپنی آخری حد تک پہنچ گیا ہو اور آگے
نہ بڑھ سکتا ہو۔ اس کی کہنی کسی سخت چیز سے ٹکرا رہی تھی۔ بہت دیر کے بعد
اس نے آہستگی اور افسردگی سے پہلو بدلا۔ اور وہ چیز سرد آہ بھرتے ہوئے اٹھالی
وہ چیز کاغذ میں لپٹی ہوئی تھی۔ اس نے کاغذ کھولا۔ اس کے بعد اس کے ہونٹوں
سے ایک لمبی اور مسلسل آہ نکل گئی۔ اس کا دل ٹوٹ گیا۔ یہ اس کی لوہے کی سلاخ
والی پنسل کی موٹھ تھی۔
اس کی انتہا کو پہنچی ہوئی تکلیف میں یہ ذرا سا اضافہ ناقابل برداشت ہو گیا۔

گیارہواں باب

مف پاٹر خود چلا آتا ہے

ٹام کا ضمیر اپنا کام شروع کردیتا ہے

سارے گاؤں میں دوپہر کے قریب اچانک ہولناک خبر نے سنسنی پھیلا دی۔ تار سے پیغام رسانی کے اس سلسلہ کی ضرورت ہی نہیں تھی جس کا ابھی خواب تک نہیں دیکھا گیا تھا۔ وہ خبر تار سے ذرا کم رفتار کے ساتھ ایک آدمی سے دوسرے آدمی تک، ایک گروہ سے دوسرے گروہ تک اور ایک گھر سے دوسرے گھر تک جا پہنچی۔ اسکول ماسٹر نے اس دوپہر کو چھٹی دے دی۔ وہ اگر ایسا نہ کرتا تو قصبہ کے لوگوں نے اس کے بارے میں عجیب و غریب رائے قائم کر لی ہوتی۔

ایک خون آلود چاقو مقتول کے قریب ہی پڑا ہوا ملا تھا۔ کہانی یوں بیان کی جا رہی تھی کہ کسی نے اس چاقو کو پہچان لیا تھا کہ وہ مف پاٹر کا تھا۔ یہ بھی کہا جا رہا تھا کہ ایک شہری نے جسے رات کو راستہ میں دیر ہو گئی تھی۔ صبح کے دو بجے مف پاٹر کو نالے میں نہاتے ہوئے دیکھا تھا اور مف پاٹر مشکوک حالات میں فوراً وہاں سے کھسک گیا تھا کیونکہ مف پاٹر کو منہ ہاتھ دھونے یا نہانے کی عادت نہیں تھی۔ یہ بھی کہا جا رہا تھا کہ اس قاتل کی تلاش میں (لوگ شہادت کی چھان بین کرنے اور فیصلہ سنانے کے معاملہ میں کبھی سستی سے کام نہیں لیتے۔) قصبہ کا کونہ کونہ چھان مارا گیا تھا لیکن وہ کہیں نہیں ملا تھا۔ گھوڑ سوار ہر سمت سڑکوں پہ روانہ ہو گئے تھے۔ اور شیرف کو یقین تھا کہ رات ہونے سے پہلے اسے گرفتار کر لیا جائے گا۔

قصبہ کے سارے لوگ قبرستان کی طرف جا رہے تھے۔ ٹام کی دل شکستگی غائب ہو گئی۔ اور وہ بھی لوگوں کے جلوس میں شامل ہو گیا اس لئے نہیں کہ وہ اور کہیں جانا نہیں چاہتا تھا بلکہ اس لئے کہ ایک دہشت ناک اور نامعلوم افسوں اسے اس طرف کھینچے لئے جا رہا تھا۔ اس نے اس خوفناک جگہ پر پہنچ کر اپنا چھوٹا سا جسم ہجوم میں سے میں کھسکا کر وہ غم انگیز منظر دیکھا۔ اسے ایسا دکھائی دیا جیسے اس کو وہاں آئے ہوئے ایک زمانہ بیت چکا ہے۔ کسی نے اس کے بازو پر چٹکی بھری۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ اس کی آنکھیں ہیکل بری کی آنکھوں سے ملیں۔ اور پھر دونوں فوراً کسی دوسری طرف دیکھنے لگے۔ وہ یہ سوچ رہے تھے کہ کسی نے ان کو یوں آنکھوں سے آنکھیں ملاتے ہوئے تو نہیں دیکھ لیا لیکن ہر شخص باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ اور ان کی آنکھیں سامنے کے مہیب منظر پر جمی ہوئی تھیں۔

آہ بیچارا۔ بیچارا نوجوان۔" کفن چوروں کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔" اگر مف پاٹر پکڑا گیا تو اسے پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا جائے گا۔ اس قسم کی باتیں ہو رہی تھیں۔

"پادری نے کہا۔ یہ حکم الٰہی ہے۔ خدا کا ہاتھ یہاں بھی کارفرما ہے"

اب ٹام سر سے پاؤں تک کانپ اٹھا کیونکہ اس کی نگاہ انجن جو کے بیچس چہرے پر پڑی۔ اس وقت ہجوم میں ہلچل پیدا ہوئی۔ اور لوگ آگے بڑھنے کے لئے جدوجہد کرنے لگے۔ چند آوازیں آئیں۔ وہی ہے۔ وہی ہے۔ وہ خود آ رہا ہے۔"

"کون۔ کون"، کوئی بیس آوازوں نے پوچھا۔

"مف پاٹر"

"یہ کیا۔ وہ رک گیا ہے۔ خیال رکھنا۔ وہ پیچھے مڑ رہا ہے۔ بچ کر نکلنے نہ پائے۔"

طام کے سر کے اوپر درختوں کی شاخوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں نے کہا۔ وہ فرار ہونے کی کوشش نہیں کر رہا ہے۔ وہ تو صرف گھبرایا ہوا ہے۔۔ اور شش و پنج میں مبتلا ہے۔

پاس کھڑے ہوئے ایک شخص نے کہا۔ شیطان کی دیدہ دلیری تو دیکھو۔ چپکے سے اپنی کرتوت دیکھنے کے لئے آگیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اسے توقع ہی نہیں تھی کہ یہاں کوئی اور بھی ہوگا۔"

اب ہجوم ایک طرف ہٹ گیا۔ شیرف نمودار ہوا۔ وہ بڑے طمطراق کے ساتھ مف پاٹر کو بازو سے پکڑے ہوئے لایا۔ غریب پاٹر کا چہرہ اترا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں سے خوف ٹپک رہا تھا جو اس کے سارے وجود پر مسلط تھا۔ جب وہ مقتول کے سامنے جاکر کھڑا ہو گیا تو فالج زدہ شخص کی طرح کانپنے لگا۔ اس نے اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا اور رونے لگا۔

"دوستو۔ میں نے اسے قتل نہیں کیا ہے۔ وہ سسکیاں بھرتا ہوا بولا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قتل میں نے نہیں کیا ہے۔"

"تم پر یہ الزام کون لگا رہا ہے" ایک آواز آئی۔

یہ تیر نشانے پر بیٹھا۔ پاٹر نے اپنا چہرہ اوپر اٹھایا اور اپنی آنکھوں میں الم انگیز بے بسی لئے ہوئے چار سو دیکھا۔

"او انجن جو۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم ہرگز ہرگز۔۔۔"

کیا یہ تمہارا چاقو ہے۔ شیرف نے چاقو اس کے آگے بڑھا دیا۔ پاٹر گر پڑتا اگر لوگوں نے اسے تھام نہ لیا ہوتا۔ اور آرام سے زمین پر نہ بٹھا دیا ہوتا اس کے بعد اس نے کہا۔

"کسی نے مجھ سے کہا کہ اگر میں واپس آکر اور۔۔۔"، وہ کانپ اٹھا اور پھر اس نے اپنے بے جان ہاتھ سے ایک موہوم سا اشارہ کیا اور کہا۔ جو۔ انہیں بتا دو۔ ان کو بتا دو۔ اب کوئی فائدہ نہیں۔"

اس کے بعد بمشکل بری اور ٹام سکتہ کے عالم میں کھڑے گھورتے رہے ۔ اور
سنگدل جوئے کا پرسکون بیان سنتے رہے۔ وہ ہر لمحہ یہ توقع کر رہے تھے کہ صاف آسمان
سے اس کے سر پر خدا کے قہر کی بجلی گرے گی اور یہ سوچ رہے تھے ۔ کہ دیکھیں بجلی
کے تازیانے میں آخر کتنی دیر لگتی ہے ۔ اور جب اس نے اپنا بیان ختم کر دیا اور وہ
زندہ اور صحیح وسالم کھڑا رہا تو ان کا یہ متزلزل خیال کہ وہ اپنی قسم توڑ دیں گے
اور اس غریب فیبکا کی زندگی بچالیں گے ۔ جس کے ساتھ دھوکا کیا گیا تھا غائب
ہو گیا کیونکہ صاف ظاہر تھا کہ اس بدمعاش نے اپنے آپ کو شیطان کے ہاتھوں
بیچ دیا تھا اور جو شخص طاقتور شیطان کی ملکیت تھا ۔ اس سے ٹکر لینا مہلک ثابت
ہو سکتا تھا ۔

"تم یہاں سے چلے کیوں نہ گئے۔ تم واپس کیوں آنا چاہتے تھے "کسی نے کہا
" میں مجبور تھا ۔ میں مجبور تھا ۔ پاٹر کراہا "، میں بھاگ جانا چاہتا تھا ۔
لیکن مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں یہاں آنے کے سوا اور کہیں نہیں جا سکتا ۔
اس کے بعد وہ سسکیاں بھرنے لگا ۔ انجن جو نے عدالتی تحقیقات ہونے کے چند منٹ
بعد حلف اٹھاتے ہوئے پہلے کی طرح بڑے سکون کے ساتھ دہرایا ۔ اور لڑکوں کو یہ دیکھتے
ہوئے کہ بجلیاں ابھی تک نہیں گر رہی ہیں ۔ اور بھی یقین پختہ ہو گیا کہ جو نے اپنے
آپ کو شیطان کے ہاتھوں بیچ دیا ہے ۔ اب وہ ان کے نزدیک ایسی انتہائی
مضرت رساں دلچسپ چیز بن گیا تھا ۔ جیسی انھوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی اور
اس کے چہرے پر سے اپنی مسحور نگاہیں نہیں اٹھا سکتے تھے ۔

انھوں نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ وہ انجن جو کے مہیب آقا کو ایک نظر
دیکھنے کی امید میں جب بھی موقع ملے گا راتوں کو جو کی نگرانی کیا کریں گے ۔

انجن جو نے مقتول کی لاش اٹھانے اور اسے وہاں سے لے جانے کے لئے گاڑی
پر رکھنے میں مدد دی ۔ کپکپاتے ہوئے ہجوم میں یہ سرگوشیاں ہوئیں کہ زخم سے
تھوڑا سا خون بہہ رہا ہے ۔ لڑکوں نے سوچا کہ یہ مسرت آفریں صورت حال

شک وشبہ کا رخ درست سمت میں موڑ دے گی۔ لیکن انھیں سخت مایوسی ہوئی کیونکہ ایک سے زیادہ دیہاتی نے یہ رائے دی۔

"وہ مسٹر پاٹر سے تین فٹ دور تھا۔ جب اس کا کام تمام کیا گیا۔"

اس واقعہ کے بعد ایک ہفتہ تک ٹام کے خوفناک بھید اور تشویش زدہ کرنے والے ضمیر نے اس کی نیند حرام کر دی۔ ایک دن صبح کو ناشتہ پر سڈ نے کہا۔

ٹام تم سوتے میں کروٹیں بدلتے ہو اور اتنی باتیں کرتے ہو کہ میں کبھی نصف شب تک جاگتا رہتا ہوں۔"

ٹام کا رنگ زرد پڑ گیا اور اس نے اپنی آنکھیں جھکا لیں۔

"یہ ایک بری علامت ہے۔ خالہ پولی نے سنجیدگی سے کہا۔ تمھارے دل میں کیا بات ہے ٹام؟"

"کچھ بھی نہیں۔ مجھے معلوم نہیں۔" لیکن ٹام کا ہاتھ کچھ اس طرح لرز اٹھا کہ کافی گر گئی۔

"اور پھر تم عجیب وغریب باتیں کرتے ہو!" سڈ نے کہا۔ کل رات تم نے کہا تھا۔ یہ خون ہے۔ یہ خون ہے۔ ہاں یہ خون ہی ہے۔"

"تم نے یہ بات بار بار کہی۔ اور تم نے یہ بھی کہا۔ مجھے ستاؤ نہیں۔ میں بتا دوں گا۔ کیا بتاؤ گے؟ تم کیا بتاؤ گے؟"

ٹام کی نگاہوں میں سارا منظر گھوم رہا تھا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔ کہ اس وقت کیا کچھ ہو سکتا تھا۔ لیکن خوش نصیبی سے خالہ پولی کے چہرے پر تشویش کے آثار مٹ گئے۔ اور کچھ جانے بغیر ٹام کی مدد کو آ گئی۔ اس نے کہا۔

شنو۔ بہت ہی خوفناک قتل تھا۔ میں خود بھی ہر روز رات کو اس کے خواب دیکھتی ہوں۔ بعض اوقات مجھے ایسا خواب آتا ہے۔ جیسے میں نے ہی وہ قتل کیا ہو۔

میری نے کہا کہ اس قتل کا اس پر بھی کچھ ایسا ہی اثر ہوا تھا۔ سڈ مطمئن ہو گیا۔ ٹام خوشگوار انداز میں جس قدر جلد ان کے سامنے سے ہٹ سکتا تھا ہٹ

گیا اس کے بعد وہ ایک ہفتہ تک شکایت کرتا رہا کہ اس کے دانت میں درد ہے اور ہر روز رات کو اپنے جبڑے باندھ لیتا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ سڈ رات کو لیٹا ہوا اس کی نگرانی کیا کرتا تھا۔ ٹام اکثر اپنے جبڑے پر سے پٹی کھسکا دیتا تھا اور پھر اپنی کہنیوں کے بل جھک کر بہت دیر تک کچھ سننے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ اور اس کے بعد پٹی کو دوبارہ اپنی جگہ پر کھسکا دیتا تھا۔ ٹام کی ذہنی کوفت رفتہ رفتہ کم ہو گئی۔ اور دانت کے درد کا بہانہ ایک بکھیڑا بن گیا۔ اس لئے اس نے اسے بھی ترک کر دیا۔ اگر سڈ نے راتوں کو ٹام کی بڑبڑاہٹ سے کوئی اندازہ لگا لیا تھا تو اس نے اسے اپنے دل ہی میں رکھا۔

ٹام کو ایسا معلوم ہوا کہ اس کے اسکول کے ساتھی مردہ بلیوں کے بارے میں عدالتی تحقیقات کرنے کا کھیل کبھی بند نہیں کریں گے۔ اور اس طرح اس کی ذہنی کوفت کو تازہ رکھیں گے۔ سڈ نے دیکھا کہ ٹام جس کی عادت تھی کہ ہر نئی مہم میں ہمیشہ پیش پیش رہا کرتا تھا۔ ان عدالتی تفتیشوں میں کبھی تفتیش کرنے والا افسر نہیں بنا۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ ٹام نے اس ناٹک میں کبھی گواہ کا پارٹ ادا نہ کیا۔ اور یہ بات بہت ہی عجیب و غریب تھی۔ سڈ نے اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہ کیا کہ ٹام ان عدالتی تفتیشوں کو نمایاں طور پر ٹالتا رہا تھا۔ اور جہاں تک ہو سکتا تھا ہمیشہ ان سے گریز کیا کرتا تھا۔ سڈ تعجب کرتا رہا لیکن بولا کچھ نہیں۔ بہرکیف یہ عدالتی تفتیشیں بھی آخر کار ختم ہو گئیں۔ اور انھوں نے ٹام کے ضمیر کو اذیت پہنچانا بند کر دیا۔

ٹام دکھ کے اس زمانہ میں ہر روز یا دوسرے دن موقع کی تلاش میں رہتا۔ اور جیل کی چھوٹی سی سلاخ دار کھڑکی تک جا پہنچتا تھا۔ اور قاتل کو اس میں سے وہ چھوٹی موٹی آسائش دیتا تھا۔ جو اس کے ہاتھ لگتی تھیں۔ جیل اینٹوں کی چھوٹی سی کوٹھڑی تھی۔ جو گاؤں کے نکڑ پر دلدل میں واقع تھی۔ وہاں پہریدار رکھنے کا خرچہ برداشت کرنا مشکل تھا۔ اور حقیقتاً اس جیل میں شاذ و نادر ہی

کوئی رہتا تھا۔ اس قسم کی داد و دہش ٹام کے ضمیر کو سکون بخشتی تھی۔ گاؤں کے لوگوں کی زبردست خواہش تھی کہ وہ لاش چرانے کے الزام میں انجن جو کا منہ کالا کر دیں اور اس کے پر لگا کر اسے گاڑی میں سوار کر کے گاؤں میں گھمائیں لیکن انجن جو کا کردار اتنا مہیب تھا کہ کوئی ایسا شخص نہیں مل سکتا تھا جو اس معاملہ میں پیشقدمی کر سکتا لہذا اس خیال کو ترک کر دیا گیا۔ انجن جو نے عدالتی تحقیقات کے دوران میں یہ احتیاط کی کہ اپنا بیان لڑائی جھگڑے سے شروع کیا تھا اور لاش کی چوری کا اقبال نہیں کیا۔ جو لڑائی جھگڑے سے پہلے ظہور میں آئی تھی اس لئے مصلحت اسی بات میں سمجھی گئی کہ ابھی مقدمہ عدالت میں نہیں چلنا چاہیئے۔

بارہواں باب

ٹام اپنی فراخدلی کا ثبوت دیتا ہے

خالہ پولی نرم پڑ جاتی ہے

اپنے حفیہ غموں کی طرف سے ٹام کی توجہ ہٹ جانیکا یہ سبب یہ تھا کہ اسے دلچسپی کا ایک نیا اور اہم معاملہ مل گیا تھا۔ بیکی تھیچر نے اسکول آنا بند کر دیا تھا۔ ٹام چند روز تک اپنے غرور سے زور آزمائی کر کے بیکی کو اپنے خیالات سے نکالنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن ناکام رہا۔ اس نے دیکھا کہ وہ راتوں کو اس کے باپ کے مکان کے گرد منڈلاتا رہتا ہے۔ اور بہت ہی غم زدہ ہے۔ بیکی بیمار تھی۔ کیا ہوگا اگر وہ مر گئی۔ اس کے خیالات بڑے پراگندہ ہو رہے تھے۔ اب وہ جنگ اور بحری ڈاکہ زنی میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہا تھا۔ زندگی کی دلکشی ختم ہو گئی تھی۔ اب بے کیفی کے سوا اور کچھ رہ نہیں گیا تھا۔ اس کی خالہ کو بھاری تشویش ہو رہی تھی۔ اس نے ہر طرح سے اس کا مداوا کرنا چاہا۔ وہ ان لوگوں میں سے تھی جو پیٹنٹ دواؤں اور صحت بنانے اور اس کو سدھارنے کے تمام نئے طریقوں کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ وہ ان چیزوں کا بڑی شدومد سے تجربہ کیا کرتی تھی۔ جب کوئی ایسی نئی دوا نکلتی تھی تو اس کے سر پر اسے فوراً آزمانے کا جنون سوار ہو جاتا تھا۔ وہ یہ دوا اپنے آپ پر نہیں آزماتی تھی کیونکہ وہ کبھی بیمار نہیں پڑتی تھی۔ وہ یہ دوا دوسروں پر استعمال کرتی تھی جو اس کے ہتھے چڑھ جاتے تھے۔ وہ صحت کے متعلق تمام رسالوں اور علم کا سہ سر سے متعلق دغا بازی سے بھرے جریدوں کی مستقل خریدار تھی۔ ان رسالوں میں جو گمبھیر لاعلمی بھری ہوتی تھی وہ اس کو بہت پسند تھی۔ ان میں ہوا دار

روشن دانوں۔ بستر پر کیسے دراز ہونا چاہیے۔ اور کس طرح اٹھنا چاہیے۔ کیا کھانا چاہیے۔ کیا پینا چاہیے۔ کتنی ورزش کرنی چاہیے۔ دماغ کو کیسے ٹھکانے رکھنا چاہیے۔ کیسے کپڑے پہننے چاہییں وغیرہ کے بارے میں جو بکواس ہوتی تھی۔ وہ اس کے نزدیک بائیبل جتنی مستند ہوتی تھی۔ اس لئے کبھی یہ سنا ہی نہیں کیا تھا کہ اس کے رسالوں نے ایک مہینہ پہلے جن باتوں کی سفارش کی تھی ان کو رواجی طور پر تازہ شمارے میں بالکل الٹ دیا گیا ہے۔ وہ اتنی ہی سادہ لوح تھی جتنا دن طویل ہوتا ہے۔ وہ بڑی آسانی سے ان کا شکار ہو جاتی تھی۔ وہ اپنے عطائی رسالے اور نیم حکیم والی دوائیں جمع کرتی اور موت سے لیس ہو کر اور تلمیح کے طور پر اپنے زرد گھوڑے پر سوار ہو جاتی۔ اور جہنم اس کے جلو میں ہوتا۔ اسے کبھی یہ شک نہ گزرتا کہ وہ تکلیف میں مبتلا پڑوسیوں کے لئے بھیس بدل کر آتی ہوئی شفا کی دیوی اور "گلیڈ کا مرہم"، نہیں تھی (بائیبل میں اس مرہم کا ذکر آتا ہے)

اس وقت پانی سے علاج کا طریقہ نیا نیا تھا۔ ٹام کی علالت خالہ پولی کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی۔ وہ ہر صبح اسے دھوپ میں لے جاتی اسے ایندھن والے شیڈ میں کھڑا کر دیتی اور اسے ٹھنڈے پانی میں ڈبو دیتی۔ پھر وہ رنبی کی طرح تولیے سے اس کا بدن رگڑتی۔ اس کے بعد وہ اسے گیلی چادر میں لپیٹ دیتی۔ اور اسے کمبلوں کے نیچے لٹا دیتی۔ اور ٹام کے بیان کے مطابق وہ اس کی روح کا پسینہ بہا کر اسے صاف کر دیتی اور اس کی روح کے پیلے دھبے اس کے مساموں میں سے باہر آ جاتے۔

لڑکا ان تمام باتوں کے باوجود روز بروز زیادہ اداس، زرد اور بد دل ہوتا جا رہا تھا۔ اس پر طرہ یہ کہ خالہ پولی اسے گرم پانی سے نہلاتی۔ فوارے کے نیچے بٹھا کر نہلاتی۔ اور اس سے پانی میں غوطے لگواتی۔ لڑکا تابوت بردار گاڑی کی طرح غمگین رہا۔ وہ پانی میں ہلکا سا جست کا دلیہ اور پھوڑوں پر لگانے

والا مرہم بھی ڈالنے لگی۔ وہ ٹام کی صلاحیت کا اندازہ اس طرح لگاتی جس طرح جگ کی صلاحیت کا لگایا کرتی تھی۔ اور ٹام کا معدہ عطائی دواؤں سے . . .
. . . بھرتی رہتی تھی۔

اب ٹام اس اذیت رسانی کی طرف سے بے حس ہو گیا تھا۔ یہ مرحلہ آ پہنچا تو بوڑھی خاتون کے دل میں ہل چل پیدا ہو گئی۔ ٹام کی اس بے حسی کا فوراً خاتمہ ہونا چاہیئے۔ اب اس نے پہلی مرتبہ درد کو دور کرنے والی دوا کا ذکر سنا۔ اس نے فوراً ہی وہ دوا کافی مقدار میں منگوالی۔ اس نے اس دوا کو چکھ کر دیکھا اور خدا کا شکر بجالائی۔ یہ دوا تو سیال صورت میں آگ تھی۔ اس نے پانی سے علاج کا طریقہ اور دوسری ساری دوائیں ترک کر دیں۔ اور درد دور کرنے والی دوا کی معتقد ہو گئی۔ اس نے ٹام کو یہ دوا چائے کے چمچے میں دی اور اس کے نتیجے کا بڑی بے صبری کے ساتھ انتظار کرنے لگی۔ اس کے سارے دکھ دور ہو گئے۔ اور اس کا دل پھر پرسکون ہو گیا۔ کیونکہ ٹام کی بے حسی اور بے توجہی کا عالم ٹوٹ گیا۔ اگر وہ ٹام کے نیچے آگ جلا دیتی تو بھی ٹام نے اتنی مجنونانہ اور اتنی پرجوش دلچسپی کا اظہار نہ کیا ہوتا جتنا اس دوا پر کیا۔

ٹام نے محسوس کیا کہ اب بیدار ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ اس کا دم گھونٹ دینے والی حالت میں اس قسم کی زندگی کافی رومان پرور ہو سکتی تھی لیکن اس قسم کی زندگی جذبات سے خالی تھی۔ اور اس میں دل و دماغ کو پراگندہ کر دینے والا بہت زیادہ تنوع تھا۔ لہذا اس نے اس سے نجات پانے کے لئے کئی ترکیبوں پر غور کیا اور آخر کار اسے یہ بات سوجھی کہ اسے یہ دعوی کرنا چاہیئے کہ درد دور کرنے والی دوا اسے مرغوب ہے۔ وہ اس دوا کو بار بار طلب کر کے جنجال بن گیا اور اس کی خالہ نے تنگ آ کر اس معاملہ کو یوں ختم کیا کہ وہ خود اٹھ کر دوا پی لیا کرے اور اسے تنگ نہ کیا کرے۔ اگر ٹام کی جگہ سڈ ہوتا تو خالہ کسی غلط فہمی سے اپنی مسرت میں کھوٹ نہ ملاتی۔ لیکن چونکہ وہ ٹام تھا اس لئے وہ چوری چھپے دوائی بوتل

پر دھیان رکھتی رہی۔ اس نے دیکھا کہ دوا کی شیشی میں دوا واقعی کم ہو تی جا رہی ہے۔ لیکن اسے یہ خیال نہ آیا کہ ٹام اس دوا سے نشست گاہ کے فرش میں واقع درز کی صحت درست کر رہا ہے۔

ایک روز ٹام اس درز کو دوا پلا رہا تھا کہ اس کی خالہ کا زرد بلا خر خر کرتا ہوا چلا آیا۔ چائے کے چمچے کی طرف للچائی نظروں سے دیکھنے لگا۔ اور التجا کرنے لگا کہ اس دوا کا ذائقہ اسے بھی چکھایا جائے۔

ٹام نے کہا۔

"پیٹر۔ اگر جی چاہتا ہے تو مانگو ورنہ۔"

پیٹر نے کچھ ایسا اشارہ کیا جیسے وہ واقعی چاہتا تھا۔

"پوری طرح اپنا اطمینان کر لو۔"

پیٹر اطمینان کر چکا تھا۔

سنو۔ تم یہ طلب کر رہے ہو۔ میں تمھیں یہ دوا دیا دوں گا کیونکہ میں کمینہ نہیں ہوں لیکن اگر تمھیں یہ پسند نہ آئی تو پھر اپنے سوا کسی اور کو کوئی الزام نہ دینا۔

پیٹر مان گیا۔ ٹام نے اس کا منہ کھولا۔ اور درد دور کرنے والی دوا اس کے حلق میں انڈیل دی۔ پیٹر ہوا میں دو گز اوپر اچھلا اور پھر اس نے ایک جنگی نعرہ لگایا۔ کمرے میں چکر کاٹنے لگا۔ فرنیچر کے ساتھ ٹکرانے لگا۔ گلدانوں کو گرانے لگا اور اس نے ہنگامہ بپا کر دیا۔ اس کے بعد وہ اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا اور فرط مسرت سے جھومنے لگا۔ اس کا سر اس کے کندھے پر تھا اور اس کی آواز یہ اعلان کر رہی تھی کہ اس کی مسرت کی کوئی انتہا نہیں رہی اور پھر وہ گھر کے گرد دوڑنے لگا۔ اور اپنے راستہ میں آنے والی ہر چیز کو تباہ کرنے لگا اور افراتفری پھیلانے لگا۔ خالہ پولی عین اس وقت داخل ہوئی۔ جب وہ چند قلابازیاں لگا کر اور خوشی کا آخری نعرہ بلند کر کے کھلی کھڑکی میں سے باہر جا رہا تھا وہ اپنے ساتھ باقی گلدان بھی لے گیا تھا۔ بوڑھی خاتون فرط حیرت

سے کچھ بچکی رہ گئی۔ وہ اپنے چشمہ کے اوپر سے دیکھ رہی تھی۔ ٹام فرش پر لیٹا ہوا ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوا جا رہا تھا۔

"ٹام۔ اس بلے کو کیا تکلیف ہے۔"

"مجھے معلوم نہیں خالہ" لڑکے نے دم بخود ہو کر کہا،

"میں نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں دیکھی۔ یہ بلا اس طرح کی حرکت کیوں کر رہا ہے"

"مجھے معلوم نہیں خالہ پولی۔ بلیاں جب خوش ہوتی ہیں تو ہمیشہ ایسی ہی حرکتیں کیا کرتی ہیں۔"

ایسی حرکتیں کرتی ہیں۔ کیا واقعی ایسی حرکتیں کرتی ہیں" خالہ پولی کے لہجہ میں کچھ ایسی بات تھی جس سے ٹام کے دل میں وسوسہ پیدا ہو گیا۔

"ہاں۔ میرا خیال ہے وہ ایسی ہی حرکتیں کرتی ہیں۔"

"کیا واقعی تمھارا یہ خیال ہے؟"

"ہاں۔"

بوڑھی خاتون نیچے جھک رہی تھی۔ ٹام دلچسپی سے مگر تشویش کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ ٹام نے دیر سے اس کی اس حرکت کو سمجھا۔ مسہری کے پردے کے نیچے چائے کے چمچے کا ہینڈل نظر آ رہا تھا جو اپنی کہانی خود کہہ رہا تھا۔ ٹام آنکھیں جھپکنے لگا۔ پھر اس نے آنکھیں جھکا لیں۔ خالہ پولی نے حسب معمول ٹام کو اس کے ہینڈل یعنی کان سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور اپنا انگشتانہ زور سے اس کے سر پر مارا۔

"ہاں تو اب کہیے حضور۔ آپ اس غریب بے زبان جانور کی کس چیز سے خاطر مدارات کر رہے تھے۔؟"

"میں نے تو اس پر ترس کھا کر ایسا کیا ہے کیونکہ اس کی کوئی خالہ نہیں ہے۔"

"اس کی کوئی خالہ نہیں ہے۔ بے عقل کہیں کے۔ اس بات کا اس سے بھلا کیا تعلق ہے۔"

کافی سے زیادہ تعلق ہے۔ اگر اس بلے کی کوئی خالہ ہوتی تو اس نے اس

کو خود جلا دیا ہوتا۔ اس نے یہ محسوس کئے بغیر کہ آخر وہ بھی انسان ہے۔ اس کی آنتیں بھون کر رکھدی ہوتیں۔"

اچانک خالہ پولی کے دل میں ملامت کی ٹیس اٹھی۔ اس نے اس بات کو نئی روشنی میں دیکھا جو چیز بلی کے لئے بے رحمی کے مترادف ہو سکتی ہے۔ وہ لڑکے کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ خالہ نرم پڑنی شروع ہوگئی۔ اسے دکھ ہوا۔ اس کی آنکھیں تھوڑی سی نم آلود ہوگئیں۔ اس نے ٹام کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور آہستگی سے کہا۔

"ٹام میں تمھاری بھلائی چاہتی تھی۔ اور ٹام تم اس سے اچھے بھی ہوگئے تھے"

ٹام نے آنکھیں اوپر اٹھا کر دیکھا اس کی سنجیدہ آنکھوں میں سے تھوڑی سی چمک بھی جھلک رہی تھی۔

"خالہ میں جانتا ہوں کہ تم میری بھلائی چاہتی تھیں۔ میں بھی پیٹر کی بھلائی چاہتا تھا اس دوا نے پیٹر کو بھی کافی آرام دیا ہے۔۔۔۔ میں نے اسے کبھی اس طرح نہیں دیکھا۔"

"اوہ۔ جاؤ ٹام۔ تم مجھے پھر ناراض کر دوگے۔ جاؤ اور ایک دفعہ تو اچھا لڑکا بننے کی کوشش کرو۔ تمھیں اب دوا پینے کی ضرورت نہیں۔"

ٹام وقت سے پہلے اسکول پہنچا۔ اب یہ دیکھا گیا تھا کہ پچھلے کچھ دنوں سے ہر روز یہ عجیب وغریب واقعہ ظہور میں آ رہا تھا اور اب کچھ دنوں سے عام طور پر یہ بھی ہو رہا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کھیلنے کی بجائے اسکول کے احاطے کے پھاٹک کے قریب منڈلاتا رہتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ وہ بیمار ہے۔ اور وہ بیمار دکھائی بھی دیتا تھا۔ وہ یہ کوشش کرتا تھا کہ وہ چار سو نظر دوڑاتا ہوا دکھائی دے لیکن حقیقتاً وہ سڑک کی جانب دیکھ رہا ہوتا تھا۔ دفعتاً اسے جیف تھیچر دکھائی دیا۔ اور ٹام کا چہرہ کھل اٹھا اس نے ایک لمحہ کے لئے اسے دیکھا اور پھر بڑی اداسی سے منہ پھیر لیا۔ جب جیف قریب آ پہنچا تو اس نے اسے

مخاطب کیا اور باتوں باتوں میں اسے اس حد تک لے گیا کہ اسے بیکی کے متعلق کوئی بات سننے کا موقع مل جاتے لیکن وہ رستہ مزاج حیف یہ بھانپ ہی نہ سکا کہ ٹام اسے کیا جھانسہ دے رہا تھا۔ ٹام دیکھتا رہا۔ دیکھتا رہا۔ جب اسے کوئی زنصان اور سرور فراک نظر آتی تو اس کے دل میں امید کی شمع روشن ہوجاتی اور جوں ہی اسے پتہ چلتا کہ اس فراک کی مالکہ وہ لڑکی نہیں ہے جس کی اسے جستجو تھی تو وہ اس سے نفرت کرنے لگتا۔

بالآخر فراکیں نمودار ہونی بند ہو گئیں۔ اور وہ مایوسی سے ہمکنار ہوگیا۔ ۔۔ وہ اسکول کی خالی عمارت میں داخل ہوا اور بیٹھا ہوا، دکھ جھیلتا رہا۔ ۔ اس کے بعد ایک اور فراک پھاٹک کے قریب سے گزری ٹام کا دل اچھل پڑا۔ دوسرے ہی لمحہ وہ اسکول کی عمارت سے باہر آگیا۔ وہ ایک انڈین کی چال چلتا ہوا باہر آیا۔ وہ چلا رہا تھا۔ ہنس رہا تھا۔ بچوں کا تعاقب کر رہا تھا۔ زندگی سے ہاتھ دھونے اور ہاتھ پاؤں تڑوا بیٹھنے کا خطرہ مول لے کر باڑھ پر سے کود رہا تھا۔ ہتھیلیوں کے بل قلابازیاں کھا رہا تھا اور سر کے بل کھڑا ہو رہا تھا اور جتنی دلیرانہ باتوں کے بارے میں سوچ سکتا تھا وہ سب کر رہا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ دزدیدہ نگاہوں سے یہ بھی دیکھتا جا رہا تھا کہ بیکی تھیچر اس کی طرف دیکھ رہی ہے یا نہیں۔ ۔

لیکن بیکی ان سب باتوں سے بے خبر دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے اس کی طرف دیکھا ہی نہیں۔ کیا اسے یہ علم ہی نہیں تھا کہ وہ وہاں موجود ہے۔ وہ اپنے کارنامے بالکل اس کے قریب جا کر سر انجام دینے لگا۔ ۔ وہ جنگی نعرہ بلند کرتا ہوا اس کے قریب آیا۔ اس نے ایک لڑکے کی ٹوپی چھین لی۔ اور اسے اسکول کی چھت پر پھینک دیا۔

وہ تیزی سے دوڑتا ہوا اسکول کے لڑکوں کے ایک گروہ میں سے نکل گیا۔ اور وہ لڑکے ہر سمت میں لڑکھڑا کر گر پڑے اور خود بھی بین بیکی کے سامنے چت جا گرا۔۔ وہ بھی تقریباً لڑکھڑا گئی ۔ اس نے مڑ کر دیکھا ۔ اس کا منہ آسمان کی طرف اٹھا ہوا تھا ۔ اس نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا ۔ "اف! کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت چالاک ہیں ۔ اور ہمیشہ شان دکھلاتے رہتے ہیں"

ٹام کے رخسار تمتما اٹھے ۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالا ۔ اور وہاں سے کھسک آیا ۔ وہ دل شکستہ اور شرمندہ تھا ۔

تیرھواں باب ——

جوان بحری ڈاکو —— اڈّے کی طرف روانگی

لاؤ کے گرد گفتگو

اب ٹام مصمم ارادہ کر چکا تھا۔ وہ افسردہ تھا اور مایوس تھا۔ سب نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ وہ ایسا لڑکا تھا جس کا کوئی دوست نہیں تھا۔ اس نے کہا۔ اس سے کوئی محبت نہیں کرتا۔ جب ان کو پتہ چلے گا کہ انھوں نے اسے کس حد تک پہنچا دیا ہے۔ تو شاید انھیں افسوس ہوگا۔ اس نے اچھا کام کرنے اور آگے بڑھنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن انھوں نے اس کو ایسا نہیں کرنے دیا۔ خیر اگر ان کو اس سے نجات ہی حاصل کرنا ہے تو ایسا ہو کر رہے گا۔ اگر اس کے نتائج کا وہ اسے ذمہ دار ٹھہرائیں گے تو شوق سے ٹھہرائیں۔ اس شخص کو شکوہ کرنے کا کیا حق ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔ ہاں انھوں نے آخر کار اسے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ وہ جرائم پیشہ زندگی اختیار کرے گا۔ اب اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

وہ اس وقت تک سیڈولین میں دور تک پہنچ چکا تھا۔ اس کے کانوں میں اسکول میں حاضر ہونے کی گھنٹی کی آواز بہت ہی دھیمی دھیمی پہنچ رہی تھی۔ اب اس نے سرد آہ بھری۔ وہ سوچنے لگا کہ اب وہ یہ جانی پہچانی آواز ہرگز ہرگز نہیں سن سکے گا۔ یہ صدمہ سخت تھا لیکن اسے مجبور کر دیا گیا تھا۔ اسے چونکہ سرد دنیا میں دھکیل دیا گیا تھا۔ اس لئے حالات کے آگے سر جھکانا ہی پڑے گا لیکن اس نے ان کو معاف کر دیا۔ اب وہ تیزی سے گہری سسکیاں بھرنے لگا۔

عین اس وقت اس کا گہرا دوست اور رفیق جو ہارپر اسے ملا۔ اس کی آنکھیں بھی کھنچی ہوئی تھیں اور صاف ظاہر تھا کہ اس کا دل اداس ہے۔ نمایاں

طور پر یہاں وہ دو لڑکے موجود تھے۔ جن کے دماغ میں ایک ہی خیال گونج رہا تھا۔ ٹام نے آستین سے آنکھیں پونچھتے ہوئے اپنے اس ارادے کے بارے میں کچھ بڑبڑانا شروع کر دیا کہ وہ گھر میں سخت سلوک اور ہمدردی کی کمی کے باعث وسیع وعریض دنیا میں گھومنے اور کبھی واپس نہ آنے کے لئے بھاگ جانا چاہتا ہے اور آخر میں اس نے یہ امید ظاہر کی کہ جو اسے بھولے گا نہیں۔

اب معلوم ہوا کہ جو بھی بالکل یہی درخواست ٹام سے کرنے والا تھا اور اس مقصد کے لئے اسے ڈھونڈھتا ہوا آیا تھا۔ اس کی ماں نے اسے کریم پی جانے پر کوڑے لگائے تھے۔ اس نے کریم کا ذائقہ کبھی نہیں چکھا تھا اور وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔

صاف ظاہر تھا کہ اس کی ماں اس سے تنگ آ چکی تھی اور چاہتی تھی کہ وہ گھر سے کہیں چلا جائے اگر وہ اس طرح محسوس کر رہی تھی تو اس کے پاس اس ناگزیر بات کو قبول کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی کیا تھا۔ اسے امید تھی کہ وہ خوش ہوگی اور اسے اپنے غریب بیٹے کو غم اٹھانے اور مر جانے کے لئے سنگدل دنیا میں بھیجنے پر افسوس نہیں ہوگا۔

جب دونوں لڑکے اپنا اپنا دکھ بیان کرتے ہوئے جا رہے تھے تو انھوں نے ایک نیا معاہدہ کیا کہ وہ دکھ سکھ میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ بھائی بن کر رہیں گے اور جب تک موت آ کر انھیں مصائب سے نجات نہیں دلا دے گی۔ تب تک ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ اس کے بعد انھوں نے اپنے منصوبے باندھنے ۔ ۔ ۔ شروع کر دیئے۔ جو تارک الدنیا بنتا کسی دور افتادہ غار میں درختوں کی چھال پر گزر بسر کرتا اور پھر کسی دن سردی، بھوک اور غم سے مر جاتا چاہتا تھا لیکن جب اس نے ٹام کی بات سنی تو اس نے تسلیم کیا کہ جرائم پیشہ زندگی کے چند نمایاں فوائد ضرور ہیں اس لئے اس نے بحری ڈاکو بننا منظور کر لیا۔

سینٹ پیٹرز برگ سے تین میل جنوب میں جس نقطہ پر مسی سپی دریا ایک میل سے ذرا زیادہ چوڑا تھا۔ وہاں ایک لمبا۔ تنگ اور جنگلات سے بھرا ہوا ایک جزیرہ تھا۔ اس کے سرے پر ایک پایاب کنارا تھا جو بہت اچھا اڈہ بن سکتا تھا وہاں لوگ آباد نہیں تھے۔ یہ اڈہ آگے چل کر کنارے کی جانب اوپر کی طرف ایک گھنے اور کلی طور پر غیر آباد جنگل کے سامنے واقع تھا۔ لہذا جیکسن جزیرہ کو منتخب کیا گیا۔ ان کی بحری ڈاکہ زنیوں کا نشانہ کون ہوگا۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جس کا خیال انھیں نہیں آیا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے ہیکل بری فن کو ڈھونڈ نکالا۔ اور وہ فوراً ان کے ساتھ شامل ہو گیا کیونکہ اس کے نزدیک سارے ذرائع معاش ایک جیسے تھے۔ اسے کوئی خاص خیال نہ تھا۔ وہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تاکہ گاؤں کے شمال میں، دو میل دور دریا کے کنارے ایک ویران جگہ اپنے پسندیدہ وقت پر یعنی آدھی رات کو اکٹھے ہوں۔ وہاں شہتیروں کی ایک کشتی بندھی ہوئی تھی جس پر وہ قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کو مچھلیاں پکڑنے والے کانٹے اور رسیاں اور وہ سامان ایسے خفیہ اور پر اسرار انداز میں چرا کر لانا تھا جو ڈاکوؤں کے شایان شان ہو۔ سہ پہر کے ختم ہونے سے پہلے وہ سب مل کر یہ خبر اڑانے کے خوش گوار احساس سے لطف اندوز ہونے کا جشن کر چکے تھے کہ قصبہ بہت جلد کچھ سنے گا۔ جن لڑکوں کے سامنے یہ مبہم سا اشارہ کیا گیا تھا ان کو خبردار کر دیا گیا تھا کہ وہ خاموش رہیں اور انتظار کریں۔

تقریباً آدھی رات کے وقت ٹام ابلا ہوا سؤر کا گوشت اور چند دیگر اشیاء لیے ہوئے پہنچا اور مقام اجتماع کے سامنے چٹان پر اگی ہوئی گھنی جھاڑیوں میں آ کر رک گیا۔ تارے نکلے ہوئے تھے اور سکوت طاری تھا۔ عظیم دریا سمندر کی طرح ساکن تھا۔ ٹام ایک لمحہ تک سننے کی کوشش کرتا رہا لیکن کوئی آواز خاموشی میں خلل انداز نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے پھر دھیمی اور واضح آواز میں سیٹی بجائی۔ چٹان کے نیچے سے سیٹی کا جواب آیا۔ ٹام نے دوبار سیٹی اور بجائی۔ ان اشاروں

کا جواب اسی طریقے سے دیا گیا اور پھر ایک پہریدار کی آواز آئی۔
"کون ہے؟"
"ٹام سائر ہسپالوی حکومت کا سیاہ پوش انتقام پرست! تم اپنے اپنے نام بتاؤ۔"
"سیاہ فن — خون سے رنگے ہاتھوں والا — اور جو ہار پر سمندر کا ہوّا ہے"
ان کو یہ خطاب ٹام نے دیئے تھے۔ اور یہ نام اس نے اپنی پسندیدہ کتابوں سے لیئے تھے۔
"ابھی تک تو سارا کام اچھی طرح چل رہا ہے۔ اچھا تو اب بتاؤ کہ جزائر انتقام پر بیٹھے ہوئے گلے سے نکلی ہوئی" دوسرے گوشیوں نے بیک وقت ایک ہی خوفناک لفظ رات کی خاموشی میں ادا کیا۔
"خون"
اس کے بعد ٹام نے اپنا سؤر کا گوشت چٹان پر لڑھکا دیا اور اس کے پیچھے چل پڑا اور اس نے اس کوشش میں کسی حد تک اپنے کپڑے پھاڑ لیئے اور اپنی کھال کھینچ لی۔ چٹان کے نیچے کنارے کے ساتھ ساتھ ایک آرام دہ اور آسان راستہ تھا۔ لیکن اس میں دشواری اور خطرے کی خوبیاں نہیں تھیں جو بحری ڈاکوؤں کو بہت عزیز ہوتی ہیں۔
سمندروں کا ہوا اپنے ساتھ بیکن (سؤر کا سکھایا ہوا نمکین گوشت) کا ٹکڑا لایا تھا اور راستے وہاں تک لانے میں تھک گیا تھا۔ خون سے رنگے ہاتھوں والا فن لمبے دستے والی کڑھائی اور نیم صاف کئے ہوئے تمباکو کی پتیاں چرا کر لایا تھا اور وہ بھٹوں کے چند تنکے لایا تھا تاکہ ان سے پائپ بنایا جا سکے لیکن ان بحری ڈاکوؤں میں سے کوئی نہ تو پائپ پیتا تھا اور نہ تمباکو چباتا تھا۔ صرف فن ہی یہ کام کرتا تھا۔ ہسپالوی حکومت کے سیاہ پوش انتقام پرست نے کہا کہ آگ کے بغیر سفر کرنا اچھا نہیں رہے گا۔ یہ ایک دانشمندانہ خیال تھا کیونکہ ان دنوں کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ دیا سلائی کیا چیز ہوتی ہے۔ انھوں نے

شمال کی طرف ایک سوگز کے فاصلے پر شہتیروں کی بنی ہوئی بڑی کشتی پر آگ سلگتی ہوئی دیکھی۔ وہ دبے پاؤں وہاں گئے اور آگ کا ایک ٹکڑا اٹھا لائے۔ انھوں نے اننھے سے کام کو ایک دلکش مہم بنا لیا۔ وہ بار بار "ہشت" کہتے اور اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر رک جاتے۔ اور ہاتھوں میں خیالی خنجر لئے ہوئے آگے بڑھتے رہے اور بڑی افسردہ سرگوشیوں میں حکم دیتے جیسے دشمن اگر ذرا سی بھی حرکت کرے تو خنجر دستے تک اس کے سینے میں اتار دیا جائے گا۔ کیونکہ مرنے والے کوئی راز افشا نہیں کرتے۔ ان کو اچھی طرح معلوم تھا کہ کشتی کے مالک گاؤں میں اشیائے خوردنی خریدنے یا رنگ رلیاں منانے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان لوگوں کی عدم موجودگی یہ بہانہ نہیں بن سکتی تھی کہ کوئی کام بحری ڈاکوؤں کی فطرت کے خلاف کیا جائے۔

وہ جلد ہی کشتی کو ڈھکیلنے لگے۔ ٹام ان کا کمانڈر تھا۔ ہک بچھلا چپو اور جو اگلا چپو سنبھالے ہوئے تھا۔ ٹام کشتی کے بیچ میں کھڑا تھا۔ وہ افسردہ تھا۔ اس نے ہاتھ باندھے ہوئے تھے۔ اور وہ دھیمی مگر گمبھیر سرگوشی میں حکم دے رہا تھا۔

"کشتی کا رخ ہوا کی طرف پھیر دو۔"

"اچھا جناب۔"

"آہستہ آہستہ۔"

"آہستہ چلا رہے ہیں جناب۔"

"اب اسے چلنے دو۔"

"چل رہی ہے جناب۔"

" جب لڑکے کشتی کو دھیرے دھیرے اور بے کیف انداز میں چلا کر منجدھار میں لے گئے۔ تو انھوں نے بلاشک و شبہ یہ سمجھ لیا تھا کہ وہ حکم محض ایک خاص اسلوب اختیار کرنے کی خاطر دیئے گئے تھے۔ ورنہ خصوصی طور پر ان کا کوئی مطلب نہیں تھا۔"

"اس کے بادبان کیسے ہیں۔"

"جناب! نیچے کے بادبان ہیں۔ اوپر کے بادبان ہیں۔ اور اڑنے والے آگے کے مثلث بادبان ہیں۔"

"کارکنوں کو اوپر بھیج دو۔ اوپر کے پچھلے لصف درمیانی مستول وہاں جاکر کھول دو۔ اب ذرا تیزی سے۔"

"ہاں۔ ہاں جناب۔"

"اہم بادبانوں کو ذرا جھاڑ دو۔ چادریں اور تسمے ذرا اچھی طرح کھل جائیں"

"ہاں۔ ہاں جناب۔"

ہیلم اے۔ لی۔ ہارڈ۔ بندرگاہ۔ بندرگاہ کے خیر مقدم کے لئے تیار ہو جاؤ۔ بندرگاہ۔ بندرگاہ۔ اب۔ اے۔ جوانو۔ ۔۔ ذرا آہستگی سے۔"

"آہستگی سے حضور۔"

وہ کشتی دریا کے منجدھار سے بھی آگے بڑھ گئی۔ لڑکوں نے اس کا سرا دائیں طرف کر دیا اور چپو چلانے لگے دریا چڑھا ہوا نہیں تھا۔ اس لئے دو تین میل فی گھنٹہ سے زیادہ رفتار والا بہاؤ نہیں تھا۔ اگلے تین چوتھائی گھنٹے تک کسی نے اپنی زبان سے ایک لفظ تک نہ کہا۔ اب کشتی دور افتادہ قصبہ کے سامنے سے گزر رہی تھی۔ دریا میں تین جگہوں پر روشنیاں جھلملا رہی تھیں۔ قصبہ بڑے آرام کی نیند سو رہا تھا۔ پانی کی دھندلی اور وسیع چادر سے دور جس میں ستاروں کا عکس پڑ رہا تھا۔ وہ قصبہ اس عظیم ترین واقعہ سے بے خبر تھا جو ظہور میں آ رہا تھا۔ سیاہ پوش انتقام پرست اپنے سینے پر بازو باندھے ہوئے اپنی ابتدائی مسرتوں اور بعد کے مصائب پر آخری نظر ڈال رہا تھا۔ اور اس کے دل میں خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ کاش بیکی اس کو اس وقت دیکھ سکتی جو وحشت ناک سمندر پر بے خبر سا لگ کو جا رہا تھا اور دلیری سے خطرہ اور موت کا مقابلہ کر رہا تھا۔ وہ اپنے ہونٹوں پر گمبھیر تبسم لئے ہوئے اپنے انجام سے ہمکنار ہونے

کے لئے جارہا تھا۔ ٹام کے تصور پر جیکسن جزیرہ کو گاؤں کے اس قدر نزدیک لانے میں کہ اس پر نگاہ پڑسکے زیادہ بوجھ نہیں پڑا۔ اس لئے اس پر شکستہ مگر مطمئن دل کے ساتھ آخری نگاہ ڈالی۔ دوسرے بحری ڈاکو بھی گاؤں پر آخری نظر ڈال رہے تھے۔ وہ گاؤں کی طرف اتنی دیر تک دیکھتے رہے کہ بہاؤ نے ان کی کشتی کو جزیرے کی زد سے دور پہنچا دیا۔ لیکن عین وقت پر ان کو خطرے کا پتہ چل گیا۔ انھوں نے اس کا رخ موڑ دیا۔ صبح ۲ بجے کے قریب کشتی جزیرے سے شمال میں دو سو گز دور پایاب کنارے پر پہنچی۔ وہ کشتی میں آگے پیچھے ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ انھوں نے اپنا سامان اتار لیا۔ چھوٹی سی کشتی کے کچھ سامان میں ایک پرانا بادبان بھی پڑا تھا۔ انھوں نے اس بادبان کو جھاڑیوں کے ایک گوشے میں بچھا دیا۔ تاکہ وہ اس کا خیمہ نصب کریں جو ان کے سامان کو پناہ دے سکے۔ لیکن وہ خود اچھے موسم میں باہر سوئیں گے۔ کیونکہ ایسا کرنا ہی ڈاکوؤں کی شان کے شایان ہوتا ہے۔

انھوں نے ایک بہت بڑے شہتیر کے پہلو میں آگ جلائی جو گھنے جنگل سے بیس یا تیس قدم دور پڑا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے کڑھائی میں تھوڑا سا بیکن تلا اور اناج کا آدھا سٹاک ختم کر دیا جو وہ ساتھ لائے تھے۔ ان کو انسانوں کے ہنگاموں سے دور اچھوتے جنگل میں جس کو دریافت نہیں کیا گیا تھا اور جہاں کوئی آباد نہیں تھی جنگلی اور آزادانہ طریقہ سے ضیافت اڑانے کے لئے وہ جگہ عظیم الشان نظر آئی اور انھوں نے کہا کہ وہ مہذب دنیا میں ہرگز ہرگز واپس نہیں جائیں گے۔

اوپر اٹھتے ہوئے آگ کے شعلوں نے ان کے چہرے روشن کر دیئے اور وہ شعلے اپنی سرخ چمک ان کے جنگلی مندر کے زرد درختوں کے تنوں پر، چکنی چپڑی نباتات پر اور انگوروں کی گندھے ہوئے ہاروں جیسی بیلوں پر پھینک رہے تھے۔

جب بیکن کا آخری کڑکڑاتا ٹکڑا ختم ہو گیا اور روٹی کا آخری لقمہ نگل لیا گیا تو لڑکے گھاس پر لیٹ گئے۔ ان کا دل مطمئن تھا۔ ان کو اس سے بھی زیادہ ٹھنڈی جگہ بستر آسکتی تھی لیکن وہ کیمپ کے الاؤ کی رومان پرور خصوصیت

سے محروم نہیں رہنا چاہتے تھے۔

"کیا یہ مسرت انگیز نہیں ہے۔"

"بالکل بکواس" ٹام نے کہا۔ اگر لڑکے ہمیں دیکھ سکتے تو وہ کیا کہتے!"

"کیا کہتے۔ وہ تو یہاں آنے کے لئے جان تک دینے کو تیار ہو جاتے۔ کیوں ہکی تمھارا کیا خیال ہے؟"

میرا بھی یہی خیال ہے۔ ہکی بولا۔ بہرکیف میرے لئے یہ جگہ بہت موزوں ہے۔ میں اس سے زیادہ بہتر کوئی اور چیز چاہتا ہی نہیں۔ مجھے تو عام طور سے کافی کھانے کے لئے ملتا ہی نہیں ہے۔ اور یہاں آکر وہ کسی کو ڈھونڈ نہیں سکتے اور ردق نہیں کر سکتے۔

"بس ایسی ہی زندگی مجھے مرغوب ہے۔" ٹام نے کہا۔ تمھیں صبح سویرے اٹھنا نہیں پڑتا۔ اسکول جانا نہیں پڑتا۔ نہانا اور دیگر احمقانہ باتیں نہیں کرنی پڑتیں۔ جو بحری ڈاکو کنارے پر پہنچ کر کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا۔ لیکن ایک تارک الدنیا سادھو کو کافی عبادت کرنی پڑتی ہے۔ اور پھر اسے کوئی تفریح میسر نہیں آتی۔ وہ تنہا ہوتا ہے۔"

ہاں۔ ہاں۔ بالکل ٹھیک۔ ۔ جو بولا۔ تم جانتے ہو کہ میں نے تارک الدنیا سادھو کے بارے میں زیادہ نہیں سوچا تھا۔ اب میں اسے آزما چکا ہوں اس لئے بحری ڈاکو بننا زیادہ پسند کروں گا۔

ٹام نے کہا سنو۔ ان دنوں لوگ تارک الدنیا سادھوؤں کی اتنی قدر نہیں کرتے ہیں جتنی پرانے زمانہ میں کیا کرتے تھے لیکن ایک بحری ڈاکو کی ہمیشہ عزت کی جاتی ہے۔ ایک سادھو کو سخت ترین جگہ پر سونا پڑتا ہے۔ اسے لنگوٹی باندھنی پڑتی ہے۔ اور سر پر راکھ ڈالنی پڑتی ہے۔ اور بارش میں کھڑے رہنا پڑتا ہے۔

"وہ لنگوٹی کیوں باندھتا ہے اور سر پر راکھ کیوں ڈالتا ہے؟" ہک نے پوچھا۔

مجھے معلوم نہیں۔ لیکن انھیں ایسا کرنا پڑتا ہے۔ سادھو ہمیشہ یوں ہی

کیا کرتے ہیں۔ اگر تم سادھو ہوتے تو تمہیں بھی ایسا ہی کرنا پڑتا۔"

"میں ایسا کیوں کرنے لگا؟" ہک بولا۔

"تو پھر تم کیا کروگے؟"

"مجھے معلوم نہیں۔ لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔"

"کیوں۔ ہک تمہیں ایسا کرنا پڑے گا۔ ورنہ تم سادھو کیسے بن سکو گے؟"

"نہیں۔ میں اسے برداشت نہیں کر سکوں گا اور بھاگ کھڑا ہوں گا۔"

"بھاگ کھڑے ہوگے۔ تو پھر تم اچھے بے ہنگم اور بدوضع سادھو ہوگے۔ تم باعث شرم بن جاؤگے۔"

خون سے رنگا ہوا ہاتھ خاموش رہا۔ وہ زیادہ اچھے کام میں مصروف تھا اس نے ابھی ابھی کوئلے کا ڈلا تراشنا بند کیا تھا۔ اب اس نے سرکنڈے کا ایک سرا اس میں جوڑ دیا تھا۔ اسے تمباکو سے بھر دیا تھا اور وہ کوئلہ آگ کے قریب لے جا رہا تھا اور خوشبودار تمباکو کا دھواں چھوڑ رہا تھا۔ اس کا عشرت پسندانہ اطمینان اپنے جوبن پر تھا۔ دوسرے بحری ڈاکو اس کی اس شاہانہ بات پر رشک کر رہے تھے۔ اور دل ہی دل میں فیصلہ کر رہے تھے کہ وہ بھی یہ عادت ڈالیں گے۔"

دفعتہً ہک نے کہا۔

"بحری ڈاکو ڈل کو کیا کرنا پڑتا ہے۔"

ٹام نے کہا

"اوہ۔ وہ بہت مزے کرتے ہیں۔ جہازوں پر قبضہ کر لیتے ہیں اور انہیں جلا دیتے ہیں۔ روپیہ پیسہ چھین لیتے ہیں اور اپنے جزیروں میں لے جا کر بھیانک جنگلوں میں اس روپیہ پیسہ کو دفنا دیتے ہیں۔ جہاں بھوت پریت اور ان جیسی دوسری چیزیں ان کے خزانے پر پہرہ دیتی ہیں۔ وہ جہازوں میں موجود ہر شخص کو مار ڈالتے ہیں۔ اور ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر ان کو جہاز کے کناروں کے تختے پر چلاتے ہیں"

"اور وہ عورتوں کو اٹھاکر جزیرے میں لے آتے ہیں۔ جو نے کہا۔ وہ عورتوں کو ہلاک نہیں کرتے ہیں۔"

"نہیں" ٹام نے اثبات میں سر ہلایا۔ "وہ عورتوں کو قتل نہیں کرتے ہیں۔ وہ بڑے شریف ہوتے ہیں۔ اور عورتیں ہمیشہ بہت خوبصورت ہوتی ہیں"

"اور وہ کبھی بھونڈے کپڑے نہیں پہنتے۔ بالکل نہیں۔ ان کے کپڑے سنہری، نقرئی اور ہیروں سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔" جو نے بڑے جوش و خروش کیساتھ کہا۔

"کن کے؟" اس نے پوچھا۔

"کیوں۔ ڈاکوؤں کے۔"

ہک نے بڑی اداسی کے ساتھ اپنے کپڑوں کا جائزہ لیا۔

"میں سمجھتا ہوں۔ میں نے ڈاکوؤں کے شایان شان کپڑے نہیں پہنے ہوئے ہیں" اس نے کہا۔ اس کی آواز رقت انگیز تھی۔ لیکن ان کے سوا میرے پاس کوئی اور کپڑے نہیں ہیں۔"

دوسرے لڑکوں نے اسے بتایا کہ جب وہ اپنی مہمات شروع کریں گے تو بہت جلد نفیس کپڑے میسر آجائیں گے۔ انھوں نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ابتدا میں اس کے چیتھڑے ہی موزوں رہیں گے ویسے یہ عام رواج ہے کہ دولت مند بحری ڈاکو مناسب تعداد میں کپڑوں کے ساتھ اپنی مہم کا آغاز کرتے ہیں۔

بتدریج ان کی گفتگو بند ہوگئی اور ان چھوٹے لاوارث بچوں کی آنکھوں کے پپوٹوں پر غنودگی طاری ہونے لگی۔ خون سے رنگے ہوئے ہاتھ کی انگلیوں میں سے پائیپ پھسل کر گر پڑا۔ اور وہ ایک تھکے ماندے اور پریشان خیالی سے آزاد شخص کی طرح سو گیا۔ سمندروں کے ہوا اور ہسپانوی حکومت کے سیاہ پوش انتقام پرست کو سونے میں دقت پیش آئی۔ انھوں نے لیٹے لیٹے دل ہی دل میں دعا مانگی کیونکہ ان کو گھٹنوں کے بل جھکنے اور بلند آواز میں دعا پڑھنے پر مجبور کرنے والا کوئی حاکم وہاں موجود نہیں تھا۔ امر واقعہ تو یہ ہے کہ وہ دعا پڑھنا نہیں چاہتے تھے۔

لیکن وہ ڈرتے تھے کہ انھیں اس حد تک نہیں جانا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آسمان
سے کوئی منحوس قہر نازل ہو جائے۔ اور پھر فوراً ہی وہ نیند کے دہانے تک پہنچ گئے۔
اور اس میں منڈلانے لگے۔ لیکن عین اس وقت ایک ناخواندہ مہمان آ پہنچا۔
یہ ناخواندہ مہمان ضمیر تھا۔ ان کو مبہم سا ڈر ہونے لگا کہ وہ ہو سکتا ہے کہ غلطی کر رہے
تھے اور پھر ان کو چرائے ہوئے گوشت کا خیال آیا۔ اب ضمیر کی حقیقی ملامت شروع
ہوئی۔ انھوں نے ضمیر کو یہ یاد دلاتے ہوئے دلیل پیش کی کہ انھوں نے بیسیوں مرتبہ
مٹھائیاں اور سیب چرائے تھے۔ لیکن ضمیر ان بودے عذروں سے خوش ہونے والا
نہیں تھا۔ آخر میں ان کو ایسا دکھائی دیا کہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا
تھا کہ مٹھائیاں حاصل کرنا کسی چیز کو اچک لینے کے مترادف تھا اور یہ بلکل اور یہ
ہتھیانا صاف چوری تھا۔ اور بائبل میں اس جرم کے خلاف سزا بھی تجویز کی گئی تھی
لہٰذا انھوں نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ جبتک وہ یہ کاروبار کریں گے تب تک ان
کی ڈاکہ زنیاں چوری کے جرم سے ملوث نہیں ہوں گی۔ ضمیر نے ان کو ایسی مصالحت
کرنے کی اجازت دیدی۔ اور تعجب انگیز حد تک بے اصول بحری ڈاکو آرام کے
ساتھ سو گئے۔

چودھواں باب ــــــ

کیمپ کی زندگی ــــــ سنسنی خیز واقعہ

ــــ ٹام کیمپ سے کھسک جاتا ہے ــــ

جب ٹام بیدار ہوا تو اسے تعجب ہو رہا تھا کہ وہ کہاں ہے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ آنکھیں ملنے لگا۔ اور ارد گرد دیکھنے لگا۔ اور پھر ساری بات اس کی سمجھ میں آگئی یہ ایک ٹھنڈی اور بھوری سحر تھی اور جنگل کے گہرے سکوت اور سناٹے میں آرام اور سکون کا لذت آفریں احساس موجود تھا۔ ایک بھی پتہ نہیں ہل رہا تھا۔ عظیم فطرت کی محویت میں ایک بھی آواز مخل نہیں ہو رہی تھی۔ پتیوں اور گھاس پر شبنم کے موتی تھے۔ آگ کے اوپر سفید راکھ کی تہہ جم گئی تھی اور فضا میں دھوئیں کی نیلی لکیر سیدھی اٹھ رہی تھی۔ جو اور ہک ابھی تک سوتے پڑے تھے۔

اب دور جنگل میں ایک پرندہ چہچہایا۔ دوسرے نے اس کا جواب دیا دفعتہً ابابیل کی لمبی چونچ کا شاخ پر بجنا سنائی دیا۔ بتدریج صبح کا دھندلا۔ ٹھنڈا اور بھورا رنگ سفید پڑ گیا اور پھر دھیرے دھیرے آوازوں میں اضافہ ہوا اور زندگی اپنا لوہا منوانے لگی۔ سوچ میں ڈوبے ہوئے لڑکے کے سامنے حیرت انگیز قدرت نیند کو جھٹک کر اپنا کام کر رہی تھی۔ ایک چھوٹا سا سبز کیڑا رینگتا ہوا شبنم آلود پتے پر آیا۔ اور اپنے جسم کا دو تہائی حصہ ہوا میں وقتاً فوقتاً اٹھاتا رہا اور چاروں طرف سونگھتا رہا اس کے بعد وہ آگے بڑھا۔ ٹام نے کہا وہ راستہ ناپ رہا ہے اور جب وہ کیڑا اپنے آپ اس کی طرف بڑھ رہا تھا یا کہیں پتھر کی طرح بے حس وحرکت بیٹھا رہا۔ وہ کیڑا ابھی تک اس کی طرف بڑھ رہا تھا یا کہیں اور جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ٹام کی امید باری باری ابھرا اور ڈوب رہی تھی۔ جب آخر کار کیڑے

نے ہوا میں اپنے خمیدہ جسم کے باعث تکلیف محسوس کی تو وہ فیصلہ کن انداز میں ٹام کی ٹانگ پر اتر آیا۔ اور اس پر اپنا سفر شروع کر دیا۔ ٹام کا دل مسرت سے لبریز تھا کیونکہ ٹانگ پر کیڑے کے سفر کا مطلب یہ تھا کہ ٹام کو بلا شک و شبہ کپڑوں کا نیا سوٹ ملے گا۔ یعنی بحری ڈاکو کی بھڑکیلی وردی۔ اب چیونٹیوں کا جلوس نمودار ہوا۔ یہ جلوس کسی خاص جگہ سے نہیں آرہا تھا اور اپنی مشقت میں مصروف تھا۔ ایک چیونٹی مردانہ وار اپنے سے پانچ گنا بڑی مکڑی کے ساتھ جدوجہد کر رہی تھی۔ اسے اپنے بازوؤں میں اٹھائے ہوئے تھی اور اسے درخت کے تنے پر کھینچے لئے جا رہی تھی۔ بھوری بندیوں والی پردار چیونٹی۔ گھاس کی بلند پتی پر چڑھ گئی اور ٹام نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔ "بی چیونٹی۔ بی چیونٹی۔ یہاں سے اڑ کر گھر چلی جا۔ تیرے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اور تیرے بچے تنہا ہیں،، اس چیونٹی نے پر تولے اور اپنا گھر دیکھنے چلی گئی۔ لڑکے کو اس پر کوئی حیرت نہیں ہوئی کیونکہ وہ دیر سے جانتا تھا کہ چیونٹی ہنگامہ سے گھبراتی ہے۔ اور اس نے ایک سے زیادہ مرتبہ اس کی سادگی کو آزمایا تھا۔ اس کے بعد ایک موٹا کھٹمل آیا۔ وہ اپنے پیٹ کے بل چلتا ہوا زور زور سے ہانپ رہا تھا۔ ٹام نے اس کیڑے کو چھوا تو اس نے اپنی ٹانگیں اپنے جسم میں گھیر لیں۔ اور بہانہ کرنے لگا کہ وہ مر گیا ہے۔ اس وقت تک پرندوں نے کافی شور شروع کر دیا تھا۔ گربہ نما اور شمالی علاقوں کا ایک نقلچی پرندہ ٹام کے سر کے اوپر ایک درخت پر آ بیٹھا اور بڑی مسرت کے ساتھ اپنے پڑوسی پرندوں کی نقل اتارتا ہوا چہچہانے لگا۔ اس کے بعد بیحد شور مچانے والا سرخ پرندہ سر کے اوپر سے گزر گیا۔ ایک نیلے شعلے کی طرح اور اس لڑکے کے اس قدر نزدیک شاخ پر آ بیٹھا جہاں سے اس کا ہاتھ اس تک پہنچ سکتا تھا۔ اس پرندے نے اپنا سر ایک طرف ٹیڑھا کر لیا اور بڑے تعجب کے ساتھ ان اجنبیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ ایک بھوری گلہری اور لومڑی کی قسم کا ایک بڑا

جانور بھدکتا ہوا آیا۔ وہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد بیٹھ جاتا۔ گرد وپیش کا معائنہ کرتا اور لڑکوں کی طرف منہ کرکے کچھ بڑبڑانے لگتا۔ اس نے شاید ۔۔۔ اس سے پہلے انسان کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اور اسے یہ علم ہی نہ تھا کہ اسے ان سے ڈرنا چاہیئے یا نہیں۔ ساری قدرت پوری طرح جاگ پڑی اور حرکت میں آچکی تھی۔ سورج کی لمبی لمبی کرنیں گھنی نباتات کو چیرتی ہوئی دور ونزدیک تک پہنچ رہی تھیں۔ پھر چند تتلیاں پر پھڑپھڑاتی ہوئی فضا میں نمودار ہوئیں۔

ٹام نے دوسرے بحری ڈاکوؤں کو جھنجوڑا اور وہ شور مچاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک دو منٹ میں انھوں نے کپڑے اتار دیئے اور ریتیلے کنارے کے پایاب پانی میں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑنے اور ایک دوسرے پر گرتے رہے۔ وہ اس چھوٹے سے گاؤں کے لئے کوئی تڑپ محسوس نہیں کر رہے تھے۔ جو دریا کی شاہانہ وسعت سے دور سویا پڑا تھا۔ پانی کی ایک آوارہ لہر یا دریا کا چڑھاؤ ان کی کشتی کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ وہ اس واقعہ سے اور بھی مطمئن ہو گئے تھے کیونکہ کشتی کا چلے جانا ان کے اور تہذیب وتمدن کے درمیان واقع پل کو جلا دیئے جانے کے مترادف تھا۔

وہ تازہ دم ہو کر کیمپ میں واپس آگئے۔ وہ مسرور اور بھوکے تھے انھوں نے جلد ہی الاؤ جلا دیا۔ ہک کو نزدیک ہی صاف پانی کا ایک چشمہ مل گیا۔ لڑکوں نے شاہ بلوط یا ہکوری (ایک قسم کا درخت) کے چوڑے پتوں کے پیالے بنائے اور جنگل کی دلکشی کی بدولت اس چشمہ کے پانی کو میٹھا اور کافی کا نعم البدل پایا۔ جب جو ناشتہ کے لئے بیکن کے قتلے کاٹ رہا تھا تو ٹام اور ہک نے اس سے کہا کہ وہ ایک لمحہ کے لئے رک جائے۔ وہ دریا کے کنارے پر واقع ایک امید افزا گوشے میں چلے گئے۔ انھوں نے مچھلیاں پکڑنے والی بنسیاں پانی میں پھینک دیں فوراً ہی ان کو ان کی محنت کا پھل ملا۔ جو کو ابھی اتنا وقت ہی نہیں ملا تھا کہ وہ بے صبر ہو جاتا کہ اتنے میں وہ کافی مچھلیاں لئے ہوئے واپس آگئے۔ ان

کے پاس بیٹھے پانی میں رہنے والی دو چمکیلی مچھلیاں اور ایک چھوٹی مچھلی تھی جو ایک اچھے خاصے خاندان کے کھانے کے لئے کافی تھیں۔ انھوں نے بیکن کے ساتھ مچھلیاں تلیں۔ اور بہت حیران ہوئے کیونکہ اس سے پہلے کوئی مچھلی اتنی لذیذ معلوم نہیں ہوئی تھی۔ ان کو اس بات کا علم ہی نہ تھا کہ دریا سے نکالی ہوئی مچھلی کو جس قدر جلد آگ پر رکھدیا جائے اتنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ انھوں نے اس بات پر بھی غور نہ کیا کہ کھلی فضا میں سونا، کھلی فضا میں ورزش کرنا اور نہانا بھوک کو چمکانے کے لئے چٹنی ثابت ہوتا ہے۔

وہ ناشتہ کر چکنے کے بعد چھاؤں میں لیٹے رہے اور ہک پائپ پیتا رہا۔ پھر وہ جنگل کو دریافت کرنے کی مہم پر روانہ ہو گئے۔ وہ بڑی خوشی کے ساتھ چلتے رہے۔ شہتیروں کے اوپر سے پھلانگتے رہے۔ الجھی ہوئی جھاڑیوں میں سے گذرتے رہے۔ اور جنگل کے شہنشاہوں کے درمیان پہنچتے رہے۔ جھکی ہوئی انگور کی بیلوں کے ساتھ ان کے چھتناروں سے لٹک کر زمین پر آتے رہے۔ کبھی کبھی وہ بارش اور سردی سے محفوظ رہنے والے گوشوں میں پہنچ جاتے جہاں گھاس کا قالین بچھا ہوتا اور پھولوں کے موتی جڑے ہوتے۔

انھیں بہت سی مسرت انگیز چیزیں تو ملیں لیکن تعجب انگیز کوئی چیز نہ ملی۔ ان کو پتہ چلا کہ جزیرہ تقریباً تین میل لمبا اور ایک چوتھائی میل چوڑا ہے اور جس کنارے سے یہ زیادہ نزدیک ہے اسے صرف ایک تنگ نہر اس سے الگ کرتی ہے۔ جو مشکل دو سو گز چوڑی ہے وہ ہر گھنٹے کے بعد نہانے لگتے اور اس طرح جب وہ کیمپ میں واپس آئے تو آدھی سہ پہر بیت چکی تھی۔ وہ اتنے بھوکے تھے کہ مچھلیاں پکڑنے کا انتظار نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن انھوں نے جی بھر کر ٹھنڈا ہیم کھایا اور پھر باتیں کرنے کے لئے چھاؤں میں لیٹ گئے۔ لیکن گفتگو گھٹ گھٹ کر آگے بڑھنے لگی۔ اور ختم ہو گئی۔ لڑکوں کی خوش مزاجی پر سکوت جنگل میں طاری سنجیدگی اور تنہائی کا احساس اثر انداز ہونے لگا۔ ان کے دل میں ایک ناقابل

بیان آرزو رینگنے لگی۔ پہلے پہل تو اس کی شکل تھوڑی سی دھندلی رہی اور پھر پھل پھول کر گھر کی یاد بن گئی۔ حتیٰ کہ خون سے رنگا ہاتھ فن بھی گھروں کی دہلیزوں اور خالی سونے خانوں کے خواب دیکھنے لگا لیکن ہر کوئی اپنی کمزوری ظاہر کرنے سے شرما رہا تھا اور کوئی اتنا دلیر نہیں تھا کہ اپنے دل کی بات کہہ سکتا۔

وہ لڑکے کچھ دیر سے دور سے آتی ہوئی مخصوص آواز ہلکی ہلکی سنتے رہتے تھے جیسے بعض اوقات کوئی شخص کلاک کی ٹک ٹک سنتا ہے۔ اور اس پر کوئی توجہ نہیں دیتا۔ لیکن اب یہ خاص قسم کی آواز نمایاں طور پر سنائی دینے لگی تھی اور جانی پہچانی معلوم ہوتی تھی۔ لڑکے چونک پڑے۔ انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر وہ سب ہمہ تن گوش ہو گئے۔ ایک طویل اور گہری خاموشی طاری رہی جو اٹوٹ تھی اور پھر دور سے ایک گہرا اور افسردہ دھماکہ دوش ہوا پر سوار ان تک پہنچا۔

"یہ کیا ہے۔؟" جو نے دبی زبان میں متعجب ہو کر پوچھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا"، ٹام نے سرگوشی کی۔

"یہ بجلی کی کڑک تو نہیں ہے"، ہیکل بری نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"سنو۔ ٹام بولا۔ سنو اور باتیں نہ کرو"

انھوں نے کچھ دیر کے لئے انتظار کیا۔ یہ وقت ایک صدی کے برابر معلوم ہو رہا تھا اور ایک بار پھر ویسے ہی ناقابل فہم دھماکے نے سنجیدہ سکوت کو اتھل پتھل کر کے رکھ دیا۔

"آؤ چلیں اور دیکھیں۔"

وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس کنارے کی طرف بڑھے جو قصبے کے سامنے تھا۔ انھوں نے کنارے پر اگی ہوئی جھاڑیوں کو ایک طرف ہٹایا اور ان میں سے پانی کی سطح کے اوپر جھانک کر دیکھا۔ ایک چھوٹی سی دخانی کشتی گاؤں کے جنوب میں تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر تھی۔

وہ پانی کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ اب دکھائی دیتا تھا کہ اس کے چوڑے عرشہ پر لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ اور دخانی کشتی کے ساتھ ساتھ بہت سی شہتیروں والی چھوٹی چھوٹی کشتیاں بھی چل رہی تھیں۔ لڑکے یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ ان میں بیٹھے ہوئے آدمی کیا کر رہے تھے۔ دفعتہً دخانی کشتی کے پہلو سے سفید دھوئیں کا ایک بہت بڑا مرغولہ بلند ہوا اور جب وہ دھواں پھیل کر ایک سست رفتار بادل بن گیا تو پھر سننے والوں کے کان میں ویسے ہی ٹھس دھماکے کی آواز آئی۔

"اب میں سمجھ گیا۔ ٹام کے منہ سے نکلا۔ کوئی ڈوب گیا ہے،،

"بالکل ٹھیک،، ہک نے کہا۔ انھوں نے گذشتہ موسم سرما میں بھی یونہی کیا تھا جب بل ٹرنر ڈوب گیا تھا۔ وہ پانی کے اوپر توپ کا گولہ داغتے ہیں۔ اور ڈوبا ہوا شخص پانی کی سطح پر آجاتا ہے۔ ہاں۔ وہ ڈبل روٹیاں لیتے ہیں اور ان میں پارہ ڈال دیتے ہیں اور ان ڈبل روٹیوں کو پانی کی سطح پر تیراتے ہیں۔ اور جہاں کہیں بھی ڈوبا ہوا شخص ہوتا ہے وہ ڈبل روٹیاں وہاں تیرتی ہوئی پہنچتی ہیں اور رک جاتی ہیں۔،،

"ہاں۔ یہ بات میں نے بھی سن رکھی ہے،، جو نے کہا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈبل روٹی ایسا کیوں کرتی ہے۔،،

اوہ۔ ڈبل روٹی۔ یہ کام زیادہ نہیں کرتی،، ٹام بولا۔ میرے خیال میں تو وہ ڈبل روٹی کو تیراتے ہوئے اس پر جو منتر پڑھتے ہیں وہ اپنا چمتکار دکھاتا ہے۔

"لیکن وہ روٹیاں منتر پڑھ کر نہیں چھوڑتے ہیں،، ہک نے کہا۔ میں ان کو دیکھ چکا ہوں۔ وہ کوئی منتر نہیں پڑھتے۔،،

"خیر۔ یہ عجیب و غریب بات ہے،، ٹام نے کہا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ منہ ہی منہ میں منتر پڑھتے ہوں۔ یقیناً وہ منہ ہی میں منتر پڑھتے ہیں۔ ہر کوئی یہ بات جان سکتا ہے،،

دونوں لڑکوں نے اتفاق کیا کہ ٹام کی بات میں استدلال ہے۔ ۔
ورنہ ڈبل روجر کا لکھا جس سے مغز کی ہدایت حاصل نہ ہو کیسے زہنی عقلمندی کے ساتھ عمل کر سکتا ہے جبکہ اسے اتنا گمبھیر فرض ادا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہو۔ ''
'' قسم سوا آنے کی ۔ میرا جی چاہتا ہے کہ کاش اس وقت میں وہاں ہوتا ''
جو نے کہا۔
'' میرا بھی یہی جی چاہتا ہے '' ہک بولا ۔ میں اپنی ساری دولت یہ جاننے کے لئے دے سکتا ہوں کہ کون ڈوبا ہے ''
لڑکے ابھی تک دیکھ اور سن رہے تھے ۔ دفعتہً ٹام کے ذہن میں سارا بھید کھول دینے والا ایک خیال آیا اور اس کے منہ سے نکلا۔
'' میں جانتا ہوں کہ کون ڈوبا ہے ۔ ہم ڈوبے ہیں ۔ ''
وہ چشم زدن میں اپنے آپ کو ہیرو سمجھنے لگے ۔ ان کو عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ان کو یاد کیا جا رہا ہے۔ ان کا سوگ منایا جا رہا ہے۔ ان کے لئے لوگوں کے دل ٹوٹ رہے ہیں۔ ان کے لئے آنسو بہائے جا رہے ہیں۔ ان بیچاروں کے ساتھ جو نامہربانی کا سلوک کیا گیا تھا ۔ اس کے بارے میں مورد الزام ٹھہرانے والی یادیں ان لوگوں کے دلوں میں ابھر رہی ہیں ۔ وہ لوگ کف افسوس مل رہے ہیں ۔ اور اپنے آپ ملامت کر رہے ہیں ۔ اور اس پر طرّہ یہ ہے کہ وہ سارے قصبہ کے لئے گفتگو کا موضوع بنے ہوئے ہیں ۔ اور جہانتک بھونچکا کر دینے والی تشہیر کا تعلق ہے ۔ گاؤں کے تمام لڑکے ان پر رشک کر رہے ہیں ۔ یہ کتنی اچھی بات ہے ۔ آخر بحری ڈاکو بننا بہت ہی مفید ہے۔
دھندلکا پھیل گیا تو دخانی کشتی اپنے حسب معمول کام کے لئے واپس چلی گئی۔ اور چھوٹی کشتیاں بھی غائب ہو گئیں ۔ بحری ڈاکو اپنے کیمپ میں واپس آ گئے ۔ وہ اپنی نئی عظمت اور اس عظیم الشان فتنے پر جیسے وہ جگا رہے تھے ۔ خودستائی کے باعث بہت ہی خوش تھے ۔ انھوں نے مچھلیاں پکڑیں۔ رات کا کھانا پکایا

اور کھایا۔ اور پھر قیاس کے گھوڑے دوڑانے لگے کہ گاؤں ان کے بارے میں کیا سوچ رہا ہوگا۔ اور کیا باتیں کر رہا ہوگا۔ وہ اپنے متعلق لوگوں کے کرب و اضطراب کی جو تصویریں بنا رہے تھے۔ وہ ان کے نقطۂ نظر کے مطابق دیکھنے میں بہت ہی اطمینان بخش تھیں۔ لیکن جب رات کے سائے گہرے ہو گئے تو الفوں نے بولنا بند کر دیا۔ وہ بیٹھے ہوئے آگ کو گھورتے رہے۔ اور ان کے دماغ کہیں اور گھوم رہے تھے۔ اب سارا جوش و خروش ختم ہو چکا تھا۔ اور ٹام اور جو گھر کے ان بعض لوگوں کے بارے میں سوچنے سے باز نہیں رہ سکتے تھے۔ جو اس تفریح سے اتنے لطف اندوز نہیں ہو رہے تھے جتنے وہ خود ہو رہے تھے۔ ان کے دلوں میں کچھ غلط فہمیاں در آئیں۔ وہ دکھی اور غم زدہ ہو گئے۔ بے خیالی میں ان کے ہونٹوں سے ایک دو آہیں نکل گئیں۔ رفتہ رفتہ جو نے بڑی گھبراہٹ کے ساتھ گھما پھرا کر یہ اشارہ کرنے کی جرأت کی کہ اس گھڑی تو نہیں مگر بعد میں وہ تہذیب و تمدن کی دنیا کی طرف لوٹ جانے کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں۔

ٹام نے اس کا بہت مضحکہ اڑایا۔ ہک نے چونکہ ابھی تک اپنے دل کا ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا اس لئے اس نے ٹام کا ساتھ دیا۔ اور متزلزل ارادے والے شخص نے تیزی سے اپنے خیال کی موزوں وضاحت پیش کر دی۔ اور وہ اپنے دامن کو گھر کی بزدلانہ یاد کے الزام سے داغدار کئے بغیر اس الجھن سے صاف بچ کر نکل جانے پر بہت خوش ہوا۔ بغاوت کو اس لمحہ بڑے مؤثر انداز میں دبا دیا گیا۔

جب رات اور بھی گہری ہو گئی تو ہک نے اونگھنا شروع کر دیا اور وہ جلد ہی خراٹے لینے لگا۔ اس کے بعد جو سو گیا۔ ٹام کچھ دیر تک کہنیوں کے بل بے حس و حرکت لیٹا رہا اور ان دونوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ آخر کار وہ بڑی احتیاط

گھٹنوں کے بل اٹھا اور گھاس اور کیمپ کے الاؤ سے نکلتی ہوئی آگ کی روشنی میں کچھ ڈھونڈھتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے انجیر کے درخت کی سفید چھال کے پتلے پتلے کئی نیم استوانی ٹکڑے اٹھا لیے اور ان کا معائنہ کرتا رہا۔ آخرکار اس نے دو ٹکڑے چن لیے جو اس کے لیے موزوں تھے۔ اس کے بعد وہ آگ کے قریب جھک گیا اور اس نے بڑے دکھ کے ساتھ ان دونوں پر سرخ مٹی کے ٹکڑے سے کچھ لکھا۔ ایک ٹکڑا اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ اور دوسرا جو کی ٹوپی میں رکھ دیا۔ اور وہ ٹوپی اس کے مالک سے ذرا دور ہٹا دی۔ اس نے ٹوپی میں اسکول کے لڑکے والے خزانے کی چند بیش بہا چیزیں بھی رکھ دیں۔ ان چیزوں میں چاک کا ایک ٹکڑا تھا۔ ربڑ کا گیند تھا۔ مچھلیاں پکڑنے کے تین کانٹے تھے۔ اور ایک قسم کا سنگ مرمر کا ٹکڑا تھا جسے حقیقی بلور کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ دبے پاؤں چل کر بڑی احتیاط کے ساتھ درختوں کے درمیان میں پہنچا اور جب اس نے یہ محسوس کیا کہ وہ سنائی دینے کی حد سے دور نکل آیا ہے تو ریتلے کنارے کی سمت میں دوڑنا شروع کر دیا۔

پندرہواں باب

ٹام دیکھ بھال کرتا ہے، صورت حال سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ کیمپ میں آکر رپورٹ پیش کرتا ہے

چند لمحوں کے بعد ٹام کنارے کے پایاب پانی میں تھا۔ وہ الی نائیس کے کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔ جب پانی اس کی کمر تک پہنچ گیا تو وہ نصف فاصلہ طے کر چکا تھا۔ اب بہاؤ اس قدر تیز تھا کہ وہ چل کر آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے اعتماد کے ساتھ تیرنا شروع کر دیا۔ کہ وہ باقی سو گز کا فاصلہ تیر کر پار کر لے گا۔ وہ دریا کے شمال کی طرف تیرتا ہوا بڑھا۔ لیکن ابھی تک خلاف توقع تیزی کے ساتھ وہ پیچھے کی طرف دھکیلا جا رہا تھا۔ بہرکیف وہ کنارے پر پہنچ گیا۔ تیرتا رہا اور پھر اسے ایک پایاب جگہ مل گئی۔ اس نے اپنے آپ کو پانی سے کھینچ کر باہر نکالا۔ اس نے اپنا ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالا۔ اس کی چھال کا ٹکڑا وہاں محفوظ پڑا تھا۔ اس کے بعد وہ کنارے کے ساتھ ساتھ جنگل میں سے گذرا۔ اس کے کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ دس بجے سے ذرا پہلے وہ گاؤں کے مقابل ایک کھلی جگہ میں پہنچ گیا۔ اور اس نے دیکھا کہ اونچے کنارے پر خالی کشتی درختوں کے سایہ میں پڑی ہوئی ہے۔ ٹمٹماتے ہوئے تاروں کے نیچے ہر چیز خاموش تھی وہ کنارے کی طرف بڑھا اور چاروں طرف دیکھتے ہوئے پانی میں گھس گیا۔ تین یا چار ہاتھ تیرا اور اس کشتی پر چڑھ گیا جو دنبالہ جہاز پر مچھلیاں پکڑنے کے فرائض انجام دیتی تھی۔ وہ کشتی میں اڑے لگے تختہ کے نیچے لیٹ گیا اور ہانپتے ہوئے انتظار کرتا رہا۔

دفعتہ پھٹی ہوئی آواز والی گھنٹی پر کسی نے ہاتھ مارا اور کسی نے روانگی

کا حکم دیا۔ ایک یا دو منٹ کے بعد کشتی کا سرا ابھار والی سمت میں اونچا اٹھ گیا اور سفر کا آغاز ہوا۔ ٹام اپنی کامیابی پر بہت خوش ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ آج کی رات اس کشتی کا آخری چکر تھا۔ بارہ یا پندرہ منٹ کی طویل مدت کے بعد پہیے گھومنے بند ہو گئے۔ اور ٹام جہاز کے تختہ پر سے پھسل گیا اور دھندلکے میں تیرتا ہوا کنارے تک پہنچ گیا۔ وہ دریا کے جنوب میں پچاس گز کے فاصلے پر اترا کیونکہ وہاں جہاز سے بچھڑے ہوئے لوگوں سے مڈبھیڑ ہو جانے کا کوئی خطرہ نہ تھا۔

وہ ان گلیوں میں سے دوڑتا ہوا آگے بڑھتا رہا جن میں بہت کم آدمیوں کا گزر ہوتا تھا اور جلدی اپنی خالہ کی عقبی باڑ تک پہنچ گیا۔ وہ اس کے اوپر سے چڑھ کر ایل نما (L) چھت پر پہنچ گیا اور اس نے نشست گاہ کی کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا کیونکہ اس کے اندر روشنی ہو رہی تھی۔ وہاں خالہ پولی۔ سِڈ۔ میری اور جو ہارپر کی ماں مل کر بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں۔ وہ پلنگ کے قریب بیٹھی تھی اور پلنگ ان کے اور دروازے کے درمیان تھا۔ ٹام دروازے تک پہنچا اور بڑی آہستگی سے کنڈی اوپر اٹھانے لگا۔ پھر اس نے دھیرے سے دباؤ ڈالا اور دروازہ تھوڑا سا کھل گیا۔ وہ بڑی احتیاط کے ساتھ دروازے کو دھکیلتا رہا اور جب دروازہ چرچراتا تو ٹھٹھر جاتا پھر اس نے اندازہ لگایا کہ وہ گھٹنوں کے بل جھک کر اور سکڑ کر کمرے میں داخل ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس نے اپنا سر دروازے میں ڈال دیا اور دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگا۔

"موم بتی اس طرح کیوں جل رہی ہے۔" خالہ پولی نے کہا۔ ٹام تیزی سے آگے کھسک آیا۔ کیوں۔ میرا خیال ہے کہ دروازہ تو کھلا ہے۔ ہاں۔ ہاں۔ واقعی کھلا ہے۔ اب تو لگاتار عجیب و غریب باتیں ہو رہی ہیں۔ سِڈ جاؤ اور دروازہ بند کر دو۔"

ٹام عین وقت پر پلنگ کے نیچے چھپ گیا۔ وہ کچھ دیر تک وہاں لیٹا رہا۔

اور سانس لیتا رہا۔ اور پھر اس جگہ تک کھسک آیا جہاں سے وہ خالہ کے پاؤں چھو سکتا تھا۔"

"ہاں۔ تو میں کہہ رہی تھی۔ خالہ پولی نے کہا۔" دیکھا جائے تو وہ بُرا نہیں تھا صرف شریر تھا۔ تم تو جانتی ہو وہ صرف متلون مزاج اور لا اُبالی تھا۔ وہ ایک بچھیرے سے زیادہ ذمہ دار نہیں تھا۔ اس کا مقصد نقصان پہنچانا نہیں ہوتا تھا۔ وہ دل کا بہت ہی اچھا لڑکا تھا۔" اور اس نے رونا شروع کر دیا۔

میرا جو بھی ایسا ہی تھا۔ ہر وقت کوئی نہ کوئی شرارت اور ہر قسم کی دھما چوکڑی مچاتا رہتا تھا۔ لیکن وہ اتنا ہی بے لوث اور مہربان تھا جتنا کوئی ہو سکتا ہے۔ اور خدا رحم کرے۔ ذرا سوچئے تو سہی کہ میں نے کریم چرانے پر اس کے کوڑے لگائے۔ اور ایک دفعہ بھی یہ نہ سوچا کہ میں نے کریم خود پھینک دی تھی۔ کیونکہ وہ کھٹی ہو گئی تھی۔ اور اب میں اس دنیا میں اس کی صورت کبھی نہیں دیکھوں گی۔ کبھی نہیں۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ بیچارا معتوب لڑکا۔" اور مسز ہارپر نے اس طرح آہ بھری جیسے اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ ٹام جہاں کہیں بھی ہے۔ مزے میں ہے۔" سیڈ بولا۔ لیکن اگر اس کے اطوار کچھ اچھے ہوتے تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

"سِڈ! ٹام نے محسوس کیا کہ بوڑھی خاتون سیڈ کو شعلہ بار نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔ اگرچہ وہ اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ سِڈ۔ اب جبکہ وہ جا چکا ہے میرے ٹام کے خلاف ایک لفظ بھی نہ کہنا۔ خدا اس کی دیکھ بھال کرے گا۔ جناب تم اپنے آپ کو کیوں تکلیف دیتے ہو۔ اُف مسز ہارپر میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں اسے کیسے بھول سکتی ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ میں اسے کیسے بھول سکتی ہوں۔ اگرچہ وہ میرے بوڑھے دل کو بہت ستایا کرتا تھا۔ لیکن میرے لئے تسکین کا باعث بھی تھا۔ خدا نے دیا تھا اور خدا ہی چھین کر لے گیا ہے۔ ساری تعریفیں خدا کو واجب ہیں۔ لیکن صدمہ بہت جانکاہ ہے۔ بہت ہی جانکاہ ہے۔ ابھی پچھلے سنیچر کی بات

سے ہے۔ میرے جو نے عین میری ناک کے نیچے پٹاخہ چلایا تھا۔ اور میں نے اس کے ایسا تھپڑ مارا تھا کہ وہ چاروں شانے چت جا گرا تھا۔ اس دفعہ مجھے یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ اس قدر جلد۔ ۔ ۔ اوہ اگر وہ آکر پھر پٹاخہ چلائے گا تو میں اسے سینے سے لگاؤں گی اور اسے دعا دوں گی۔"

"ہاں۔ ہاں۔ میں جانتی ہوں مسز ہارپر تم اپنے دل میں کیا محسوس کر رہی ہو۔ ہاں میں جانتی ہوں تم واقعی کیا محسوس کر رہی ہو۔ کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی کل دوپہر کی بات ہے کہ میرے ٹام نے درد دور کرنے والی دوا اٹھائی اور بلے کو جی بھر کر پلا دی اور اس وقت مجھے یہ خیال آیا تھا کہ بلا سارے گھر کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے گا۔ خدا مجھے معاف کر دے میں نے اپنے انگشتانے سے ٹام کی کھوپڑی توڑ دی۔ آہ۔ بیچارا غریب لڑکا۔ ۔ ۔ بیچارہ مردہ لڑکا۔ لیکن اب وہ تمام تکلیفوں سے نجات حاصل کر چکا ہے۔ ۔ اور میں نے اس کے جو آخری الفاظ سنے تھے وہ ملامت کے الفاظ تھے۔"

بوڑھی خاتون کے لئے ان الفاظ کی یاد ناقابل برداشت تھی۔ وہ زار و قطار رونے لگی۔ اب ٹام بھی سوں سوں کر رہا تھا۔ اس کو کسی دوسرے کی نسبت اپنے آپ پر زیادہ ترس آ رہا تھا وہ میری کو بھی روتا ہوا سن رہا تھا اور وہ جی ہی جی میں کبھی کبھی اسے تسلی دے رہا تھا۔ اس نے اپنے بارے میں پہلے سے زیادہ اچھی رائے رکھنی شروع کر دی۔ اس کے باوجود وہ اپنی خالہ کے غم سے بہت متاثر ہوا تھا اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ تیزی سے پلنگ کے نیچے سے نکلے اور اس کو بے پناہ مسرت سے ہمکنار کر دے۔ اور اس کی فطرت کو یہ ڈرامائی شان کی بات پسند بھی آئی۔ لیکن اس نے اپنی اس آرزو کی مزاحمت کی اور بے حس و حرکت لیٹا رہا۔

وہ باتیں سنتا رہا۔ اس نے متفرق باتوں سے یہ اندازہ لگایا کہ پہلے تو یہ خیال کیا گیا تھا کہ لڑکے تیرتے ہوئے ڈوب گئے تھے۔ اور پھر ننھے تیروں کی چھوٹی کشتی گم ہو گئی۔ اس کے بعد چند لڑکوں نے بتایا کہ گمشدہ لڑکوں نے وعدہ کیا تھا کہ گاؤں کے لوگ بہت جلد کوئی خبر سنیں گے۔ عقلمند بزرگوں نے ان سب باتوں

کو آپس میں جوڑا تھا اور یہ فیصلہ کیا تھا کہ لڑکے کشتی پر سوار ہو کر چلے گئے تھے۔
اور بہت جلد جنوبی قصبہ کی طرف مڑیں گے۔ لیکن دوپہر تک کشتی مل گئی جو گاؤں
کے جنوب میں پانچ چھ میل دور دریائے مسوری کے کنارے سے لگی ہوئی تھی۔
اس کے بعد امیدیں خاک میں مل گئیں۔ وہ ڈوب گئے ہوں گے۔ ورنہ وہ بھوک
کے ستائے ہوئے اگر پہلے نہیں تو رات ہوتے تک گھر پہنچ گئے ہوتے۔ یہ بھی خیال
کیا جا رہا تھا کہ لاشوں کی تلاش اس لئے سعی رائگاں ثابت ہوئی تھی کیونکہ وہ منجدھار
میں ڈوبے ہوں گے۔ لڑکے چونکہ اچھے تیراک تھے اس لئے اگر منجدھار میں نہ ڈوبے
ہوتے تو کنارے پر پہنچ گئے ہوتے۔ وہ بدھوار کی رات تھی۔ اگر لاشیں اتوار تک
گم رہیں تو پھر ساری امیدیں ترک کر دینی چاہئیں۔ اور اس صبح کو نماز جنازہ
پڑھی جانی چاہیئے۔ ٹام لرز اٹھا۔

مسز ہارپر نے سسکیاں بھرتے ہوئے شب بخیر کہا اور جانے کے لئے مڑی۔
پھر دونوں غم زدہ عورتوں نے باہمی جذبہ سے مجبور ہو کر اپنے آپ کو ایک دوسری کی
باہوں میں دے دیا۔ اور خوب جی بھر کر روئیں اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئیں
خالہ پولی نے سڈ اور میری سے شب بخیر کہتے ہوئے اپنی عادت سے زیادہ نرمی کا اظہار
کیا۔ سڈ نے تھوڑی سی سوں سوں کی لیکن میری رو رو کر اپنا برا حال کرتی رہی۔

خالہ پولی گھٹنوں کے بل جھک گئی۔ اور اس نے نہایت مؤثر اور ملتجیانہ انداز
سے اپنے الفاظ میں بے پناہ محبت بھر کر بوڑھی اور کپکپاتی ہوئی آواز میں ٹام کے
حق میں دعا کی کہ اس کی دعا کے ختم ہونے سے بہت پہلے ٹام زار و قطار رو رہا تھا۔

ٹام کو خالہ پولی کے بستر پر دراز ہو جانے کے بعد دیر تک بےحس و حرکت رہنا
پڑا کیونکہ وہ وقتاً فوقتاً دل شکن ہچکیاں لیتی اور کروٹیں بدلتی اور مڑتی رہی لیکن
آخر کار وہ بےحس و حرکت ہو گئی۔ صرف سوتے میں تھوڑا سا کراہتی رہی۔ اب
لڑکا چپکے سے پلنگ کے نیچے سے باہر نکلا۔ اور دھیرے دھیرے پلنگ کے ساتھ اٹھ
کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے موم بتی پر چھاؤں کر دی اور کھڑا اسے دیکھتا

رہا۔ اس کا دل اس کے لئے رحم وکرم کے جذبات سے لبریز تھا۔ اس نے اپنی انجیر کی چھال والا ٹکڑا نکالا۔ اور اسے موم بتی کے قریب رکھ دیا۔ لیکن اسے ایک خیال سوجھا۔ وہ سوچتا ہوا وہاں ٹھہرا رہا۔ اس کے ذہن کو جو مسرت آخر میں حل سوجھا تھا اس پر اس کا چہرہ چمک اٹھا۔ اس نے چھال تیزی سے جیب میں ڈال لی۔ اور فوراً جیلے سے باہر نکل گیا۔ اور اپنے پیچھے دروازے کی کنڈی چڑھا دی۔

وہ کشتی کے اترنے کی جگہ تک واپس گیا۔ اسے وہاں کوئی نہ ملا۔ وہ بڑی دلیری سے کشتی پر چڑھ گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کشتی میں صرف ایک پہریدار تھا۔ وہ آتا تھا اور قبر میں لیٹی ہوئی لاش کی طرح سوجاتا تھا۔ اس نے شہتیر دی کی کشتی کا رسہ کھولا اور اس پر جا چڑھا۔ اور دریا کے شمال میں بڑی احتیاط کے ساتھ اسے کھینے لگا۔ جب وہ گاؤں سے ایک میل دور نکل گیا تو اس نے کم گہرائی کی طرف بڑھنا شروع کر دیا اور اپنے کام میں جٹ گیا۔ اس نے کشتی کو بڑی صفائی کے ساتھ اترنے کی جگہ سے جا لگایا۔ وہ اس کام کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ کشتی کو کنارے سے باندھ دے۔ وہ یہ خیال کر رہا تھا کہ اس کشتی کو جہاز سمجھ لیا جائے گا۔ اور ایک بحری ڈاکو کے لئے جائز شکار ثابت ہوگا۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کشتی کو خوب ڈھونڈا جائے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ ان کا بھید کھل جائے۔ اس لئے اس نے کنارے پر قدم رکھا اور جنگل میں داخل ہو گیا۔

وہ بیٹھ گیا اور اس نے دیر تک آرام کیا۔ دریں اثنا وہ بیدار رہنے کے لئے اپنے آپ کو تنگ کرتا رہا۔ اور پھر بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے ٹھکانے کی طرف بڑھا۔ رات خاصی جا چکی تھی۔ وہ جزیرے کے پایاب کنارے کے سامنے پہنچا تو دن بہت چڑھ چکا تھا۔ اس نے پھر آرام کیا حتیٰ کہ سورج کافی بلند ہو گیا اور اپنے جلال سے عظیم دریا کو زرا اندود بنانے لگا۔ اس کے بعد وہ ندی میں کود گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کیمپ کی دہلیز پر جا کر رک گیا۔ اس کے

کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اس نے جو کو یہ کہتے ہوئے سنا۔۔

"نہیں۔ ہک۔ ٹام وضعدار ہے۔ وہ ضرور واپس آئے گا۔ وہ ہم سے بھاگے گا نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ ایسا کرنا ایک بحری ڈاکو کی توہین ہے۔ اور ٹام اتنا مغرور ہے کہ وہ ایسی بات نہیں کر سکتا۔ وہ ضرور کسی بات کی ٹوہ میں ہے لیکن میں سوچ نہیں سکتا کہ کس بات کی ٹوہ میں ہے۔"

"خیر۔ کچھ بھی ہو وہ چیزیں تو اب ہماری ہیں۔ کیوں کیا نہیں ہیں۔"

قریب قریب ہماری ہیں۔ لیکن ابھی صحیح معنوں میں ہماری نہیں ہیں ہک۔ اس چھال پر لکھا ہے کہ اگر وہ ناشتہ کے وقت تک واپس نہیں آئے گا تو وہ چیزیں ہماری ہوں گی۔"

"اور وہ ناشتہ کے وقت پر آگیا ہے۔" ٹام نے بڑی شان کے ساتھ ڈرامائی انداز سے کیمپ میں قدم رکھتے ہوئے کہا۔

جلد ہی بیکن اور مچھلی کا پرتکلف ناشتہ فراہم کیا گیا اور جب لڑکے ناشتہ کرنے لگے تو ٹام نے اپنی مہمات کی روداد سنائی (بڑھا چڑھا کر) جب وہ اپنا قصہ ختم کر چکا تو وہ خود ستا اور شیخی خور ہیرو بن چکے تھے اس کے بعد ٹام دوپہر تک سونے کے لئے ایک سایہ دار گوشے میں جا چھپا اور دوسرے بحری ڈاکو مچھلیاں پکڑنے اور جنگل کی چھان بین کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

سولھواں باب ــــــــ

ایک دن کی تفریحات ، شام ایک بھبکا انکشاف کرتا ہے ، بحری ڈاکو سبق حاصل کرتے ہیں ، رات کا حیرت انگیز واقعہ ، ــــــــ انڈینوں کی جنگ ــــــــ

رات کا کھانا کھا چکنے کے بعد لڑکوں کا وہ گروہ پایاب کنارے پر کچھوے کے انڈوں کا شکار کرنے کے لئے نکلا۔ وہ ریت میں چھڑیاں گھونپتے رہے۔ اور جب انھیں کوئی نرم جگہ ملتی تو وہ گھٹنوں کے بل جھک جاتے اور اسے ہاتھوں سے کھودنے لگتے۔ بعض اوقات وہ ایک سوراخ میں سے پچاس یا ساٹھ انڈے نکالتے۔ وہ انڈے مکمل طور پر گول اور سفید تھے۔ اور انگریزی اخروٹ سے تھوڑے ہی چھوٹے تھے۔ اس رات انھوں نے تلے ہوئے انڈوں کی مشہور ضیافت اڑائی اور اگلے روز صبح کو بھی۔

وہ ناشتہ کے بعد شور مچاتے اور اچھلتے ہوئے پایاب کنارے کی طرف دوڑتے ہوئے ایک دوسرے کا تعاقب کرتے۔ چکر کاٹتے۔ اپنے کپڑے اتارتے رہے۔ حتی کہ وہ ننگے ہو گئے۔ پھر انھوں نے کنارے کے پایاب پانی میں دور اپنی اچھل کود جاری رکھی۔ بہاؤ تیز تھا۔ اس لئے کبھی کبھی پانی کے نیچے ان کی ٹانگیں آگے کی طرف کھسک جاتیں۔ اور ان کی تفریح میں اضافہ ہو جاتا۔ وہ کبھی کبھی ایک گروپ بنا کر جھک جاتے اور ایک دوسرے کے منہ پر چلو بھر بھر پانی کے چھینٹے مارتے۔ منہ پھیر کر دھیرے دھیرے ایک دوسرے کی طرف بڑھتے تاکہ پانی کے چھینٹوں سے گریز کر سکیں۔ اور آخر کار ایک دوسرے کو پکڑ لیتے۔ جدوجہد کرتے اور پھر

ان میں سے طاقتور لڑکا اپنے پڑوسی کو نیچے گرا لیتا۔ اس کے بعد وہ نیچے گر پڑتے ان کی سفید ٹانگیں اور بازو ایک دوسرے کے بازوؤں اور ٹانگوں میں پھنسے ہوئے ہوتے۔ پھر وہ منہ سے پانی کی کلیاں کرتے۔ چھینٹے اڑاتے۔ ہنستے۔ اور بیک وقت سانس لینے کے لئے ہانپتے ہوئے اوپر لپکتے۔

جب وہ خوب تھک جاتے تو دوڑ کر باہر نکلتے اور خشک اور گرم ریت پر لیٹ جاتے۔ وہاں لیٹے رہتے۔ اور اپنے آپ کو ریت سے ڈھک لیتے اور رفتہ رفتہ پھر پانی کی طرف دوڑتے اور دوبارہ اپنا وہی کھیل شروع کر دیتے۔ آخر کار ان کو یہ بات سوجھی کہ ان کی برہنہ جلد گوشت کے رنگ والی برجیسوں کی نمائندگی کر رہی تھی۔ اس لئے انھوں نے ریت میں ایک دائرہ کھینچ دیا۔ اور سرکس کا کھیل شروع کر دیا۔ وہ اس دائرہ میں تین مسخرے تھے۔ ان میں سے ہر کوئی اپنی قابل فخر جگہ کو اپنے پڑوسی کے لئے چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔

اس کے بعد وہ اپنے اپنے سنگ مرمر کے ٹکڑے لائے اور کچی پارا اور انٹ پلاؤ کا کھیل اس وقت تک کھیلتے رہے کہ آخر کار وہ کھیل بھی باسی ہو گیا پھر جو اور ہک پھر ایک بار تیرنے لگے۔ لیکن ٹام نے ایسا کرنے کی جرات نہ کی کیونکہ اسے پتہ چلا کہ اس نے ٹھوکر مار کر اپنی پتلون اتارتے ہوئے ٹخنے کے ساتھ دھاگے سے بندھا ہوا تعویذ بھی توڑ دیا۔ اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس پر اسرار تعویذ کے بغیر اتنی دیر تک پاؤں میں موچ آنے کے حادثہ سے کیونکر بچا رہا۔ اس نے اس تعویذ کو ڈھونڈ نہ لیا تب تک اس نے تیرنے کی جرات نہ کی۔ اس وقت تک دوسرے لڑکے تھک گئے تھے۔ اور آرام کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ وہ رفتہ رفتہ دور چلے گئے اور ریت پر گٹھڑی کا ڈھیر بن کر گر پڑے اور بڑی حسرت سے چوڑے دریا کے پار دیکھنے لگے۔ جہاں گاؤں دھوپ میں اونگ رہا تھا۔ ٹام اپنے بہت بڑے انگوٹھے سے ریت میں 'بیکی' کا نام لکھ رہا تھا۔ اس نے یہ نام مٹا دیا اور اپنی اس کمزوری کے لئے اپنے آپ پر بہت ناراض ہوا لیکن

اس نے وہ نام پھر لکھا۔ وہ مجبور تھا اس نے ایک بار پھر وہ نام مٹا دیا اور اس نے پھر اس ترغیب سے بچنے کے لئے ان لڑکوں کو جمع کیا اور ان میں شامل ہو گیا لیکن جنگ کا جوش اس قدر غائب ہو چکا تھا کہ بحال نہیں ہو سکتا تھا۔
اسے گھر کی یاد اتنی ستا رہی تھی کہ اس اضطراب کو برداشت نہیں کر سکتا تھا آنسو اس کی پلکوں پر رکے ہوئے تھے۔ ہک بھی غم زدہ تھا۔ ٹام کا دل بھی اداس تھا لیکن وہ اپنی افسردگی کو چھپانے کی بہت کوشش کر رہا تھا۔ اس کے پاس ایک بھید تھا جسے وہ ابھی بتانا نہیں چاہتا تھا لیکن اگر اس کے دل میں بغاوت پر آمادہ بے کیفی کا تسلط نہ ٹوٹا نہ گیا تو اسے یہ بھید بتانا ہی پڑے گا۔ اس نے شگفتگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
"لڑکو۔! میں شرط لگاتا ہوں کہ اس جزیرے پر اس سے پہلے بھی کچھ بحری ڈاکو رہ چکے ہیں۔ ہم اس جزیرے کی پھر چھان بین کریں گے۔ انھوں نے یہاں کہیں خزانہ چھپا رکھا ہے۔ اگر تمھیں ایک گلا سڑا صندوق سونے اور چاندی سے بھرا ہوا مل جائے تو تم کیا محسوس کرو گے۔"
لیکن ٹام کی اس بات نے بہت کم جوش ابھارا اور کوئی جواب نہ ملنے پر وہ بھی غائب ہو گیا۔ ٹام نے دو تین اور لالچ استعمال کئے۔ لیکن وہ بھی ناکام رہے۔ یہ ایک حوصلہ فرسا کام تھا۔ جو بیٹھا ہوا ایک چھڑی ریت میں گھونپ رہا تھا۔ اور بہت ہی اداس نظر آ رہا تھا۔ آخر کار اس نے کہا۔
"اوہ! لڑکو آؤ اب یہ تماشہ ختم کریں۔ میں گھر جانا چاہتا ہوں۔ یہاں بہت تنہائی ہے۔"
"اوہ۔ نہیں جو۔ رفتہ رفتہ تمھیں یہ اچھا لگنے لگے گا۔ ذرا یہ تو سوچو کہ یہاں کتنی مچھلیاں پکڑی جا سکتی ہیں۔"
"مجھے مچھلیاں پکڑنے کی پروا نہیں۔ میں گھر جانا چاہتا ہوں۔"
"لیکن جزیرے کے لئے اس سے زیادہ اچھی جگہ کہیں نہیں ہے۔"

"تیرنا بھی کچھ نہیں۔ مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ تیرنا بھی مجھے پسند نہیں ہے۔ کیونکہ جب کوئی یہ کہنے والا نہ ہو کہ تم تیرنے کے لئے نہ جاؤ تو پھر تیرنے کا کیا مزہ۔ میرا مطلب ہے کہ میں گھر جانا چاہتا ہوں۔"

"اوہ! تم تو دودھ پیتے بچے ہو۔ میرا خیال ہے تم اپنی ماں سے ملنا چاہتے ہو"

"ہاں۔ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں اور اگر تمہاری بھی کوئی ماں ہوتی تو تم بھی اس سے ملنا چاہتے۔ اور میں تم سے زیادہ شیر خوار بچہ نہیں ہوں"

جو نے تھوڑا سوں سوں کرتے ہوئے کہا

اچھا۔ بہت اچھا" ہم رو ہانسے بچے کو اپنی ماں کے پاس گھر جانے کی اجازت دیدیں گے۔ کیوں۔ ہک ہم اجازت دیں گے نا؟ بیچارہ۔

"اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہے۔" اور وہ اپنی ماں سے مل کر رہے گا"

"ہک۔ تمھیں تو یہ جگہ پسند ہے نا۔۔ ہم یہیں رہیں گے۔ کیوں رہیں گے نا؟"

ہک نے بڑی بادلی کے ساتھ "ہاں" کہا۔

جب تک میں زندہ رہوں گا تب تک میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا" جو نے اٹھتے ہوئے کہا۔ بس اب ٹھیک ہے نا۔ وہ سوچتا ہوا وہاں سے چلا گیا اور کپڑے پہننے لگا۔

"کون یہ پرواہ کرتا ہے۔ ٹام نے کہا۔ کوئی نہیں چاہتا کہ تم اس سے بات کرو۔ جاؤ گھر جاؤ۔ اور ہنسی کا موضوع بنو۔ تم اچھے بکری کے بچے ہو۔ میں اور ہک رو پڑنے والے بچے نہیں ہیں۔ ہم یہیں رہیں گے۔ کیوں رہیں گے نا ہک؟ ہیں "وہ جانا چاہے تو اسے جانے دو۔ میرا خیال ہے ہم شاید اس کے بغیر بھی گذارا کر سکتے"

بہر کیف ٹام بھی بہت پریشان تھا اور جو کو سنجیدگی سے کپڑے پہنتے ہوا دیکھ کر گھبرا رہا تھا اور پھر اسے یہ دیکھ کر بھی تکلیف ہو رہی تھی کہ ہک جو کی تیاریوں پر بڑی حسرت سے نظر ڈال رہا تھا اور بہت ہی نحوست انگیز طور پر خاموش تھا۔ اچانک جو ایک بھی الوداعی لفظ کہے بغیر الی نائیس کے کنارے

کی طرف بڑھنے لگا۔ ٹام کا دل ڈوب گیا۔ اس نے ہک کی طرف دیکھا۔ ہک اس کی اس نگاہ کی تاب نہ لا سکا۔ اس نے اپنی آنکھیں جھکا لیں۔ پھر اس نے کہا۔

"میں بھی جانا چاہتا ہوں ٹام۔ یہاں بڑی تنہائی محسوس ہو رہی ہے۔ اور اب یہ تنہائی بدتر ہو جائے گی۔ آؤ ٹام ہم بھی چلیں۔"

"میں نہیں جاؤں گا۔ اگر تم جانا چاہتے ہو تو جا سکتے ہو۔ میں تو یہیں رہنا چاہتا ہوں"

"ٹام۔ میرا خیال ہے کہ میں بھی چلوں"

"تو جاؤ۔ تمہیں روکتا کون ہے"

ہک نے اپنے بکھرے ہوئے کپڑے اٹھانے شروع کر دیئے۔ اس نے کہا۔

ٹام۔ میں چاہتا تھا کہ تم بھی چلے چلتے۔ غور کر لو۔ ہم کنارے پر پہنچ کر تمہارا انتظار کریں گے۔

"خیر۔ میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ تمہیں بہت دیر تک انتظار کرنا ہو گا"

ہک بڑی اداسی کے ساتھ روانہ ہوا۔ ٹام وہاں کھڑا ہوا اسے دیکھتا رہا۔ اس کے دل میں یہ زبردست خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ وہ اپنا غرور ترک کر دے اور ان کے ساتھ چلا چلے۔ اسے امید تھی کہ لڑکے رک جائیں گے لیکن وہ ابھی تک دھیرے دھیرے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ دفعتہً ٹام کو خیال آیا کہ تنہائی اور خاموشی میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس نے اپنے غرور کے خلاف آخری جدوجہد کی اور پھر اپنے ساتھیوں کے پیچھے چیختا ہوا دوڑا۔

"ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ میں تمہیں ایک بات بتانا چاہتا ہوں"

جب وہ وہاں پہنچ گیا جس جگہ اس کے ساتھی تھے تو اس نے اپنا بھید کھولنا شروع کر دیا۔ وہ سوچ میں ڈوبے ہوئے اس کی بات سنتے رہے۔ اور پھر آخرکار ان کی سمجھ میں آیا کہ وہ ان کو کیا سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی بات سن چکنے کے بعد انھوں نے جنگی نعرہ لگایا اور بولے "یہ بات

واقعی شاندار ہے ،، انھوں نے کہا اگر وہ ان کو پہلے یہ بات بتا دیتا تو وہ ہرگز وہاں سے نہ چلتے ۔ اس نے ایک بہت ہی قابل یقین بہانہ بنایا ۔ لیکن وہ ڈر رہا تھا کہ یہ بھید کبھی ان کو دیر تک اس کے ساتھ نہیں رہنے دے گا۔ اس لئے اس نے اس بھید کو آخری لالچ کے طور پر اپنے پاس رکھ چھوڑا تھا۔
لڑکے خوش خوش واپس آگئے ۔ اور اپنی مرضی کے مطابق دوبارہ کھیلنے لگے ۔ وہ لگاتار ٹام کے عظیم الشان منصوبے کی باتیں کرتے اور اس کی ذہانت کی داد دیتے رہے ۔ ٹام نے انڈوں اور مچھلی کا کھانا کھانے کے بعد کہا کہ اب وہ پائپ پینا سیکھنا چاہتا ہے ۔ جو کو یہ خیال پسند آیا ۔ اس نے کہا کہ وہ بھی کوشش کرنا چاہتا ہے ۔ اس لئے ہک نے پائپ بنائے اور ان کو تمباکو سے بھر دیا ۔ ان اناڑیوں نے انگوروں کی بیل کے بنے ہوئے سگاروں کے سوا کبھی تمباکو نہیں پیا تھا ۔ انھوں نے اپنی زبان کاٹ لی تھی ۔ اور ان کو مرد نہیں سمجھا گیا تھا۔
اب وہ کہنیوں کے بل لیٹ گئے اور بودے اعتماد کے ساتھ کش لگانے لگے دھوئیں کا ذائقہ نہایت ناخوشگوار تھا ۔ ان کا تھوڑا سا دم گھٹ گیا لیکن ٹام نے کہا
"کیوں یہ تو بہت ہی آسان کام ہے اگر مجھے علم ہوتا کہ بس اتنی سی بات ہے تو میں نے کبھی کا پائپ پینا سیکھ لیا ہوتا ۔ ،،
"اور میں نے بھی سیکھ لیا ہوتا ۔ ،، جو بولا ۔ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے ،،
"کیوں ۔ میں نے کئی بار لوگوں کو تمباکو پیتے ہوئے دیکھا اور سوچا کہ کاش میں بھی تمباکو پی سکتا ۔ لیکن میں نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں واقعی تمباکو پی سکتا ہوں ،، ٹام نے کہا ۔
میرا بھی یہی حال ہے ۔ کیوں ہک کیا نہیں ہے ؟ تم مجھے یہ بات کہتے ہوئے سن چکے ہو ۔ کیوں کیا نہیں سن چکے ہو ہک ۔ میں ہک پر چھوڑتا ہوں کہ میں نے یہ بات کہی تھی یا نہیں ۔ ،،
"ہاں ۔ کئی بار کہی تھی ،، ہک نے کہا ۔
خیر ۔ میں بھی یہ بات کئی بار کہہ چکا ہوں ،، ٹام نے کہا ۔ اوہ اسینکڑوں

بار کہہ چکا ہوں ۔ ایک دفعہ تو میں نے یہ بات ننسخ کے پاس کہی تھی۔

کیا تمھیں یاد نہیں ہے یک ہا باب ٹیبز بھی وہاں موجود تھا۔ جانی ملر بھی اور جیف ٹھیچر بھی جب میں نے یہ بات کہی تھی۔ کیا تمھیں یاد نہیں ہے یک کہ میں نے یہ بات کہی تھی۔؟"

"ہاں۔ ہاں۔ کہی تھی"، یک نے کہا۔ جب میرا سیفد انٹا گم ہو گیا تھا یا اس سے ایک روز بعد کی بات ہے۔ نہیں ایک روز پہلے کی"

"ہاں۔ کیوں میں نے ٹھیک کہا ہے نا۔" ٹام نے کہا۔ یک کو یاد ہے"

"میرا خیال ہے میں یہ پائپ سارا دن پی سکتا ہوں۔" جو بولا۔ اس سے میری طبیعت خراب نہیں ہو رہی ہے۔"

"اور میری بھی نہیں" ٹام نے کہا۔ میں بھی دن بھر پائپ پی سکتا ہوں۔ لیکن میں شرط لگاتا ہوں کہ جیف ٹھیچر اب نہیں کر سکتا۔"

"جیف ٹھیچر۔ وہ تو دو کش لگا کر ہی دونا ہو جائے گا۔ وہ ذرا کوشش کر کے دیکھے تو سہی۔"

"میں شرط لگاتا ہوں کہ وہ اوندھا ہو جائے گا۔ اور جانی ملر بھی۔ کاش میں جانی ملر کو ایک کش لگاتا ہوا دیکھ سکتا"

"او وہ کیا میرا جی نہیں چاہتا ہے کہ میں اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھوں؟" جو بولا۔ میں شرط لگاتا ہوں کہ جانی ملر ایسا کر ہی نہیں سکتا۔ وہ ذرا سا کش لگائے گا اور دم توڑ دے گا۔"

"واقعی دم توڑ دے گا جو۔ سنو۔ میرا جی چاہتا ہے کہ کاش لڑکے ہمیں اس وقت دیکھ سکتے۔"

"میرا بھی یہی جی چاہتا ہے"

سنو۔ لڑکو۔ تم اس بارے میں کوئی ذکر نہ کرنا۔ جب کبھی اُن کے پاس موجود ہوں گے تو میں تمھارے پاس آؤں گا اور کہوں گا۔ جو۔ کیا تمھارے پاس پائپ

ہے۔ میں پینا چاہتا ہوں۔ اور تم بڑی بے پروائی کے ساتھ جواب دو گے جیسے کوئی بات ہی نہ ہوا در کہو گے ہاں میرے پاس میرا پرانا پائپ ہے۔ اور دوسرا پائپ بھی ہے۔ لیکن میرا تمباکو اچھا نہیں ہے۔ اور میں کہوں گا۔ اوہ۔ وہی تمباکو ٹھیک ہے۔ اگر ذرا زیادہ سخت ہے تو کیا ہوا اور اس کے بعد تم پائپ نکالنا۔ اور ہم بڑے سکون کے ساتھ پائپ سلگائیں گے۔ اور ان کو اپنی طرف گھورتا ہوا دیکھیں گے،،

"قسم سولہ آنے کی۔ مزہ آجائے گا۔ ٹام۔ میرا جی چاہتا ہے کہ کاش یہ واقعہ ابھی ظہور میں آسکتا،،

"میرا بھی یہی جی چاہتا ہے۔ اور جب ہم ان کو یہ بتادیں گے کہ ہم نے پائپ پینا بحری ڈاکہ زنی کے دوران میں سیکھا تھا تو کیا ان کو یہ حسرت نہ ہوگی کہ کاش وہ بھی ہمارے ساتھ ہوتے۔،،

"اوہ۔ میرا خیال ہے کہ وہ ضرور یہ خواہش کریں گے،،

ان کی باتیں اس طرح جاری رہیں۔ دفعتہً ان کی باتیں کچھ تھوڑی سی بے کیف ہو کر ان مل بے جوڑ ہو گئیں۔ خاموشی کے وقفے طویل ہونے لگے۔ اور تھوکنے کے عمل میں حیرت انگیز حد تک اضافہ ہو گیا۔ لڑکوں کے رخساروں کا ہر مسام پانی کا فوارہ بن گیا۔ وہ تھوک کو چھلکنے سے روکنے کے لیے اپنی زبان کے نچلے حصہ کو بمشکل بند کر پاتے اور ان کی ساری کوششوں کے باوجود تھوڑا سا تھوک ان کے حلق تک چھلک پڑتا۔ اور یکایک اس کے بعد ابکائیاں آنی شروع ہو جاتیں۔ دونوں لڑکے بہت زرد اور تکلیف میں مبتلا نظر آرہے تھے۔ جو کا پائپ اس کی مفلوج انگلیوں میں سے گر پڑا۔ اس کے بعد ٹام کا پائپ گرا۔ دونوں تھوک کے فوارے چھوڑ رہے تھے۔ اور دونوں کے سینے دھونکنی کی طرح چل رہے تھے۔ جو نے نحیف آواز میں کہا۔

میرا چاقو گم ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے مجھے اس کو ڈھونڈھنے کے لیے

جانا چاہیئے۔ طام نے کہا۔ اس کے ہونٹ کانپ رہے تھے اور ہکلا رہا تھا
"میں تمھاری یاد کروں گا۔ تم اس طرف جاؤ اور میں جا کر اسے چشمہ کے ارد گرد
ڈھونڈ رہا ہوں۔ بک تمھیں ہمارے ساتھ آنے کی ضرورت نہیں۔ ہم اسے۔۔۔
ڈھونڈ نکالیں گے۔"

بک دوبارہ بیٹھ گیا اور ایک گھنٹہ تک انتظار کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ
تنہائی محسوس کرنے لگا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ وہ جنگل
میں ایک دوسرے سے بہت دور رہے تھے۔ دونوں کا رنگ بہت زرد پڑ گیا تھا اور دونوں
ہی گہری نیند سوئے پڑے تھے۔ لیکن بک کو اس بات کا ضرور پتہ چل گیا کہ اگر ان
کو کوئی تکلیف ہوئی تو وہ دور ہو چکی تھی۔

اس رات کو کھانے پر لڑکوں نے زیادہ باتیں نہیں کیں۔ وہ بہت کمزور
نظر آ رہے تھے۔ جب بک نے کھانا کھا چکنے کے بعد اپنا پائپ تیار کیا اور ان کے لئے
پائپ تیار کر رہا تھا تو انھوں نے انکار کر دیا۔ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی انھوں
نے رات کے کھانے کے وقت جو کچھ کھایا تھا وہ ان کو راس نہیں آیا تھا۔ آدھی رات
کے قریب جو جاگ پڑا اور اس نے لڑکوں کو آواز دی۔ فضا میں ایک مخصوص قسم کا تناؤ
تھا جو کسی چیز کی پیشگوئی کر رہا تھا۔ لڑکے ایک دوسرے کے ساتھ سٹ گئے۔ اور
انھوں نے آگ کی دوستانہ ہمدردی حاصل کی۔ اگرچہ ساکن فضا کی بے کیف حرارت
دم گھونٹ رہی تھی۔ وہ ہمہ تن گوش ہو کر بے حس و حرکت بیٹھے رہے۔ اور منتظر رہے
گمبھیر سکوت جاری رہا۔ آگ کی روشنی سے دور اندھیرے کی سیاہی نے ہر چیز کو نگل
لیا تھا۔ دفعتہً ایک کپکپاتی ہوئی چمک پیدا ہوئی جس نے دھندلے پن کے ساتھ
نباتات کو ایک لمحہ کے لئے نمایاں کیا اور پھر وہ چمک غائب ہو گئی۔ دھیرے دھیرے
ایک زیادہ زوردار چمک پیدا ہوئی۔ اس کے بعد ایک اور۔ پھر جنگل کے درختوں
کی شاخوں میں سے آتی ہوئی ایک دھیمی کراہ سنائی دی اور لڑکوں نے اپنے رخساروں
پر ہوا کا گزرتا ہوا جھونکا محسوس کیا اور وہ اس تصور سے کانپ اٹھے کہ رات

کا جھونکا ان کے قریب سے گزر گیا تھا۔ ایک وقفہ۔ اب بجلی کے پر فن کوندے نے رات کو دن میں تبدیل کر دیا۔ اور گھاس کی چھوٹی سی پتی تک دکھائی دینے لگی الگ اور واضح۔ یہ گھاس ان کے پیروں کے قریب اگی ہوئی تھی۔ بجلی کے کوندے میں تین حیرت زدہ چہرے بھی نظر آئے۔ آسمان پر ایک گہری گرج دوڑتی اور لڑکھڑاتی ہوئی گزر گئی۔ اور دور پیدا ہونے والی گونج میں گم ہو گئی۔ خنک ہوا کا جھونکا ان کے قریب سے گذر گیا۔ پتے سرسرانے لگے اور آگ کے پاس راکھ اڑنے لگی۔ بجلی کے ایک اور تند و تیز کوندے نے جنگل کو روشن کر دیا اور پھر فوراً ہی ایک کڑک سنائی دی۔ ایسا دکھائی دیتا تھا کہ لڑکوں کے سروں کے اوپر درختوں کے جھنڈ پھٹ گئے تھے۔ اس کڑاکے کے بعد پیدا ہونے والے اندھیرے میں وہ خوفزدہ ہو کر ایک دوسرے سے چمٹ گئے۔ پتوں پر مینہ کی بڑی بڑی بوندیں ٹپکنے لگیں۔

"لڑکو۔ دوڑو۔ خیمے کی طرف بھاگو۔" ٹام کے منہ سے نکلا۔ وہ اچھل کر دوڑنے لگے اور اندھیرے میں جڑوں کے اوپر سے اور بیلوں کے درمیان لڑکھڑاتے رہے۔ ان میں سے کوئی دو لڑکے ایک سمت میں نہیں جا رہے تھے۔ درختوں میں تند و تیز جھکڑ چل رہا تھا اور جب وہ گزرتا تھا ہر چیز گانے لگتی تھی۔ بجلی کا آنکھوں کو چندھیا دینے والا ایک کے بعد دوسرا کوندا آ رہا تھا یکے بعد دیگرے بادل کی گرج پیدا ہوتی۔ اور اب موسلادھار مینہ پڑنے لگا۔ اور بڑھتا ہوا طوفان مینہ کو چادر کی طرح زمین پر برساتا رہا۔ لڑکوں نے چیخ کر ایک دوسرے کو آواز دی لیکن ان کی آوازیں سرسراتی ہوئی ہوا اور تیز گولوں کی طرح دھمکتی ہوئی بجلی کی کڑک میں قطعی طور پر ڈوب کر رہ جاتی تھیں۔ لیکن انہوں نے آخرکار ایک دوسرے کے پیچھے آ کر خیمے میں پناہ لی۔ وہ سردی سے ٹھٹھر رہے تھے۔ خوفزدہ تھے۔ اور پانی میں تر بتر تھے۔ لیکن مصیبت کے وقت ہمدردی ایک ایسی چیز تھی جس کے لئے ممنون ہونا پڑتا تھا۔ اگر کوئی دوسرا شور و غل ان کو باتیں کرنے کی اجازت بھی دے دیتا تو جھکڑ اتنی تندی سے چل رہا تھا کہ وہ باتیں نہیں کر سکتے تھے۔ طوفان لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتا جا

رہا تھا۔ دفعتہً جھکڑ بے حد زور سے چلنے لگا۔ لڑکوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ کئی بار لڑکھڑائے جس سے ان کے بدن پر خراشیں پڑ گئیں انھوں نے دریا کے کنارے پر استادہ عظیم شاہ بلوط کے نیچے جاکر پناہ لی۔ اب طوفان کی شدت اپنے عروج پر تھی۔ آسمان پر شعلہ زن ہو جانے والی بجلی کے پیہم کوندوں کے نیچے ہر چیز صاف اور واضح تھی اور اس کی پرچھائیاں غائب ہو گئی تھیں۔ کیا خمیدہ درخت، کیا امواج دریا جو جھاگ کے باعث سفید پڑ گیا ہوا تھا۔ کیا کف آلود تھپیڑوں کا چھڑکاؤ اور کیا دوسری طرف واقع ٹیلوں کے ہیولے سب کے سب بادلوں کے گزرتے ہوئے سایوں اور بارش کے ترچھے گھونگھٹوں میں سے دکھائی دے رہے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کوئی دیوقد درخت جلد جلد تڑک کر دیتا تھا۔ اور پھر چیخ کر نیچے اگی ہوئی گھاس میں سے ہوتا ہوا زمین پر گر پڑتا تھا۔ اب بجلی کی کڑک کانوں کے پردے پھاڑ دینے والے دھماکوں کی طرح سنائی دے رہی تھی۔ تیکھی اور تیز اور ناقابل بیان حد تک ڈراؤنی۔ طوفان ایک بے نظیر کوشش بن گیا تھا جیسے وہ بیک وقت جزیرے کی دھجیاں اڑا دینا چاہتا ہو۔ یا اسے جلا دینا یا اسے پیڑ کی چھتنار دن تک غرق کر دینا چاہتا ہو یا اسے بھک سے اڑا دینا اور اس جزیرے پر رہنے والے ہر شخص کو بہرہ بنا دینا چاہتا ہو۔

آخرکار طوفان کی شدت ختم ہو گئی۔ اور اس کی طاقتیں کمزور سے کمزور تر ہو جانے والی دھمکیوں اور دھماکوں کے ساتھ پیچھے ہٹ گئیں۔ اور امن بحال ہو گیا۔ لڑکے واپس اپنے خیمے میں چلے گئے۔ وہ بہت حیرت زدہ تھے لیکن انھوں نے وہاں جاکر دیکھا کہ انھیں خدا کا شکر بجا لانا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اب انجیر کا بہت بڑا درخت ان کے بستروں کو پناہ دینے والا تباہ ہو چکا تھا۔ بجلی نے اس کے پرخچے اڑا دیئے تھے اور شکر ہے کہ وہ اس کے نیچے نہیں تھے جب یہ تباہی ہوئی۔ خیمے میں ہر چیز بھیگ چکی تھی۔ خیمے میں جلتی ہوئی آگ بھی بجھ چکی تھی لیکن وہ اپنی پود کی طرح بے پروا لڑکے تھے اور انھوں نے بارش کا کوئی انتظام نہیں کیا تھا۔ یہ معاملہ

بہت ہی افسردہ کر دینے والا تھا۔ وہ پانی میں شرابور تھے اور ٹھٹھر رہے تھے۔ ان کی شکل وصورت سے ان کا دکھ نمایاں ہو رہا تھا لیکن دفعتہً انھیں پتہ چلا کہ آگ نے اس شہتیر کو اس حد تک کھا لیا تھا جس حد تک وہ اس کے نیچے جلائی گئی تھی۔ (وہاں وہ شہتیر اوپر کی طرف مڑا ہوا تھا اور زمین سے الگ ہو گیا تھا) اور ایک ہاتھ بھر کی چوڑائی تک پانی میں بھیگنے سے بچ گیا تھا۔ انھوں نے بڑے صبر کے ساتھ آگ کی باری اور پھر پناہ دینے والے شہتیروں کے پہلوؤں کے نیچے سے شاخیں اور چھال جمع کی اور پھونک مار کر آگ دوبارہ روشن کر دی۔ اس کے بعد انھوں نے اس کے اوپر ٹوٹی ہوئی شاخوں کا ڈھیر لگا دیا۔ جس سے الاؤ خوب جلنے لگا اور وہ ایک دفعہ پھر بہت خوش ہو گئے۔ انھوں نے اپنے ابلے ہوئے ہیم کو خشک کیا اور ضیافت اڑائی۔ اس کے بعد وہ آگ کے قریب بیٹھ گئے اور پھیل کر لیٹ گئے اور صبح تک اپنے آدھی رات کے کارنامہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے رہے کیونکہ آس پاس کوئی خشک جگہ نہیں تھی جہاں وہ سو سکتے۔

اور جب سورج کی کرنیں ان لڑکوں پر پڑنے لگیں تو لڑکوں پر غنودگی طاری ہونے لگی۔ وہ ریتلے کنارے پر گئے اور سونے کے لئے لیٹ گئے۔ دھیرے دھیرے دھوپ نے ان کو جلا کر رکھ دیا۔ وہ بڑی بے کیفی کے ساتھ ناشتہ تیار کرنے لگے۔ کھانا کھا چکنے کے بعد وہ تھکان محسوس کرنے لگے۔ ان کا جوڑ جوڑ اکڑ گیا تھا۔ ایک بار پھر انھیں گھر کی یاد ستانے لگی تھی۔ جب ٹام نے گھر کی یاد کے آثار نمودار ہوتے ہوئے دیکھے تو اس نے بحری ڈاکوؤں کو حتی الامکان خوش کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن وہ سنگ مرمر کے ٹکڑوں یا سرکس یا تیراکی یا کسی اور چیز کی پرواہ نہیں کر رہے تھے ٹام نے ان کو اپنا دلکش بھید یاد دلایا اور ان کے دل میں مسرت کی امید پیدا کر دی۔ اس بات کا اثر ختم ہونے تک اس نے ان کو ایک نئے شغل میں دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا۔ وہ شغل یہ تھا کہ تھوڑی دیر کے لئے بحری ڈاکو بننا چھوڑ دیا جائے اور تبدیلی کی غرض سے انڈین بنا جائے۔ اس تجویز نے ان کا دل موہ لیا۔

اور بہت جلد انھوں نے کپڑے اتار دیئے اور اپنے بدن پر سر سے پاؤں تک کیچڑ کی دھاریاں بنا دیں جیسی دریائی گھوڑوں کے بدن پر ہوتی ہیں۔ وہ سب قبیلہ کے سردار تھے اور پھر جنگل میں انگریزوں کی کسی بستی پر حملہ کرنے کے لئے تیزی سے دوڑتے ہوئے چلے گئے۔

رفتہ رفتہ وہ تین دشمن قبیلوں میں منقسم ہو گئے۔ اور ڈراؤنے جنگی نعرے کے ساتھ اپنی کمین گاہ سے نکل کر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ انھوں نے ایک دوسرے کو ہزاروں کی تعداد میں ہلاک اور گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ یہ ایک خونریز دن تھا اور اس لئے انتہائی اطمینان بخش تھا۔

وہ رات کے کھانے کے وقت خیمے میں جمع ہوئے۔ وہ بھوکے مگر خوش تھے۔ لیکن اب ایک دشواری پیدا ہو گئی۔ دشمن انڈین پہلے صلح کئے بغیر مل کر مہمان نوازی کی روٹی کا نوالہ نہیں توڑ سکتے تھے اور صلح کا پائپ پیئے بغیر ایسا کرنا ناممکن تھا انھوں نے اس کے سوا صلح کے کسی دوسرے طریقہ کے بارے میں کچھ سن ہی نہیں رکھا تھا۔ ان میں سے دو بحری ڈاکوؤں نے تو اس خواہش کا اظہار کیا کہ کاش وہ بحری ڈاکو ہی رہتے۔ بہر کیف اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اس لئے انھوں نے جہاں تک ہو سکا خوش مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پائپ طلب کیا اور مطلوبہ انداز میں کش لگایا۔

اور ذرا دیکھئے تو سہی۔ وہ خوش تھے کہ انھوں نے وحشیوں کی زندگی اختیار کی تھی۔ جس سے انھیں کچھ فائدہ ہوا تھا۔ انھیں پتہ چلا تھا کہ اب وہ گمشدہ چاقو کی تلاش میں نکلے بغیر پائپ پی سکتے تھے۔ اور ان کی طبیعت اتنی خراب نہیں ہوئی تھی کہ وہ بہت بے چینی محسوس کرتے۔ وہ کم کوشش کر کے اس اچھی چیز کو ہاتھ سے گنوانا نہیں چاہتے تھے۔ نہیں انھوں نے بڑی احتیاط کے ساتھ پائپ پینے کی مشق کی . . . . رات کے کھانے کے بعد ان کو کافی کامیابی نصیب ہوئی۔ اس لئے انھوں نے رات خوش خوش بسر کی۔ وہ

اپنی اس نئی عادت پر جیسے اقوام کی چیر پھاڑ اور کھال اتارنے کی
نسبت زیادہ نازاں اور مسرور رہتے۔۔ ہم ان کو یا ٹپ دیتا۔ یا نہیں
کرتا۔ اور شیخی بگھارتا ہوا۔ ہمیں چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ فی الحال ہم انھیں
مزید استعمال نہیں کر سکتے۔

سترہواں باب
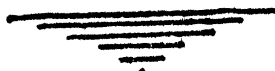
گمشدہ بہادروں کی یادیں

ٹام کے بھید والی بات

اس روز سنیچر کی پرسکون سہ پہر کو چھوٹے سے قصبہ میں کوئی ترنگ اور خوشی نہیں تھی۔ خالہ پولی اور ہارپر کے خاندان ان گنت آنسوؤں اور بھاری دکھ کے ساتھ ماتم کی تیاریاں کر رہے تھے۔ گاؤں پر ایک خلاف معمول سکوت طاری تھا اگرچہ وہ عام طور سے پہلے بھی ہر اعتبار سے کافی پرسکون ہوا کرتا تھا۔ گاؤں کے لوگ بے خیالی کے عالم میں کام کرنے میں لگے ہوئے بہت کم باتیں کر رہے تھے لیکن وہ اکثر سرد آہیں بھرتے تھے۔ بچوں کے لئے سنیچر کی چھٹی ایک بوجھ ثابت ہو رہی تھی ان کا کھیل میں جی نہیں لگ رہا تھا۔ رفتہ رفتہ انھوں نے اپنا کھیل ترک کر دیا۔

سہ پہر کو بیکی تھیچر نے دیکھا کہ وہ اسکول کے ویران احاطہ میں گھوم رہی تھی اور بہت اداس تھی۔ وہاں بھی اسے ایسی کوئی چیز نہ مل سکی جو اس کی تسکین کا باعث ہوتی۔ اس نے اپنے آپ سے کہا۔

اوہ۔ کاش میرے پاس لوہے کی سلاخ کی پیتل والی موٹھ ہی ہوتی۔ میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس سے میں اسے یاد کر سکتی۔ اور اس نے ایک سسکی اپنے حلق میں دبالی۔

دفعتہً وہ رک گئی۔ اس نے اپنے آپ سے کہا۔

"یہاں۔ ہاں یہاں۔ اگر ایک بار پھر وہی عمل دوہرایا جاتا تو میں ہرگز ہرگز وہ بات نہ کہتی۔ کبھی نہ کہتی۔ لیکن اب تو وہ جا چکا ہے۔ اب میں اسے کبھی نہیں دیکھ سکوں گی"

وہ اس خیال کے آتے ہی اشکبار ہو گئی اور وہاں سے چل پڑی۔ اس کے رخساروں پر آنسو بہہ رہے تھے۔ اس کے بعد لڑکوں اور لڑکیوں کا گروہ جو ٹام اور

جو کے کھیلنے والے ساتھی تھے وہاں چپکے سے ہو گئے۔ اور زرد باڑھ کے اوپر سے دیکھتے رہے اور قابل احترام لہجے میں باتیں کرتے رہے کہ کس طرح ٹام نے جب وہ آخری بار اس سے ملے تھے یہ کیا تھا۔ وہ کیا تھا۔ اور کس طرح جو نے یہ بات کہی تھی اور وہ بات کہی تھی۔ (جس میں ڈراؤنی پیشگوئی چھپی ہوئی تھی جیسا کہ وہ اب دیکھ سکتے تھے) اور ہر بولنے والے لڑکے نے ٹھیک اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں گمشدہ لڑکے اس وقت کھڑے ہوئے تھے اور پھر کچھ ایسی بات کہی "اور میں یہاں کھڑا تھا جس طرح اب کھڑا ہوں۔ اور فرض کرلو تم یہاں تھے۔ میں اتنا ہی نزدیک کھڑا تھا۔ وہ مسکرایا۔ اس طرح۔ اس کے بعد نہ جانے مجھے کیا ہوگیا۔ بہت ہی خوف انگیز۔ تم تو جانتے ہو۔ مجھے یہ خیال ہی نہیں آیا تھا کہ اس کا مطلب کیا تھا۔ لیکن اب میں دیکھ سکتا ہوں۔

اس کے بعد یہ جھگڑا پیدا ہوا کہ کس نے اپنی زندگی میں مردہ لڑکوں کو آخری بار دیکھا تھا۔ بہت سے لڑکوں نے اس غم انگیز امتیازی حیثیت کا دعویٰ کیا اور انھوں نے شہادتیں پیش کیں لیکن گواہوں نے ان کی بات میں اپنی باتیں بھی ملا دیں اور آخر کار جب یہ فیصلہ ہو گیا کہ کس نے جدا ہو جانے والے لڑکوں کو آخری بار دیکھا تھا۔ اور آخری بار ان سے بات کی تھی تو خوش قسمت لڑکوں نے مقدس اہمیت اختیار کرلی۔ دوسرے لڑکے ان کی طرف حیران ہو کر دیکھتے رہے اور ان پر رشک کرتے رہے ایک بیچارے لڑکے نے جو کوئی شاندار کارنامہ نہیں پیش کر سکتا تھا اپنے یادداشت نامہ میں قابل برداشت حد تک افتخار پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"ٹام نے ایک دفعہ مجھے پیٹا تھا"

اس کی شان دکھانے کی یہ کوشش ناکام رہی۔ بیشتر لڑکے یہی بات کہہ سکتے تھے۔ اس لئے انھوں نے اس امتیازی شان کی قدر و قیمت گھٹا دی۔ لڑکوں کا گروہ وہاں سے ٹہلتا ہوا چلا گیا۔ وہ ابھی تعجب انگیز لہجہ میں گمشدہ بہادر لڑکوں

گویا ذکر رہے تھے۔

اگلے روز صبح کو جب سنڈے اسکول کا وقت ختم ہو گیا تو گھنٹی اپنے عام انداز کی بجائے دھیمی آواز سے بجنے لگی۔ یہ خاموش عبادت کا دن تھا اور گھنٹی کی غم انگیز آواز قدرت پر مسلط افسردہ سکوت کے عین مطابق تھی۔ گاؤں کے لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور کلیسا کی ڈیوڑھی میں گھومتے ہوئے اس المناک واقعہ کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ کلیسا کے اندر سرگوشیاں نہیں کی جا رہی تھیں۔ عورتیں اپنی نشستوں پر بیٹھی تھیں تو ان کے جنازہ کے موقع پر پہننے جانے والے لباسوں کی صرف سرسراہٹ پیدا ہو رہی تھی۔ اور اس طرح وہاں کے سکوت میں خلل پیدا ہو رہا تھا۔ کسی کو یاد نہیں تھا کہ اس نے پہلے بھی کلیسا میں کبھی اتنی بھیڑ دیکھی تھی۔ آخر کار انتظار کا وقفہ آیا۔ متوقع خاموشی کی گھڑی آئی اور پھر خالہ پولی کلیسا میں داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے سیڈ اور میری تھے ان کے بعد ہار پر خاندان آیا انھوں نے گہرے رنگ کا سیاہ لباس پہن رکھا تھا اور اس مذہبی جلسہ میں شامل سارے لوگ اور پادری بھی احترام کے ساتھ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور اس وقت تک کھڑے رہے جب تک کہ ماتم کرنے والے اپنی نشستوں پر نہ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد پھر خاموشی طاری ہو گئی جو تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد دبی دبی سسکیوں سے ٹوٹتی رہی۔ اس کے بعد پادری نے اپنے ہاتھ آگے کی طرف پھیلا دیئے اور دعا پڑھنے لگے۔ دل پر گہرا اثر کرنے والا نعتیہ حمد پڑھا گیا اور پھر نماز کا متن شروع ہوا۔ میں ہی رستخیز ہوں اور میں ہی زندگی ہوں۔"

نماز شروع ہوئی تو پادری نے گمشدہ لڑکوں کی شرافت۔ پیارے اطوار اور ان کی مفید المثال ذہانت کی کچھ ایسی تصاویر کھینچیں کہ ہر شخص سوچ رہا تھا کہ اس نے یہ تصاویر دیکھی تھیں اور اس یاد سے اپنے دل میں ٹیس محسوس کر رہا تھا کہ وہ پہلے ان تصویروں کی طرف سے مسلسل اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے تھا اور بیچارے لڑکوں میں اس نے لگاتار صرف نقائص اور عیوب ہی دیکھے تھے۔ پادری نے ان جدا

ہو جانے والے لڑکوں کی زندگی کے تاثیرانگیز واقعات بھی بیان کئے۔ جوان لڑکوں کی بیاری اور فیاضانہ فطرت کی عکاسی کرتے تھے اور اب لوگ آسانی سے دیکھ سکتے تھے کہ وہ واقعات کس قدر دلکش اور عظیم الشان تھے اور یہ بات بڑے دکھ سے یاد کر رہے تھے کہ جب وہ واقعات ظہور میں آئے تھے تو ان کے کارنامے سراسر بیہودہ سمجھے گئے اور وہ لڑکے کوڑوں کے مستحق ٹھہرائے گئے۔ مذہبی جلسے میں مجتمع لوگ یہ کہانی سن کر بہت زیادہ متاثر ہوتے جا رہے تھے آخر کار سب لوگ رونے لگے اور ماتم کرنے والوں کے ساتھ مل کر دردناک سسکیاں بھرنے لگے۔ پادری خود بھی اپنے احساسات کی رَو میں بہہ گیا تھا اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

گیلری میں سرسراہٹ پیدا ہوئی جس کی طرف کسی کا دھیان نہیں گیا۔ ایک لمحے کے بعد کلیسا کا دروازہ چرچرایا۔ پادری نے اپنے رومال کے اوپر سے اشک بار آنکھیں اٹھائیں تو وہ دم بخود رہ گیا۔ پہلے ایک پھر دوسرے شخص کی آنکھوں نے پادری کی آنکھوں کا تعاقب کیا اور پھر ایک ہی جذبہ کے ساتھ سارے لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور گھورنے لگے۔ تینوں مردہ لڑکے کلیسا کے اندر روش راستہ پر چلتے ہوئے آ رہے تھے۔ ٹام سب سے آگے تھا اس کے پیچھے جو تھا اور ہک لٹکتے ہوئے چیتھڑوں میں ملبوس سب سے پیچھے ڈرتا ہوا دبے پاؤں آ رہا تھا۔ وہ اس گیلری میں چھپے رہے تھے جس کو بہت کم استعمال کیا جاتا تھا وہ اپنے جنازے کا وعظ سن رہے تھے۔

خالہ پولی، میری اور ہارپر خاندان کے لوگوں نے اپنے آپ کو پھر سے زندہ ہو جانے والے بچوں پر گرا دیا ان پر بوسوں کی بوچھاڑ شروع کر دی اور خدا کا شکر بجا لائے۔ بیچارا ہک نادم اور بے چین کھڑا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اور کہاں جا کر چھپ جائے کیونکہ بہت سی ایسی نگاہیں تھیں جو اس کا خیر مقدم نہیں کر رہی تھیں۔ وہ شش و پنج میں مبتلا ہو گیا اور پھر اس نے وہاں سے کھسکنا شروع کر دیا لیکن ٹام نے اس کا بازو پکڑ لیا اور بولا۔

خالہ پولی ۔ یہ سراسر ناانصافی ہے کسی کو تو چاہیئے کہ وہ بک کو دیکھ کر خوش ہو۔ ہاں ان کو خوش ہونا پڑے گا۔ میں اسے دیکھ کر خوش ہوں۔

"بیچارا بے ماں کا یتیم!" اور خالہ پولی نے اس پر پیار بھری توجہ کی جس سے وہ پہلے سے بھی زیادہ بےچین ہو گیا۔

"دفعتہً پادری نے بلند آواز میں کہا۔ ہماری ستائش خدا کو زیب دیتی ہے جس سے نعمتوں کا چشمہ پھوٹتا ہے۔ آؤ ۔ گاؤ ۔ اور خوب دل لگا کر گاؤ۔" لوگ خوب جی لگا کر گانے لگے ۔ اور "بوڑھے سو لوگ" ٹام کا گیت بلند آواز میں گایا جانے لگا جس وقت چھت کی کڑیاں لرز رہی تھیں۔ ٹام سائر بحری ڈاکو نے اپنے اردگرد رشک کے مارے جلتے ہوئے لڑکوں اور لڑکیوں پر نظر دوڑائی اس نے دل ہی دل میں اعتراف کیا کہ وہ اس کی زندگی کا سب سے قابل فخر لمحہ ہے۔

اور مذہبی جلسہ کے لوگ جن سے دھوکا ہوا تھا باہر آئے تو انھوں نے کہا کہ وہ "سو بوڑھے لوگ" ٹام کا گیت اس طرح ایک بار پھر گایا جاتا ہوا سننے کے لیے دوبارہ احمق بننے کو تیار ہیں۔

اس روز خالہ پولی کی بدلتی ہوئی دلی کیفیات کے باعث ٹام کو مزید ہم آغوشیاں اور بوسے میسر آئے ۔ اتنے بوسے تو اسے پہلے کبھی سال بھر میں بھی نہیں ملے تھے ۔ ٹام کی سمجھ میں نہیں آیا کہ خالہ پولی کی کون سی دلی کیفیت خدا کے تشکر کا اور کون سی اس سے محبت کا اظہار کرتی تھی۔

اٹھارواں باب

ٹام کے احسانات کی تحقیقات، دلکش خواب، بیکی تھیچر کا تعاقب، ٹام حسد کرتا ہے، سیاہ انتقام۔

ٹام کا یہی عظیم بھید تھا کہ وہ اپنے بھائی بحری ڈاکوؤں کے ساتھ گھر آئے اور اپنی نماز جنازہ میں شرکت کرے۔ وہ سنیچر کو منہ اندھیرے ایک شہتیر پر سوار ہوکر مسوری دریا کے کنارے پر پہنچے تھے اور گاؤں کے جنوب میں پانچ یا چھ میل دور اتر گئے تھے وہ قصبے کے نکڑ پر واقع جنگل میں دن نکلنے تک سوئے رہے تھے اور پھر عقبی گلیوں اور کوچوں سے ہوتے ہوئے چرچ کی گیلری میں آکر شکستہ بنچوں کے انبار میں انھوں نے اپنی نیند پوری کی تھی۔

سوموار کو ناشتہ پر خالہ پولی اور میری ٹام سے بہت پیار کر رہی تھیں اور اس کی ضرورت بات پر بڑی توجہ دے رہی تھیں۔ معمول سے زیادہ باتیں کی جارہی تھیں۔ اس گفتگو کے دوران میں خالہ پولی نے کہا۔

ٹام میں یہ تو نہیں کہتی کہ یہ کوئی اچھا مذاق نہیں تھا کہ تم لڑکوں نے حظ اٹھانے کے لئے ہفتہ بھر ہر شخص کو مصیبت میں مبتلا رکھا لیکن اتنا افسوس ضرور ہے کہ تم مجھے آنا دکھ پہنچانے کے لئے اتنے سنگدل کیوں رہے۔ اگر تم شہتیر پر سوار ہوکر اپنی نماز جنازہ میں شریک ہونے کے لئے آسکتے تھے۔ تو تم کس طرح میرے پاس آکر بھی یہ بات کہہ سکتے تھے کہ تم مرے نہیں ہو۔ لیکن تم تو کھا گئے گئے؟،،

”ہاں تم ایسا کر سکتے تھے ٹام،، میری نے کہا۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر تم نے سوچا ہوتا تو ایسا ضرور کیا ہوتا۔،،

”کیا تم نے ایسا کیا ہوتا ٹام؟،، خالہ پولی نے کہا اور اس کا چہرہ امید

سے روشن ہو گیا۔ ہاں تو کہو کہ اگر تمھیں خیال آ گیا ہوتا تو تم نے ضرور ایسا کیا ہوتا۔ ،،
ہیں۔ خیر مجھے معلوم نہیں۔ اس سے سارا معاملہ چوپٹ ہو گیا ہوتا ،،
"ٹام مجھے امید تھی کہ تم مجھ سے اتنی محبت تو کرتے ہو۔ خالہ پولی نے مغموم لہجہ میں کہا۔ جس سے لڑکا بھی مضطرب ہو گیا۔ اگر تم نے سوچا ہی ہوتا اور کیا نہ ہوتا تب بھی کوئی بات تھی۔ ،،

خالہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ میری نے التجا کی ،، یہ ٹام کا لاابالی پن ہے جسے ہر وقت اتنی جلدی رہتی ہے کہ اسے کسی اور بات کا خیال ہی نہیں رہتا کہ یہ بات اور بھی زیادہ افسوسناک ہے۔ سِڈ نے ایسا ضرور سوچا ہوتا۔ سِڈ آتا اور ایسا ضرور کرتا۔ ٹام کسی روز جب وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوگا تم پیچھے مڑ کر دیکھو گے تو تمھیں خیال آئے گا کہ جب تمھارا کوئی مول نہیں لگتا تھا تم میرا زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ،،

"سنو خالہ۔ تم جانتی ہو کہ میں تمھارا خیال رکھتا ہوں۔ ،، ٹام نے کہا۔
"میں زیادہ اچھی طرح جان سکتی۔ اگر تم نے عملاً بھی ایسا کر کے دکھایا ہوتا ،،
"میری خواہش ہے کہ کاش میں نے اس بارے میں سوچا ہوتا ،، ٹام نے معذرتانہ لہجہ میں کہا۔ لیکن میں نے تمھارے بارے میں خواب دیکھا تھا۔ کیا یہ کافی نہیں ہے۔ ،،
نہیں۔ کافی نہیں ہے۔ اتنا تو ایک بلی بھی کر لیتی ہے۔ لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم نے کیا خواب دیکھا تھا۔ ،،
"کیوں۔ بدھوار کی رات کو میں نے خواب دیکھا تھا کہ تم وہاں پلنگ پر بیٹھی ہوئی ہو۔
"ہاں۔ تو پھر کیا ہوا۔ ہم تو ہمیشہ یوں ہی بیٹھتے ہیں۔ میں خوش ہوں کہ تمھارے خوابوں نے ہمارے متعلق اتنی زحمت تو گوارا کی۔ ،،
"اور میں نے یہ خواب بھی دیکھا کہ جو ہارپر کی ماں بھی یہاں موجود تھی ،،
ہاں۔ وہ یہیں تھی۔ کیا تم نے کوئی اور خواب بھی دیکھا تھا۔ ،،

"ہاں ۔ بہت زیادہ ۔ لیکن اب وہ بہت دھندلا چکا ہے ۔"
"یاد کرنے کی کوشش کرو ۔ کیا تم یاد نہیں کر سکتے ؟ ۔"
"مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ ہوا ۔ ہوا ۔"
"ہاں ۔ ہاں ۔ کوشش کرو ٹام ۔ ہوا نے کوئی چیز ۔"
"ٹام نے اپنے ماتھے پر اپنی انگلیاں دبائیں اور سوچتا رہا ۔ پھر اس نے کہا" تھی
ہاں مجھے اب یاد آگیا ۔ ہاں ہاں ۔ مجھے یاد آگیا ہے ۔ ہوا موم بتی کو بجھا رہی
تھی ۔ ہم پر اپنی نگاہ کرم کیجیے ۔ ٹام تم اپنی بات جاری رکھو ۔ جاری رکھو ۔"
"اور مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ تم نے کہا تھا کہ میرا خیال ہے کہ دروازہ ۔۔۔"
اپنی بات جاری رکھو ۔ جاری رکھو ٹام "
"ٹھہرو ۔ ذرا مجھے ایک لمحہ کے لئے سوچنے دو ۔ صرف ایک لمحہ کے لئے
ہاں ۔ تم نے کہا تھا کہ تمہارا خیال ہے کہ دروازہ کھلا ہے ۔"
"ہاں میں نے یہاں بیٹھے ہوئے کہا تھا ۔ کیوں میری جیسی نے کہا تھا ۔
ٹام اپنی بات جاری رکھو ۔"
"اور پھر ۔ اور پھر ۔ میں یقین کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا ۔ لیکن مجھے ایسا
نظر آتا ہے کہ تم نے سڈ کو ۔۔۔"
"ہاں ۔ ہاں ۔ میں نے سڈ کو کس بات پر مجبور کیا تھا ٹام ؟ میں نے اسے
کس بات پر مجبور کیا تھا ۔ ؟"
"تم نے اسے ۔ اوہ ۔ دروازہ بند کرنے پر مجبور کیا تھا ۔"
"وہ قسم اس دھرتی کی ۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی ایسی بات نہیں سنی ۔ اب
مجھ سے یہ نہ کہنا کہ خوابوں میں کوئی بات نہیں ہوتی ۔ ایک گھنٹہ تک سیرینی ہارپر کو
بھی اس کا پتہ چل جائے گا ۔ میں پھر دیکھوں گی کہ ان لوگوں کے متعلق اس کی بڑ اس میں
بارے میں کیا کہتی ہے ۔ ٹام تم اپنی بات جاری رکھو ۔"
"اوہ ۔۔۔ ہر بات میری نگاہوں کے سامنے دن کی طرح روشن ہو جاتی"

"اس کے بعد طالہ تم نے کہا تھا کہ میں برا لڑکا نہیں تھا۔ صرف شریر اور
لا ابالی تھا اور ایک چھپرے سے زیادہ ذمہ دار نہیں تھا۔ یا ایسی ہی کوئی بات
تم نے کہی تھی"

"ہاں۔ میں نے یہی کہا تھا۔ اوہ میرے خدا۔ طام اپنی بات جاری رکھو"
اور پھر تم رونے لگی تھیں۔"

"ہاں۔ میں روئی تھی۔ اور پہلی بار نہیں روئی تھی۔ اور پھر کیا ہوا طام؟"
اور پھر مسز ہاربر رونے لگیں اور انھوں نے کہا جو بھی ایسا ہی تھا اور
انھوں نے خواہش ظاہر کی کہ کاش انھوں نے کہ تم چولہے پر جو کے کوڑے نہ
لگائے ہوتے۔ کیونکہ تم اس نے خود باہر پھینک دی تھی۔"

طام۔ اس وقت تم پر بھوت پریت کا سایہ تھا۔ تم پیشنگوئی کر رہے تھے۔
ہاں۔ تم پیشنگوئی کر رہے تھے۔ اوہ میرے خدا۔ تم اپنی بات جاری رکھو"
اور پھر سڈ نے کہا۔ سڈ نے کہا۔

"میرا خیال ہے میں نے کچھ نہیں کہا تھا"، سڈ بولا۔
ہاں۔ تم نے کچھ کہا تھا"، میری نے کہا۔
تم دماغ سوزی نہ کرو۔ طام کو اپنی بات جاری رکھنے دو۔ طام اس نے
کیا کہا تھا۔؟"

"اس نے کہا تھا۔ میرا خیال ہے میرا خیال ہے کہ اسے امید تھی کہ میں وہاں
اچھا ہوں۔ جہاں میں چلا گیا ہوں۔ لیکن اگر وہ کبھی کبھی یہاں ہی جاتا اچھا ہوتا تو..."
"دیکھا سنا تم نے۔ بالکل اس کے یہی الفاظ تھے۔
"اور تم نے فوراً اس کی زبان بند کر دی تھی۔"

"ہاں۔ میں نے فوراً اس کی زبان بند کر دی تھی۔ وہاں ضرور کوئی فرشتہ
ہوگا۔ وہاں کوئی فرشتہ تھا۔"

اور مسز ہاربر نے جو کے بارے میں بتایا تھا کہ جو نے اسے پٹاخے سے ڈرا دیا

اور پھر تم نے پلے بیسٹر اور درد دور کرنے والی دوا کے بارے میں بتایا تھا ... "
"اوہ - یہ تو میری زندگی کی طرح سچی بات ہے - "
"اور اس کے بعد ہماری خاطر دریا کو چھان مارنے اور انوار کو ہمارے جنازے کے بارے میں بہت باتیں ہوئیں - اور پھر بوڑھی مس ہارپر سے تم گلے ملیں اور روئیں اور وہ چلی گئیں - - - - "
"ہاں - ایسا ہی ہوا تھا - ایسا ہی ہوا تھا - یقیناً اتنا ہی سچ جتنا میں یہاں بیٹھی ہوئی ہوں - ٹام اگر تم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے - تو تم اس سے بہتر یہ واقعہ بیان نہیں کر سکتے تھے - اور پھر کیا ہوا - ٹام تم اپنی بات جاری رکھو "
اور پھر میرا خیال ہے - تم نے میرے حق میں دعا مانگی تھی - میں تمھیں دیکھ سکتا تھا اور تمھارا ہر لفظ سن سکتا تھا اور تم بستر پر دراز ہو گئیں - میں بہت رنجیدہ تھا - میں نے انجیر کے درخت کی چھال نکالی - اور اس پر لکھا - ہم مرے نہیں ہیں - ہم صرف بحری ڈاکو بننے کی غرض سے گئے ہیں - اور میں نے چھال کا یہ ٹکڑا میز پر موم بتی کے پاس رکھ دیا - اس کے بعد تم بہت اچھی دکھائی دیں - وہاں سوئی ہوئی اور پھر میرا خیال ہے کہ میں تمھارے پاس گیا تم پر جھک گیا —— اور تمھیں ہونٹوں پر بوسہ دیا - "
کیا تم نے ایسا کیا تھا ٹام - کیوں کیا ایسا کیا تھا ؟ میں اس کے لئے تمھاری ہر بات معاف کر سکتی ہوں - " اس کے بعد اس نے لڑکے کے زور سے اپنی آغوش میں بھینچ لیا - اور ٹام کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ سب سے زیادہ قصوروار بد معاش ہو - "
یہ تمھاری بہت بڑی مہربانی تھی - چاہے وہ ایک خواب ہی تھا - سڈ نے بلند آواز میں اپنے آپ سے کہا -
چپ رہو سڈ - انسان سونے میں بھی وہی کچھ کرتا ہے جو جاگتے ہوئے کرتا ہے - ٹام یہ رہا بہت بڑا سیب جو میں نے تمھارے لئے بچا کر رکھا تھا -

کہ اگر تم مجھے پھر مل گئے تو تمھیں دو لگی۔"

جاؤ۔ اب۔ اسکول جاؤ۔ میں اچھے خدا اور اچھے سب کے مقدس باپ کی شکر گزار ہوں کہ میں نے تمھیں پھر پالیا ہے۔ میں نے بہت دیر تک دکھ پایا ہے خدا ان پر مہربان ہے جو اس پر اور اس کے فرمودات پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ میں اس قابل ہوں بھی یا نہیں۔ لیکن اگر مستحق اور قابل لوگوں ہی پر اس کی رحمت ہوتی اور اس کا ہاتھ دشوار مقامات میں صرف ان ہی کی امداد کرتا تو یہاں بہت کم لوگ مسکرا سکتے یا طویل راتوں کی آمد پر اس کی آرام گاہ میں داخل ہو سکتے۔ اب سِڈ۔ میری۔ اور ٹام جاؤ۔ جاؤ۔ جاؤ۔ تم نے مجھے بہت دیر تک روکے رکھا ہے۔"

بچے اسکول روانہ ہو گئے۔ اور بوڑھی خاتون مسز ہارپر سے ملنے چلی گئی۔ تاکہ ٹام کے حیرت انگیز خواب سے اس کی حقیقت پسندی کو نیست و نابود کر سکے۔

سِڈ نے گھر سے روانہ ہونے سے پہلے ٹھیک فیصلہ کیا تھا لیکن اپنے ذہن میں جو خیال تھا اسے ظاہر نہیں کیا۔ اور وہ فیصلہ یہ تھا۔ بالکل۔ جھوٹ۔ بھلا ایسا بھی کیا خواب جس میں کوئی غلطی نہ ہو۔"

ٹام کتنا شاندار ہیرو بن گیا تھا۔ وہ اسکول اچھلتا کودتا تو نہیں لیکن بڑے ہی بارعب انداز میں مٹکتا ہوا گیا جو ایک بحری ڈاکو کے شایان شان تھا اور وہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اور بات بھی واقعی ایسی ہی تھی۔ وہ جانے جانے والے لوگوں کی نظریں اپنے اوپر جمی ہوئی دیکھ نہیں رہا تھا اور ان کی کہی ہوئی باتیں سن نہیں رہا تھا۔ لیکن وہ باتیں اور وہ نگاہیں اس کی روح کی خوراک اور مشروب تھیں۔ اس سے چھوٹی عمر کے بچے اس کے پیچھے پیچھے جمع ہو گئے تھے۔ اور اس بات پر نازاں تھے کہ وہ اس کے ساتھ چل رہے تھے۔ اور وہ ان کا اپنے ساتھ آنا برداشت کر رہا تھا۔ جیسے وہ جلوس کے آگے آگے چلنے والا ڈھولچی یا کوئی ہاتھی ہو جو پنجروں میں بند جانوروں کو قصبہ میں سے

کھینچ کرلے جا رہا ہو۔ اس کی عمر کے لڑکے یہ بہانہ کر رہے تھے جیسے ان کو معلوم ہی نہ ہو کہ وہ کہیں باہر چلا گیا تھا لیکن حسد کے مارے ان کا تن بدن پھنکا جا رہا تھا۔ وہ شام کی دھوپ میں بھوری پڑی ہوئی رنگت اور اس کی تابناک شہرت کے عوض میں اپنا سب کچھ دینے کو تیار تھے اور شام نے بھی ان چیزوں کو پوری سرکس کے عوض میں نہ دیا ہوتا۔

اسکول میں بچوں نے شام اور جو کو بہت ہی بلند شخصیتیں سمجھا اور انھوں نے کچھ ایسی نمایاں تجسس آمیز نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا کہ دونوں ہیرو تکلیف دہ حد تک خاموش نہ رہ سکے۔ انھوں نے مشتاق سامعین کو اپنے کارنامے سنانے شروع کر دیئے۔ یہ تو صرف ابتدا تھی۔

ان کارناموں کی داستان ختم ہونے والی نہیں تھی۔ کیونکہ جیسا ان لڑکوں کا تصور تھا وہ بے پناہ مواد مہیا کر سکتا تھا۔ اور بالآخر جب انھوں نے اپنے پائپ نکالے اور بڑے آرام سے کش لگانے لگے۔ تو ان کی عظمت اپنے نقطۂ عروج پر پہونچ گئی۔

شام نے فیصلہ کیا کہ اب وہ بیکی تھیچر کے خیال سے آزادی حاصل کر سکتا ہے اس کے لئے یہ عظمت ہی کافی تھی۔ وہ عظمت کے لئے زندہ رہے گا اب کہ وہ بہت مشہور ہو گیا تھا اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ اس کو منانے کی کوشش کرے خیر منائی ہے تو منائے۔ وہ دیکھے گی کہ وہ دوسرے لوگوں کی طرح بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس وقت وہ بھی آپہونچی۔ شام نے ایسا بہانہ کیا جیسے اس نے اس کو دیکھا ہی نہ ہو۔ وہ وہاں سے ہٹ گیا اور لڑکوں اور لڑکیوں کے ایک گروہ میں شامل ہو کر باتیں کرنے لگا۔ اس نے جلد ہی دیکھا کہ بیکی تمتماتے ہوئے چہرے اور رقصاں آنکھوں کے ساتھ آگے پیچھے دوڑ رہی تھی جیسے یہ بہانہ کر رہی ہو کہ وہ اپنے اسکول کی ہمجولیوں کا تعاقب کر رہی ہو اور جب وہ کسی کو پکڑ لیتی تھی تو زور زور سے ہنسنے لگتی تھی۔ شام نے یہ بھی دیکھا کہ جب وہ کسی لڑکی کو پکڑتی

تھی تو اس کے قریب آکر بکڑ تی تھی۔ اور ایسے وقت میں وہ جان بوجھ کر اس کی طرف دیکھتی تھی۔ اس کی یہ ادا ٹام کی خود غرضانہ خود نمائی کی تسکین کر رہی تھی اور اس طرح اس کے دل پر فتح پانے کی بجائے اس کو اور بھی زیادہ محتاط بنا رہی تھی اور وہ زیادہ چوکس ہوتا جا رہا تھا کہ اس بات کو ظاہر نہ ہونے دے کہ اسے خبر تھی کہ وہ اس کے قریب منڈلا رہی تھی۔ دفعتہً بیکی نے اچھل کود بند کر دی۔ اور بڑی بے پروائی سے ادھر ادھر گھومنے لگی۔ ایک دو بار اس نے سرد آہ بھری اور دزدیدہ اور افسردہ نگاہوں سے ٹام کی جانب دیکھنے لگی۔ اس کے بعد اس نے دیکھا کہ اب ٹام کسی اور کی نسبت خاص طور سے ایمی لارنس سے باتیں کر رہا ہے۔ اس کے دل میں ایک تُند و تیز ٹیس اٹھی۔ اور وہ ایک دم پریشان ہو گئی۔ اس نے وہاں سے چلے جانے کی کوشش کی لیکن اس کی ٹانگیں بڑی مکار تھیں۔ اسے اس گروہ میں لے گئیں۔ اس نے ٹام کی کہنی کے پاس کھڑی ہوئی لڑکی سے بناوٹی شگفتگی کے ساتھ کہا۔

"اے بری لڑکی میری آسٹن تو سنڈے اسکول میں کیوں نہیں آئی تھی۔؟"

"میں آئی تھی۔ کیا تو نے مجھے دیکھا نہیں ؟"

"کیا تو آئی تھی ؟ تو کہاں بیٹھی تھی۔"

"میں مس پیٹرز کی کلاس میں تھی۔ جہاں میں ہمیشہ جاتی ہوں۔ میں نے تجھے دیکھا تھا"

"کیا واقعی دیکھا تھا ؟ عجیب بات ہے میں نے تجھے نہیں دیکھا۔ میں تجھے پکنک کی بات بتانا چاہتی تھی۔"

"خوب کون پکنک کر رہا ہے۔"

"میری ماں مجھے اجازت دے رہی ہے کہ میں پکنک پر جاؤں۔"

"خوب۔ مجھے امید ہے وہ مجھے بھی ساتھ چلنے کی اجازت دے دینگی۔"

"ہاں ضرور دے دیں گی۔ یہ پکنک خاص میرے لئے ہو رہی ہے۔ میں جسے چاہوں گی وہ میرے ساتھ چل سکے گا۔ میں چاہتی ہوں کہ تم میرے ساتھ چلو"

"یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ کب ہو رہی ہے پک نک؟"

"ہو گی۔ شاید موسم گرما کی چھٹیوں میں"

"بہت مزہ آئے گا۔ تم اپنے ساتھ لڑکوں اور لڑکیوں کو لے جاؤ گی"

ہاں جو میرے دوست اور سہیلیاں ہوں گی۔ یا میرے دوست بننا چاہیں گے۔ اور اس نے پھر ٹام پر زدیدہ نگاہ ڈالی۔ لیکن ٹام جزیرہ پر خوفناک طوفان کے بارے میں ایمی لارنس سے باتیں کرتا رہا کہ کیسے بجلی نے بہت بڑے انجیر کے پیڑ کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ جب وہ اس پیڑ سے صرف تین فٹ کے فاصلہ پر کھڑا تھا۔

کیا میں چل سکوں گی۔ "گریسی ملر نے پوچھا۔

"ہاں۔"

اور کیا میں بھی "سیلی روجرز نے کہا۔

"ہاں۔"

"کیا میں بھی" سوسی ہارپر نے کہا۔ اور جو بھی؟"

"ہاں"

اور اس طرح یہ سلسلہ تالیاں بجاتے ہوئے اس وقت تک جاری رہا جب تک سارے گروپ نے ٹام اور ایمی کے سوا مدعو کئے جانے کی التجا نہ کر لی۔ اس کے بعد ٹام بڑی سرد مہری کے ساتھ ایک طرف چل پڑا۔ وہ ابھی تک باتیں کر رہا تھا۔ وہ ایمی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ بیکی کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے ظاہرا خوش مزاجی سے ان علامتوں کو چھپانے کی کوشش کی اور باتیں کرتی رہی۔ لیکن پک نک کے متعلق اور دوسری باتوں میں جو فن تھا وہ سارا غائب ہو چکا تھا وہ جہاں تک جلدی ہو سکا وہاں سے چلی آئی۔ اس نے اپنے آپ کو چھپا لیا اور عورتوں کی طرح خوب روئی۔ وہ بیٹھی ہوئی سوچ میں ڈوبی رہی۔ اس کا غرور گھائل ہو چکا تھا۔ اتنے میں اسکول کی گھنٹی بجی۔ اب وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں انتقام

کے شعلے تھے۔ اس نے اپنی گندھی ہوئی زلفوں کو ایک جھٹکا دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اسے کیا کرنا ہوگا۔

آدھی چھٹی کے دوران میں ٹام نے پرجوش دلی تسکین سے ایمی کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھانے کا عمل جاری رکھا اور وہ بیکی کی تلاش میں رہا تاکہ اپنے اس عمل سے اس کے دل کو مجروح کرسکے آخر اس نے اسے ڈھونڈ لیا اور جلد ہی اس کا چڑھا ہوا پارہ اتر گیا۔ وہ اسکول کے پیچھے ایک چھوٹی سی بنچ پر بڑے آرام سے بیٹھی ہوئی تھی اور الفریڈ ٹیمپل کے ساتھ تصویروں کی کتاب دیکھ رہی تھی۔ وہ کتاب دیکھنے میں اس قدر منہمک تھے اور ایسا کرتے ہوئے ان کے سر ایک دوسرے کے اتنے قریب تھے کہ ان کو دنیا اور مافیہا کی کوئی خبر ہی نہیں تھی۔ ٹام کی رگوں میں رقابت کی آگ دوڑنے لگی۔ وہ اپنے آپ سے نفرت کرنے لگا کہ بیکی نے مصالحت کے لئے جو موقع فراہم کیا تھا وہ اس نے گنوا دیا۔ وہ اپنے آپ کو احمق کہنے لگا اور اپنے آپ کو ان تمام کرخت ناموں سے یاد کرنے لگا۔ جو وہ سوچ سکتا تھا۔ وہ اس پریشانی کے عالم میں رونا چاہتا تھا۔ جب وہ چل رہے تھے تو ایمی بڑی مسرت سے باتیں کر رہی تھی کیونکہ اس کا دل گا رہا تھا۔ لیکن ٹام کی زبان اپنا عمل بھول چکی تھی۔ ایمی کیا کہہ رہی تھی وہ سن ہی نہیں رہا تھا اور جب وہ اس کی بات سننے کے لئے توقف سے کام لیتی تو ٹام ہکلاتے ہوئے صرف انبساط میں سر ہلا کر رہ جاتا۔ اور اس کی یہ حرکت موزوں نہ معلوم ہوتی۔ وہ بار بار اسکول کے پیچھے جاتا رہا اور اس کی آنکھیں وہاں کے نفرت انگیز منظر سے جل اٹھتیں۔ وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا اور وہ یہ دیکھ کر پاگل ہو جاتا کہ بیکی تھیچر کو ایک دفعہ بھی یہ شک نہیں گزرا تھا کہ ٹام بھی زندہ لوگوں کی دنیا میں اقامت گزیں تھا۔ تاہم وہ اسے دیکھ چکی تھی۔ اور وہ جانتی تھی کہ وہ اس کے دل پر فتح پا رہی ہے اور وہ اسے اسی طرح دکھی دیکھ کر خوش تھی جس طرح وہ خود دکھی ہوئی تھی۔

ایمی کی مسرور چرب زبانی ناقابل برداشت ہوگئی۔ ٹام نے ان کاموں کی طرف اشارہ کیا جو اسے کرنے تھے یعنی جن کاموں کا کیا جانا ضروری تھا ۔ وقت پر لگا کر اڑا جا رہا تھا۔ لیکن اس کی کوشش رائیگاں جا رہی تھی کیونکہ لڑکی باتیں کئے جا رہی تھی۔ ٹام نے سوچا۔ جہنم میں جائے یہ لڑکی۔۔ کیا مجھے اس سے کبھی نجات نہیں ملے گی؟ آخر کار اس نے کہا کہ اسے وہ کام کرنے کے لئے جانا ہے اور اس نے بڑے بھونڈے پن سے کہا کہ جب اسکول میں چھٹی ہوگی تو وہ بھی آئے گی۔ ٹام تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا چلا گیا اور اس کی اس بات پر اس سے نفرت کرتا رہا۔

ٹام اپنے دانت کٹکٹاتا ہوا سوچ رہا تھا۔ اگر کوئی اور لڑکا ہوتا تو،، ہاں اگر اس قصبہ کا کوئی اور لڑکا ہوتا تو دوسری بات تھی لیکن سینٹ لوئیس کا یہ لڑکا جو سمجھتا ہے کہ وہ بہت اچھا لباس پہنتا ہے اور رؤسا کے خاندان میں سے ہے ۔ اوہ اچھی بات ہے۔ مسٹر تم جب پہلی بار اس قصبہ میں آئے تھے تو میں نے پہلے ہی روز تمھیں پیٹا تھا اور اب میں پھر تمھیں پیٹوں گا۔ ٹھہرو۔ تم ذرا میرے ہاتھ لگ جاؤ تبھی میں تمھیں ۔۔۔ ،،

اور اس نے ایک خیالی لڑکے کو پیٹنے والی حرکات کیں۔ ہوا میں مکے مارتا رہا۔ ٹھوکریں مارتا رہا اور نوچتا رہا۔ اوہ تمھیں کچھ اور چاہیئے۔ کیوں چاہیئے نا؟ تو لو مری۔ بولو گے نا؟ اب اس سے سبق سیکھنا،، اور اس طرح خیالی مارپیٹ اس کی تسلی کے مطابق ختم ہوگئی۔

ٹام دوپہر کو گھر چلا گیا۔ اس کا ضمیر ایمی کی بھرپور مسرت کو برداشت نہیں کرسکتا تھا اور اس کی رقابت اس کے دوسرے دکھ کو برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ بیکی نے ایلفرڈ کے ساتھ تصویروں کا البم دیکھنے کا عمل پھر دہرایا لیکن جب اس نے دیکھا کہ ٹام دکھ سہنے کے لئے وہاں نہیں آیا تھا تو اس کی فتح ماند پڑنے لگی اور وہ تصویروں کی البم میں اپنی دلچسپی کھو بیٹھی۔ اس کے بعد

سنجیدگی اور بے خیالی پیدا ہوئی اور پھر اداسی۔ اس نے دو تین بار قدموں کی آہٹ پر اپنے کان کھڑے کئے لیکن اس نے غلط آس لگائی تھی۔ ٹام نہ آیا آخر کار وہ بہت ہی غمزدہ ہوگئی اور اس نے خواہش کی کاش اس نے اس معاملہ کو اس حد تک طول نہ دیا ہوتا۔ جب بیچارے ایلفرڈ کو پتہ چلا کہ وہ اس کو ہاتھ سے گنوا رہا ہے تو اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا کرے وہ یہی کہتا رہا ۔ اوہ ۔ یہ دیکھو کتنی اچھی تصویر ہے۔ اس کی طرف دیکھو" آخر کار بیکی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ اس نے کہا ۔ اوہ مجھے تنگ نہ کرو۔ مجھے تصویروں کی پرواہ نہیں۔ وہ رونے لگی اور اٹھ کر چلی گئی۔

ایلفرڈ اس کے ساتھ ہو لیا۔ وہ اسے تسلی دینا چاہتا تھا لیکن اس نے کہا "جاؤ۔ اور مجھے تنہا چھوڑ دو۔ کیوں کیا تم ایسا نہیں کر سکتے۔ میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔"

لہذا وہ لڑکا رک گیا۔ وہ حیران ہو رہا تھا کہ اس نے کیا کیا تھا۔ اسی نے تو کہا تھا کہ وہ ساری دوپہر تصویریں دیکھے گی۔ بیکی چلتی رہی اور روتی رہی اس کے بعد ایلفرڈ گہرے سوچ میں ڈوبا ہوا اسکول چلا گیا۔ وہ شرمندہ اور ناراض تھا اسے جلد ہی صداقت کا پتہ چل گیا۔ لڑکی نے ٹام سایئر پر اپنا غصہ انڈیلنے کے لئے اسے آلہ کار بنایا تھا۔ اسے جب ٹام کا خیال آیا تو وہ اس سے بھی سخت نفرت کرنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کاش کوئی ایسا راستہ میسر آسکتا جس سے وہ اس لڑکے کو خود کوئی خطرہ مول لئے بغیر مصیبت میں مبتلا کر سکتا۔ اس کی نظر ٹام کی ہجوں والی کتاب پر پڑی۔ اسے موقع میسر آگیا۔ اس نے خدا کا شکر بجا لاتے ہوئے اس سہ پہر کے سبق والا صفحہ کھولا اور اس پر سیاہی گرا دی۔ اس لمحہ بیکی اس کے پیچھے کھڑی ہوئی کھڑکی میں سے اسے دیکھ رہی تھی اس نے اس کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا اور وہ اپنے آپ کو ظاہر کئے بغیر وہاں سے ہٹ گئی۔ اس نے گھر کی جانب چلنا شروع کر دیا۔ اب اس کا ارادہ تھا

کہ وہ جاکر ٹام کو ڈھونڈے اور اس سے سارا ماجرا کہہ سنائے۔ ٹام اس کا ممنون ہوگا اور اس طرح ان دونوں کے دکھ دور ہو جائیں گے۔ بہرکیف وہ ابھی گھر سے نصف راستہ سے زائد دور تھی کہ اس نے اپنا ارادہ تبدیل کر دیا۔ دراصل اسے اپنے ساتھ ٹام کا وہ سلوک یاد آگیا تھا جبکہ وہ پکنک کی باتیں کر رہی تھی۔ اس خیال سے اس کے دل میں جلن ہونے لگی تھی اور اس کا دل ندامت کے جذبات سے لبریز ہو گیا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ بچوں کی کتاب خراب ہو جانے کے باعث اس کے کوڑے لگنے ہی چاہئیں اور وہ اس معاملہ میں ہمیشہ اس سے نفرت کرتی رہے گی۔

انیسواں باب

ٹام سچ بولتا ہے

ٹام انتہائی بے کیفی کے عالم میں گھر پہونچا اور اس کی خالہ نے اس سے جو پہلے بات کہی اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ اپنے غم و آلام ایک نا قدر دان منڈی میں لے آیا تھا۔

"ٹام! میرا جی چاہتا ہے کہ میں تمھاری کھال ادھیڑ دوں"

"کیوں خالہ۔ میں نے کیا کیا ہے۔؟"

تم نے بہت کچھ کیا ہے۔ میں سرینی ہارپر کے پاس گئی۔ ایک ضعیف العقل بڑھیا کی طرح۔ مجھے توقع تھی کہ میں اس خواب کے بارے میں اسے قائل کر لوں گی۔ لیکن کیا دیکھتی اور سنتی ہوں کہ اسے جو کی زبانی سارا حال معلوم ہو چکا تھا۔ کہ تم یہاں آئے تھے اور اس رات ہم نے جو باتیں کی تھیں وہ تم نے ساری کی ساری سن لی تھیں۔ ٹام۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس لڑکے کا کیا بنے گا جو اس طرح کی حرکتیں کرتا ہے۔ یہ سونچ کر میرا دل بہت برا ہوتا ہے کہ تم نے مجھے سیرینی ہارپر کے پاس جا کر اس طرح احمق بننے دیا اور مجھ سے ایک لفظ تک نہ کہا۔

بات نے ایک نیا پہلو بدل لیا تھا۔ ٹام کو اپنی صبح والی ہوشیاری ایک اچھا مذاق معلوم ہوئی تھی اور بڑی سادہ نظر آئی تھی۔ لیکن اب وہ ایک کمینی اور بھونڈی حرکت دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے اپنا سر جھکا لیا اور اس لمحہ اسے کہنے کے لئے کوئی بات نہ سوجھی اس کے بعد اس نے کہا۔

"خالہ کاش میں نے ایسا نہ کیا ہوتا۔ لیکن اس وقت مجھے خیال ہی نہیں آیا تھا"

اوہ میرے بچے تم سوچتے ہی نہیں ہو۔ تم صرف اپنی غرض کے سوا کچھ اور سوچتے ہی نہیں ہو۔ تم یہ سونچ سکتے تھے کہ تم جیکسن جزیرہ سے رات کو یہاں

صرف ہمارے مصائب پر ہنسنے کے لئے آ سکتے ہو اور تم یہ سوچ سکتے تھے کہ تم اپنے اس خواب سے مجھے بیوقوف بنا سکتے ہو۔ لیکن تم کبھی یہ نہیں سوچ سکتے تھے کہ ہم پر ترس کھاؤ اور ہمیں دکھوں سے بچاؤ۔"

"خالہ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک کمینی حرکت تھی۔ لیکن اس سے میری مراد کمینگی کرنا نہیں تھا۔ میں سچ کہتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں یہاں اس دفعہ تم پر ہنسنے نہیں آیا تھا"

"تو پھر تم کیا کرنے آئے تھے۔؟"

"میں تمہیں یہ بتانے آیا تھا کہ ہماری خاطر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم غرقاب نہیں ہوئے ہیں۔"

"ٹام۔ ٹام۔ میں اس دنیا میں سب سے زیادہ شکر گزار عورت ہوں گی اگر میں کبھی یہ اعتبار کر سکوں گی کہ تمہیں اتنا اچھا خیال سوجھ سکتا ہے لیکن تم جانتے ہو کہ تم اس غرض سے نہیں آئے تھے۔ میں جانتی ہوں ٹام"

"نہیں میں واقعی اسی غرض سے آیا تھا۔ اگر میں اس غرض سے نہیں آیا تھا تو میں ہلنے جلنے کے قابل نہ رہوں۔"

"اوہ۔ ٹام جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹ نہ بولو۔ اس سے تو معاملہ سو گنا زیادہ خراب ہو جاتا ہے"

میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں خالہ۔ سچ کہہ رہا ہوں۔ میں چاہتا تھا کہ تم غم نہ کرو۔ بس اسی غرض سے میں یہاں آیا تھا"

اس بات پر یقین کرنے کے لئے میں اپنی ساری دنیا دے سکتی ہوں۔ اس سے بہت سے گناہ دھل جائیں گے ٹام۔ میں بہت بہت خوش ہوں گی کہ تم گھر سے گئے اور رہے بڑے کام کئے۔ لیکن یہ بات مناسب نہیں ہے کیونکہ تم نے مجھے یہ بتایا کیوں نہیں میرے بچے"

سنو خالہ۔ جب تم نے جنازہ کی باتیں چھیڑ دیں تو مجھے یہاں آکر کلیسا

میں چھپ جانے کا خیال آیا اور میں اپنے اس خیال کو ملیامیٹ کر دینا برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لئے میں نے چھال کا وہ ٹکڑا جیب میں رکھ لیا اور ٹام بولا کیسی چھال؟

"چھال کا وہ ٹکڑا جس پر میں نے یہ لکھا تھا کہ ہم بحری ڈاکہ زنی کی غرض سے گئے ہوئے ہیں۔ کاش تم اس وقت بیدار ہو جاتیں۔ جب میں نے تمہیں بوسہ دیا تھا۔ میں سچ کہتا ہوں"

اس کی خالہ کے چہرے پر کھنچی ہوئی سلوٹیں نرم پڑ گئیں اور اس کی آنکھوں میں اچانک شفقت کی روشنی پیدا ہو گئی۔

"کیا تم نے میرا بوسہ لیا تھا ٹام؟"

"ہاں میں نے لیا تھا۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے لیا تھا؟"

"ہاں میں نے لیا تھا۔ خالہ مجھے پورا یقین ہے۔"

"ٹام تم نے میرا بوسہ کیوں لیا تھا؟"

"کیونکہ میں تم سے محبت کرتا تھا اور تم وہاں لیٹی ہوئی کراہ رہی تھیں اور مجھے افسوس ہو رہا تھا۔"

اس کے الفاظ میں صداقت کی جھلک تھی۔ بوڑھی خاتون نے جب یہ کہا تو وہ اپنی آواز میں لرزش کو چھپا نہ سکی۔

"ٹام پھر میرا بوسہ لو۔ اور اسکول چلے جاؤ اور اب مجھے تنگ نہ کرنا۔"

ٹام کے جاتے ہی وہ دوڑتی ہوئی کپڑوں کی الماری کے پاس گئی اور ٹام کی پھٹی ہوئی جیکٹ نکالی جس کو پہن کر وہ ڈاکہ زنی کے لئے گیا تھا اس کے بعد وہ اسے ہاتھ میں لئے ہوئے رک گئی۔ اس نے اپنے آپ سے کہا۔

نہیں۔ میں یہ جرات نہیں کر سکتی۔ آہ بیچارہ لڑکا۔ میرا خیال ہے اس نے مجھ سے چھال کے بارے میں جھوٹ بولا ہے۔ لیکن یہ ایک مقدس

جھوٹ ہے ۔ مقدس جھوٹ ۔ اس سے کتنی تشفی ہوتی ہے ۔ مجھے امید
ہے کہ خدا مجھے معاف کر دے گا۔ یہ بات کہنے میں اس کی نیک دلی شامل تھی ۔
میں یہ معلوم نہیں کرنا چاہتی کہ اس نے جھوٹ بولا ہے ۔ میں نہیں دیکھونگی ،،
اس نے ٹام کا کوٹ اٹھا کر رکھ دیا اور پھر ایک منٹ کے لئے سوچتی
رہی ۔ اس نے دو بار پھر وہ کوٹ باہر نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور دونوں
بار ایسا کرنے سے باز رہی ۔ اس نے ایک دفعہ پھر کوشش کی اور اس دفعہ
اس نے اس خیال سے اپنے آپ کو تقویت دی ۔ یہ ایک اچھا جھوٹ ہے
۔ یہ ایک اچھا جھوٹ ہے ۔ اس سے مجھے دکھ نہیں ہوگا ،، یہ کہہ کر اس
نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال دیا ۔ ایک لمحہ کے بعد وہ اپنی آنکھوں سے آنسو
گراتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی ٹام کا وہ چھال والا ٹکڑا پڑھ رہی تھی ۔ اس لڑکے
نے اگر لاکھوں گناہ بھی کئے ہیں تو اب میں انہیں معاف کر سکتی ہوں ،،

بیسواں باب ـــــــ

شش و پنج میں مبتلا بیکی، ٹام کی شرافت

ــــ اپنا لوہا منوا لیتی ہے ــــ

جب خالہ پولی نے ٹام کا بوسہ لیا تو اس کے طور و طریق میں کچھ ایسی بات تھی جس نے ٹام کی افسردگی دور کر دی اور اس کو دوبارہ شگفتہ دل اور مسرور بنا دیا۔ وہ اسکول کی جانب روانہ ہوا اور خوش قسمتی سے میڈو لین کے سرے پر اسے بیکی تھیچر مل گئی۔ اس کا موڈ اس کے برتاؤ کا فیصلہ کیا کرتا تھا۔ وہ ایک لمحہ کی ہچکچاہٹ کے بغیر دوڑتا ہوا اس کے قریب گیا اور بولا۔

بیکی۔ آج میں نے بڑی کمینی حرکت کی تھی۔ مجھے اس کا افسوس ہے میں پھر عمر بھر ایسا نہیں کروں گا۔ براہ کرم مان جاؤ۔

کیوں کیا نہیں مانو گی؟"

لڑکی رک گئی اور اس نے نفرت سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔

"میں تمہاری شکرگزار رہوں گی۔ اگر تم اپنے ہی سے واسطہ رکھو گے مسٹر تھامس سایر۔ میں تم سے اب کبھی بات نہیں کروں گی۔"

" اس نے اپنے سر کو جھٹکا دیا اور وہاں سے چل پڑی۔ ٹام دم بخود رہ گیا اسے اتنا خیال بھی نہ آیا کہ وہ کہہ سکے " کون پروا کرتا ہے مس چھیل چھبیلی۔" اس سے قبل کہ وہ یہ بات کہہ سکتا وقت گزر چکا تھا۔ لہٰذا وہ خاموش رہا۔ بہر کیف اسے بہت غصہ آیا ہوا تھا۔ وہ یہ خواہش لئے ہوئے اسکول کے احاطہ میں پہنچا کہ کاش وہ لڑکا ہوتی۔ اور پھر یہ سوچنے لگا کہ اگر وہ واقعی لڑکا ہوتی تو اس نے کس طرح مار مار کر اس کا بھرکس نکال دیا ہوتا۔ دفعتہً اس

نے اسے جا لیا اور رہا نے جاتے اس پر ایک جلا کٹا فقرہ چست کیا۔ اس نے نرمی بے نرمی جواب دیا اور اس طرح غیظ آلود علیحدگی مکمل ہو گئی۔ بیکی کو غصہ کی تلملاہٹ میں ایسا محسوس ہوا کہ وہ اسکول میں چھٹی کے زیادہ دیر تک انتظار نہیں کر سکتی تھی۔ وہ بچوں کی خراب ہو جانے والی کتاب کے باعث شام کے کوڑے لگتے ہوئے دیکھنے کی منتظر تھی۔ اگر اس کے دل میں ریلفریڈ ٹیمپل کی حرکت کو ظاہر کر دینے کا کوئی خیال بھی تھا تو وہ اب شام کے جارحانہ فقرے سے بالکل جاتا رہا تھا۔

بیچاری لڑکی! اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ خود تیزی کے ساتھ مصیبت کی جانب قدم بڑھا رہی تھی۔ ماسٹر مسٹر ڈوبنس ادھیڑ عمر کا ہو گیا تھا اور اس کی آرزو پوری نہیں ہوئی تھی۔ اس کی محبوب ترین خواہش یہ تھی کہ وہ ڈاکٹر بنے لیکن افلاس نے اس کے حق میں یہ فیصلہ صادر کر دیا تھا کہ وہ گاؤں کے اسکول ماسٹر سے زیادہ اور کچھ نہیں بن سکے گا۔ ہر روز وہ اپنے ڈیسک میں سے ایک پر اسرار کتاب نکالتا تھا اور جب کلاس پڑھ نہیں رہی ہوتی تھی تو وہ اس کتاب کے مطالعہ میں منہمک ہو جایا کرتا تھا۔ وہ کتاب کو تالا لگا کر رکھا کرتا تھا۔ اسکول میں کوئی ایسا لڑکا نہیں تھا جو اس کتاب پر ایک نظر ڈالنے کے لئے تڑپتا نہ ہو۔ لیکن ایسا موقع ہی نہیں آتا تھا۔ ہر لڑکے اور لڑکی کی اس کتاب کی نوعیت کے بارے میں ایک رائے تھی۔ لیکن دو رائیں آپس میں نہیں ملتی تھیں اور اس سلسلے میں حقیقت کی تہہ تک پہنچنے تک کوئی راستہ نہ تھا۔ جب بیکی اس ڈیسک کے قریب سے گذر رہی تھی جو دروازے کے پاس پڑا تھا تو اس نے دیکھا کہ تالے میں چابی لگی ہوئی ہے۔ یہ ایک بیش بہا لمحہ تھا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔ اس نے اپنے آپ کو تنہا پایا اور دوسرے لمحہ وہ کتاب اس کے ہاتھ میں تھی۔ سرورق پر لکھا تھا۔ پروفیسر سمباڈی کی کتاب ”علم تشریح اجسام“ وہ اس سے کوئی

اندازہ نہ لگا سکی۔ اس نے کتاب کے ورق الٹنے شروع کر دیئے۔ اس کی نظر فوراً ہی ایک خوبصورت اور چھپے ہوئے سرورق پر پڑی۔ جس میں ایک انسان کی تصویر تھی۔ بالکل عریاں۔ عین اس وقت اس صفحہ پر ایک سایہ پڑا۔ اور ٹام سائر نے دروازے میں قدم رکھا اور اس نے تصویر کی ایک جھلک دیکھ لی۔ بیکی نے کتاب زور سے پکڑ لی تاکہ اسے بند کر سکے لیکن بدقسمتی سے تصویر والا صفحہ وسط تک آدھا پھٹ گیا۔ اس نے کتاب ڈیسک میں دھکیل دی اور تالے میں چابی گھما دی اور گھبراہٹ اور پریشانی کے مارے رونے لگی۔

"ٹام تم اتنے ہی کمینے ہو جتنے ہو سکتے ہو۔ تم دبے پاؤں ایک شخص کے پیچھے چلے آتے ہو اور وہ چیز دیکھنے لگتے ہو جو وہ دیکھ رہا ہوتا ہے"

"مجھے کیا خبر تھی کہ تم کوئی چیز دیکھ رہی ہو"

"تمہیں اپنے آپ پر شرم آنی چاہیئے ٹام سائر۔ میں جانتی ہوں تم میری چغلی کھاؤ گے۔ اوہ۔ میں کیا کروں۔ میں کیا کروں۔ میرے کوڑے لگائے جائیں گے۔ اسکول میں کبھی میرے کوڑے نہیں لگے تھے۔"

اور پھر اس نے اپنا چھوٹا سا پاؤں زمین پر زور سے پٹکا اور بولی۔ اگر تم اتنے ہی کمینے بننا چاہتے ہو تو بن جاؤ۔ میں جانتی ہوں کچھ ہونے والا ہے۔ تم ذرا انتظار کرو۔ تم خود ہی دیکھ لوگے۔ نفرت انگیز۔ نفرت انگیز۔ نفرت انگیز۔ اور وہ ایک بار پھر زور زور سے روتی ہوئی اسکول سے باہر نکل گئی۔

ٹام بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ وہ بیکی کی اس یورش سے بدحواس ہو گیا تھا۔ دفعتہً اس نے اپنے آپ سے کہا۔

یہ لڑکی بھی عجیب قسم کی بیوقوف ہے۔ اسکول میں کبھی کوڑے نہیں لگے۔ بکواس۔ یہ مار پیٹ ہوتی ہی کیا ہے۔ بالکل لڑکیوں جیسی بات کر دی۔

لڑکیاں نازک اور بزدل ہوتی ہیں۔ خیر میں بوڑھے مسٹر ڈوبنس سے اس چھوٹی
سی احمق لڑکی کی چغلی نہیں کھاؤں گا کیونکہ اس سے نپٹنے کے دوسرے طریقے ہیں
اور وہ طریقے انتہا رذیل بھی نہیں ہیں۔ لیکن اس سے کیا ہوگا؟ بوڑھا ڈوبنس
پوچھے گا کہ کتاب کس نے پھاڑی ہے۔ کوئی جواب نہیں دے گا۔ پھر وہ اپنا
وہی طریقہ اختیار کرے گا جو ہمیشہ کیا کرتا ہے۔ پہلے ایک سے پوچھے گا اور
دوسرے سے اور جب وہ صحیح لڑکی سے پوچھے گا تو کوئی بتائے نہ بتائے اسے
معلوم ہو جائے گا۔ لڑکیوں کے چہرے ان کے دل کی بات بتا دیتے ہیں۔ ان میں
اتنی ہمت ہی نہیں ہوتی۔ اس کے کوڑے لگیں گے۔ خیر بکی بیچی بری پھنس
گئی ہے اس کے بچ نکلنے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ ٹام نے ایک لمحے کے
لئے مزید اس بات پر غور کیا اور پھر کہا۔ اچھی بات ہے۔ وہ مجھے ایسی ہی
بری حالت میں دیکھنا چاہتی ہے۔ اس لئے ذرا اس کا پسینہ بہہ لینے دو۔"
ٹام اسکول کے باہر اچھلنے کودنے لڑکوں میں شامل ہو گیا۔ چند لمحوں کے
بعد ماسٹر آ پہنچا اور اسکول لگ گیا۔ ٹام نے پڑھائی میں زیادہ دلچسپی محسوس
نہیں کی۔ جب وہ کمرے میں لڑکیوں والی سمت میں دیکھتا تو بکی کا چہرہ دیکھ
کر اسے بہت دکھ ہوتا۔ وہ سب باتوں پر غور کرتے ہوئے اس پر ترس نہیں کھانا
چاہتا تھا اور اس کے باوجود اس پر ترس کھائے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ وہ اس
بات کے شایان شان مسرت حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ دفعتہً اسے بچوں کی
کتاب کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو گیا اور اس کے بعد تھوڑی دیر تک اس
کا دماغ اپنے ہی معاملات میں الجھا رہا۔ بکی اپنے دکھ سے پیدا ہونے والی غفلت
سے بیدار ہوئی اور وہ کارروائی میں بھاری دلچسپی لینے لگی۔ اسے امید نہیں
تھی کہ ٹام کتاب پر سیاہی خود گرانے کے الزام سے انکار کر کے سزا سے بچ
سکے گا اور اس کا خیال درست تھا۔ ایسا نظر آتا تھا کہ انکار سے ٹام کے لئے
معاملہ اور بھی خراب ہو جائے گا۔ بکی سوچ رہی تھی کہ اگر ایسا ہوا تو وہ خوش

ہو گی اور اس نے یہ باور کرنے کی کوشش کی کہ وہ خوش ہے لیکن اسے پتہ چلا کہ وہ یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی اور جب حالات ابتر ہو گئے تو اس کے جی میں آیا کہ وہ اٹھے۔ اور ایلفریڈ کیمپل کو بے نقاب کر دے لیکن اس نے بڑی کوشش کر کے اپنے آپ کو خاموش رکھا کیونکہ اس نے اپنے آپ سے کہا۔ مجھے یقین ہے ٹام یقیناً میری چغلی کھائے گا کہ میں نے تصویر پھاڑی تھی۔ میں تو اس کی زندگی بچانے کے لئے ایک لفظ تک نہیں کہوں

ٹام نے کوڑے کھائے اور اپنی نشست پر واپس چلا گیا۔ وہ قطعاً دل شکستہ نہیں تھا کیونکہ اس نے سوچا تھا کہ شاید اچھلنے میں خود اس نے ہجوں کی کتاب پر سیاہی گرادی تھی۔ شاید اچھل کود کی ورزش کے دوران میں اس نے اس الزام سے محض دستور کے مطابق انکار کیا تھا کیونکہ یہ رواج تھا اور وہ اصولی طور سے انکار پر ڈٹا رہا تھا۔

پورا ایک گھنٹہ گزر گیا ماسٹر اپنے تخت پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ پڑھائی کی گنگناہٹ کے باعث فضا غنودگی آور ہو چکی تھی۔ رفتہ رفتہ مسٹر ڈوبنس سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ انھوں نے جماہی لی اور پھر ڈیسک کا تالا کھولا اور اپنی کتاب کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن وہ کوئی فیصلہ نہ کر پائے کہ کتاب اٹھائی جائے یا وہیں پڑی رہنے دی جائے۔ بہت سے طلبا بڑی مردہ دلی سے اوپر نگاہ اٹھا کر دیکھتے رہے لیکن ان میں دو طلبا ایسے تھے جو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے مسٹر ڈوبنس نے بے خیالی کے عالم میں کتاب پر تھوڑی دیر کے لئے انگلیاں پھیریں اور پھر اپنی کرسی میں جم کر کتاب کا مطالعہ کرنے لگا۔ ٹام نے بیکی پر نگاہ ڈالی اس نے دیکھا کہ وہ اس بے بس خرگوش کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔ جس کا شکار کیا جا رہا ہو اور جس کے سر کی طرف بندوق تان لی گئی ہو۔ ٹام اس کے ساتھ اپنا جھگڑا بھول گیا۔ جلدی کرو۔ کچھ نہ کچھ ضرور کیا جانا چاہیئے۔ اور وہ بھی چشم زدن میں کیا جانا چاہیئے۔ لیکن قریب الوقوع ہنگامہ نے اس

کی قوتِ اختراع کو مفلوج کر دیا۔ خوب۔ اس کے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی۔ وہ دوڑ کر کتاب چھین لے گا اور دروازے میں سے اچھل کر باہر بھاگ جائے گا۔ لیکن اس کا یہ ارادہ ایک لمحہ کے لئے متزلزل ہو گیا اور وہ موقع ہاتھ سے کھو بیٹھا۔ ماسٹر نے کتاب کھولی۔ کاش ٹام کو کھویا ہوا موقع پھر مل سکتا۔ نہیں بہت دیر ہو چکی تھی۔ اس نے دیکھا کہ اب وہ بیکی کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ دوسرے لمحہ ماسٹر نے اسکول کی طرف منہ کر لیا۔ اس کی نگاہ کے سامنے ہر طالب علم کی نگاہ جھک گئی۔ اس کی نگاہ میں کچھ ایسی بات تھی جس نے بے گناہوں کے دلوں میں بھی خوف پیدا کر دیا تھا۔ دس تک گننے میں جتنی دیر ہوتی ہے اتنی دیر تک خاموشی طاری رہی۔ ماسٹر اپنے غصہ کو مجتمع کر رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے کہا۔

"یہ کتاب کس نے پھاڑی ہے؟"

کسی کے منہ سے آواز نہ نکلی۔ آپ سوئی کا گرنا سن سکتے تھے۔ سکوت طاری رہا۔ ماسٹر نے قصور کی علامت بھانپنے کے لئے ہر چہرے کا جائزہ لیا۔

"بنجمن روجرز کیا کتاب تم نے پھاڑی ہے!"

اس نے انکار کر دیا۔ تھوڑا سا توقف۔

"جوزف ہارپر کیا تم نے پھاڑی ہے؟"

پھر انکار کیا گیا۔ اس کارروائی کی سست رفتار اذیت رسانی کے تحت ٹام کی بے کلی اور بھی شدید ہو گئی۔ ماسٹر نے لڑکوں کی قطاروں کا جائزہ لیا اور پھر لڑکیوں سے مخاطب ہوا۔

"ایمی لارنس؟"

اس نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"گریسی ملر؟"

اس نے بھی سر ہلا دیا۔

"سوسن ہار پر کیا کتاب تم نے پھاڑی ہے۔"
ایک بار پھر انکار کیا گیا۔ اب بیکی تھیچر کی باری تھی۔ ٹام اضطراب کے عالم میں سر سے پاؤں تک کانپ رہا تھا اور اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ صورت حال بہت مایوس کن ہے۔
ربیکا تھیچر؟ (ٹام نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ خوف سے سفید پڑ گیا تھا) کیا تم نے کتاب پھاڑی ہے۔ نہیں۔ تو میری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھو،، (اس کے ہاتھ التجا کے لئے اٹھے) کیا تم نے یہ کتاب پھاڑی ہے؟،،
ٹام کے دماغ میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح آیا۔ وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا اور چلایا ،، میں نے پھاڑی ہے۔،،
اسکول نے اس ناقابل یقین حماقت پر ٹام کی طرف گھبراہٹ کے ساتھ دیکھا ٹام ایک لمحے کے لئے وہاں کھڑا ہوا اپنی صلاحیت کو مجتمع کرتا رہا۔ اور جب وہ سزا پانے کے لئے آگے بڑھا تو بیچاری بیکی کی آنکھوں میں پیدا ہونے والی حیرت تشکر اور تحسین کی چمک نے سو کوڑوں جتنی قیمت ادا کر دی۔ اپنی اس حرکت کی آب و تاب سے تحریک پا کر اس نے چیخے بغیر انتہائی سنگدلی سے مارے گئے کوڑے کھائے۔ مسٹر ڈوبنس نے اس سے پہلے کبھی اتنی سختی سے کوڑے نہیں مارے تھے اور ٹام نے اس سنگدلی کا بڑی بے پروائی سے خیر مقدم کیا کہ اسے اسکول میں چھٹی ہو جانے کے بعد بھی دو گھنٹے تک وہاں ٹھہرنا پڑے گا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کوئی اس کی قید کی میعاد کے ختم ہونے تک اس کا انتظار کر رہا ہو گا۔ اس نے اس کڑے وقت کو بھی کڑا وقت نہ سمجھا۔
اس رات ٹام بستر پر دراز ہوا تو وہ ایلفریڈ ٹیمپل سے انتقام لینے کے منصوبے باندھ رہا تھا کیونکہ بیکی نے ندامت اور شرمندگی کے ساتھ اسے سارا قصہ سنا دیا تھا اور وہ اپنی دغا کو بھی نہیں بھولی تھی۔ لیکن انتقام کی آرزو بھی خوشگوار یادوں کی نذر ہو گئی اور آخر کار وہ سو گیا۔ اور بیکی کے تازہ الفاظ خواب آلود کیفیت کے ساتھ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے "ٹام تم اس قدر عالی ظرف کیونکر ہو سکتے تھے؟"،،

اکیسواں ۲۱ باب -

پرشباب خطابت ، جوان خواتین کے مضامین ایک طویل تصور ، لڑکے انتقام لیتے ہیں -

موسم گرما کی چھٹیاں قریب آ رہی تھیں - اسکول ماسٹر جو ہمیشہ بے درد ہوتا تھا اور کبھی زیادہ بے درد اور سخت گیر ہو جاتا تھا - کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ اسکول امتحان کے دن اپنی قابلیت کا اچھا مظاہرہ کیے اب اس کا ڈنڈا اور اس کی سزا دینے والی قمچی کم سے کم چھوٹے لڑکوں میں بیکار نہیں رہتی تھی - صرف بڑے لڑکے اور اٹھارہ اور بیس برس کی جوان خواتین ہی اس کی مار سے بچتی تھیں اور مسٹر ڈوبنز کی مار بہت کڑی ہوتی تھی - اس لیے کہ اگرچہ اس کی ٹوپی کے نیچے اس کا سر بالکل گنجا اور چمکتا ہوا تھا - لیکن وہ ابھی ادھیڑ عمر کا تھا اور اس کے پٹھوں کے کمزور پڑ جانے کی کوئی علامت موجود نہیں تھی - اور جب وہ عظیم دن قریب آ پہنچا تو اس کے دل میں چھپا ہوا سارا ظلم سطح پر آ گیا - وہ ذرا ذرا سی غلطیوں پر سزا دینے میں منتقمانہ مسرت محسوس کرتا نظر آتا تھا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھوٹے بچے اپنے دن خوف اور دکھ میں بسر کرنے لگے اور راتوں کو انتقام لینے کے منصوبے باندھنے لگے - وہ ماسٹر کے ساتھ شرارت کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے - لیکن وہ ہر وقت ان سے پیش پیش رہتا - انتقام کی ہر کامیابی کے بعد ان سے جو بدلا لیا جاتا تھا وہ اتنا کامل اور شاندار ہوتا تھا - کہ لڑکے ہمیشہ بری طرح گھائل ہو کر میدان چھوڑ جاتے تھے - بالآخر انھوں نے مل کر سازش کی اور انھیں ایک ترکیب سوجھی جو آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی فتح کی امید دلاتی تھی - انھوں نے سائن بورڈ رنگنے والے کے لڑکے کو قسم دلائی

اور اسے اس منصوبے سے آگاہ کیا اور اس کی امداد طلب کی۔ اس منصوبہ پر خوش ہونے کے لئے اس کے پاس اچھے ہی اسباب تھے۔ کیونکہ ماسٹر اس کے باپ کے خاندان کے ہاں کھانا کھایا کرتا تھا۔ اور اس نے اس لڑکے کے لئے کافی اسباب مہیا کر دئے تھے کہ وہ اس سے نفرت کرنے لگے۔ ماسٹر کی بیوی چند روز کے اندر گاؤں جانے والی تھی اس لئے ان کے منصوبہ میں رخنہ اندازی کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ ماسٹر خوب میخواری کر کے ان عظیم تقریبات کے لئے تیار رہا کرتا تھا۔

سائن بورڈ رنگنے والے کے لڑکے نے کہا کہ امتحان کی شام کو جب ماسٹر مناسب حالت کو پہنچ جائے گا تو وہ اس وقت جب وہ اپنی کرسی میں سو جائے گا سارا معاملہ ٹھیک کر دے گا۔ اس کے بعد وہ اسے مناسب وقت پر جگائے گا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اسکول چلا جائے گا۔

اپنے وقت پر وہ دلچسپ موقع آ پہنچا۔ شام کے آٹھ بجے اسکول کو بتیوں سے خوب روشن کیا گیا۔ پھول پتیوں کے ہاروں اور گجروں سے سجایا گیا۔ ماسٹر ابھرے ہوئے چبوترے کے اوپر اپنے تخت پر بیٹھا تھا۔ اور اس کا بلیک بورڈ اس کے پیچھے تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ قابل برداشت حد تک مسرور تھا اس کے ہر پہلو کی جانب تین بنچوں اور اس کے سامنے چھ بنچوں پر قصبہ کے معززین اور طلباء کے والدین بیٹھے تھے۔ اس کی بائیں طرف شہریوں کی قطاروں کے پیچھے ایک وسیع و عریض عارضی پلیٹ فارم تھا جس پر وہ طلبا بیٹھے تھے جن کو اسی شام کے اسباق میں حصہ لینا تھا۔ وہاں چھوٹے لڑکوں کی قطاریں تھیں جن کو ناقابل برداشت تکلیف کی حد تک نہلایا دھلایا گیا تھا۔ اور کپڑے پہنائے گئے تھے۔ بے ڈھنگے بڑے لڑکوں کی قطاریں تھیں۔ لڑکیوں اور جوان عورتوں کا برف زار تھا۔ جنھوں نے باریک ململ اور زین زیب کے ملبوسات پہن رکھے تھے اور وہ بے باک شعور رکھتی تھیں کہ ان کے بازو ننگے ہیں۔

انھوں نے اپنی دادیوں کے پرانے زیور پہن رکھے ہیں۔ اور انھوں نے اپنے بالوں میں گلابی اور نیلے ربن اور پھول لگا رکھے ہیں۔ باقی اسکول اسباق میں شرکت نہ کرنے والے طلبا سے بھرا ہوا تھا۔

اسباق شروع ہوگئے۔ ایک چھوٹا سا لڑکا اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور اس نے ڈرتے ڈرتے یہ نظم سنائی۔ "آپ میری عمر کے لڑکے کے سوا سب کو لوگوں کے سامنے اسٹیج پر بولنے سے ڈرا سکتے ہیں"، وہ نظم سناتے ہوئے تکلیف دہ حد تک درست اور غیر مسلسل اشارے بھی کر رہا تھا جو ایک مشین ہی کر سکتی ہے۔ لیکن آپ صرف یہ فرض کر سکتے ہیں کہ وہ مشین ذرا بگڑی ہوئی تھی۔ اگرچہ وہ سخت خوفزدہ تھا لیکن اپنی نظم خیر و عافیت کے ساتھ سنا گیا۔ اور جب اس نے کھڑے کھڑے انداز میں سر جھکایا اور پیچھے ہٹا تو اسے تالیاں بجا کر داد دی گئی۔

ایک چھوٹی سی شرمیلی لڑکی نے تتلاتے ہوئے یہ نظم پڑھی۔ "میری کے پاس چھوٹی سی بھیڑ تھی"، وغیرہ۔ وہ رحم کو ابھارنے والی کورنش بجا لائی۔ اسے بھی داد ملی اور وہ بیٹھ گئی۔ وہ خوش تھی اور اس کے گال شرم سے تمتمائے ہوئے تھے۔

ٹام سائر خود پسندانہ اعتماد کے ساتھ آگے بڑھا اور اس نے خوب طیش اور ہیجان انگیز اشارہ کے ساتھ بلند آواز میں لامنطقی اور غیر فانی تقریر "مجھے آزادی دو یا مجھے موت دو!" شروع کی۔ اور بیچ میں آکر پھول گیا۔ اس پر اسٹیج کا خوف طاری ہوگیا۔ اس کی ٹانگیں کانپنے لگیں اور ایسا لگتا تھا کہ اس کا دم گھٹ جائے گا۔ یہ سچ ہے کہ اسے حاضرین کی ہمدردی حاصل تھی لیکن حاضرین خاموش بھی تھے۔ ان کی خاموشی ان کی ہمدردی سے زیادہ بری تھی۔ ماسٹر نے ناک بھوں چڑھائی اور ماسٹر کی اس حرکت نے اس کی تباہی کو مکمل کر دیا۔ ٹام تھوڑی دیر تک تقریر جاری رکھنے کی جدوجہد کرتا رہا لیکن پھر پیچھے ہٹ گیا وہ مکمل طور پر شکست کھا چکا تھا۔ اسے بہت دھیمی آواز میں تالیاں بجا کر داد دینے کی کوشش کی گئی لیکن تالیوں کا یہ دھیما شور بہت جلد دب گیا۔

لڑکا جلتے ہوئے عرشہ جہاز پر کھڑا تھا۔ اس نظم کے بعد یہ نظم۔ "اسپریا کا باشندہ نیچے آگیا"، سنائی گئی۔ اور دیگر ان مول خطیبانہ نظمیں پڑھی گئیں۔ اس کے بعد پڑھائی کی مشقیں شروع ہوئیں۔ اور ہجوں کی لڑائی ہوئی۔ لاطینی زبان کی کلاس میں بہت تھوڑے سے لڑکے تھے۔ انھوں نے بڑے وقار کے ساتھ اپنے سبق پڑھ کر سنائے۔ اب اس شام کی اہم خصوصیت یعنی جوان خواتین کے طبعزاد مضامین کو ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا۔ ہر لڑکی اپنی باری سے پلیٹ فارم کے کونے تک آئی۔ اس نے اپنا حلق صاف کیا۔ اپنا مسودہ ہاتھوں میں پکڑا (جو خوبصورت فیتے کے ساتھ باندھا گیا تھا) اور اسلوب بیان اور اوقاف اعراب پر زور دیتے ہوئے پڑھنا شروع کیا۔ ان کے مضامین کے موضوعات وہی تھے جن کو ایسے ہی مواقع پر ان کی مائیں اور دادیاں اور بلاشبہ صلیبی جنگوں کے زمانے تک ان کے اسلاف میں شامل عورتیں تابندہ درخشندہ بنا چکی تھیں۔ ان موضوعات میں سے ایک موضوع تھا "دوستی"، "بیتے ہوئے دنوں کی یادیں"، "تاریخ میں مذہب"، "خوابوں کی دنیا"، "ثقافت کے فوائد"۔ "سیاسی حکومت کی تشکیلوں کا مقابلہ اور موازنہ"، "اداسی"۔ "فرزندان محبت"۔ "دل کی آرزوئیں" وغیرہ وغیرہ دیگر موضوعات تھے۔

ان مضامین میں نمایاں خصوصیت بڑے لاڈ سے پالی ہوئی "افسردگی" تھی۔ دوسری خصوصیت اچھی زبان کی تباہ کن اور زندہ نیزردائی تھی۔ ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ ان مضامین میں مقبول ترین الفاظ اور محاوروں کو کان سے پکڑ کر یوں بٹھا دیا گیا تھا کہ وہ بالکل گھس گئے تھے اور جس خصوصیت نے ان مضامین کو نمایاں طور پر داغدار اور مسخ کر دیا تھا وہ یہ تھی کہ ان میں پرانے اور ناقابل برداشت وعظ تھے جو ان مضامین کے آخر میں اپنی کٹی ہوئی دم ہلاتے تھے۔ موضوع خواہ کوئی کیوں نہ ہو لڑکی دماغ سوزی کے ساتھ

یہ کوشش کی جاتی تھی کہ اسے کسی نہ کسی ایسے پہلو کے گرد گھمایا جائے جس پر اخلاق پسند اور مذہب پرست ذہن روحانی نقطۂ نظر سے غور کر سکے۔ ان وعظوں میں نمایاں طور پر خلوص کی کمی اتنی زیادہ نہیں تھی کہ وہ اسکولوں سے اس فیشن کو نکال باہر کر سکے۔ اور آج بھی یہ اتنی زیادہ نہیں ہے اور شاید جبتک یہ دنیا قائم ہے تب تک یہ زیادہ نہیں ہوگی۔ ہمارے وطن میں کوئی ایسا اسکول نہیں ہے جہاں جوان خواتین اپنے مضمون کو ایک وعظ پر ختم کرنے کے لئے مجبور نہ ہوں۔ اور آپ دیکھیں گے کہ اسکول میں انتہائی مضحکہ خیز اور مذہب کو کم ماننے والی لڑکی کا وعظ ہمیشہ طویل اور بہت زیادہ پاکیزہ ہوگا۔ اس کے متعلق کافی باتیں ہو چکی ہیں۔ تکلف سے بری سچائی بُری لگتی ہے۔

آیئے ہم امتحان کی طرف واپس آئیں۔ وہ جو پہلا مضمون پڑھا گیا اس کا عنوان تھا۔ "تو کیا زندگی یہی ہے۔" شاید اس کتاب کا قاری اس کے ایک اقتباس کو برداشت کر سکے۔

زندگی کے عام شعبوں میں نوجوان ذہن کتنے پرمسرت جذبات کے ساتھ کسی سوچے سمجھے منظر تعیش کا منتظر رہتا ہے! تصور مسرت کی گلابی جیسے رنگ والی تصویریں بنانے میں معروف ہے۔ تصوریں فیشن کی تعیش پسند دلدادہ عورت اپنے آپ کو خوشیاں مناتے ہوئے ہجوم کے درمیان دیکھتی ہے۔ ہر دیکھنے والی آنکھ اسے دیکھ رہی ہوتی ہے" اس کا دلربا جسم جو برف جیسے سفید کپڑوں میں گھوم رہا ہوتا ہے۔ اس مسرور اجتماع میں اس کی آنکھ سب سے زیادہ چمکیلی ہوتی ہے اور اس کا پاؤں سب سے زیادہ سبک ہوتا ہے۔ اس قسم کے لذیذ تصورات میں وقت تیزی سے گذر جاتا ہے اور پھر فردوس بداماں دنیا میں اس کے داخل ہونے کی گھڑی آجاتی ہے جس کے بارے میں وہ کتنے ہی تابناک خواب دیکھتی رہتی ہے اس کی سحر زدہ نظر میں ہر چیز پریوں کے افسانہ جیسی معلوم ہوتی ہے۔ ہر منظر پہلے منظر سے زیادہ دلکش

ہوتا ہے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ دیکھتی ہے کہ اس نفیس ظاہر کے پیچھے
صرف خودنمائی ہے۔ جس خوشامد نے کبھی اس کی روح پر جادو کردیا تھا اب
اس خوشامد کے الفاظ اس کے کانوں پر بڑے کرخت لگ رہے ہیں۔
رقص گاہ اپنی دلکشی کھو چکی ہے۔ وہ صحت تباہ ہوجانے اور دل میں تلخیاں
بھر جانے سے اس یقین کے ساتھ ان مناظر سے منہ موڑ لیتی ہے کہ ارضی
مسرتیں روح کے تجسس کی تسکین نہیں کرسکتیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ مضمون
پڑھے جانے کے دوران میں وقتاً فوقتاً اظہار اطمینان کی گنگناہٹ پیدا
ہوئی اور اس کے ساتھ ساتھ سرگوشی میں منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ
سنائی دیے۔ "کتنا پیارا"، کتنا سچا ہے" وغیرہ اور جب وہ مضمون دل کو
متاثر کردینے والے خاص وعظ پر ختم ہوا تو پرجوش تالیاں بجائی گئیں۔
اس کے بعد ایک پتلی دبلی اور غمگین لڑکی اٹھی۔ اس کے چہرے پر بہت ہی
دلچسپ قسم کی زردی تھی۔ جو دوا کی گولیاں کھانے اور قبض سے پیدا ہوتی
ہے۔ اس نے ایک نظم پڑھی۔ اس کے دو بند پیش کردینے ہی کافی ہوں گے

مسوری کی دوشیزہ کا الاباما کو الوداعی پیغام

خدا حافظ الاباما۔ میں تجھ سے بہت محبت کرتی ہوں۔ لیکن اس
کے باوجود اب میں تجھے تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ کر جارہی ہوں! اداس ہوں
۔ ہاں۔ تیرے غم انگیز خیالات سے میرا دل لبریز ہے۔ میرے دماغ میں سلگتی
ہوئی یادوں کا ہجوم ہے۔
کیونکہ میں تیرے پھولوں سے لدے ہوئے جنگلوں میں گھومتی رہی ہوں
۔ میں گھومتی رہی ہوں اور تلاپوسا کی ندی کے قریب پڑھتی رہی ہوں اور میں
تلاسی کے جنگجو سیلابوں کو دندناتا ہوا سنتی رہی ہوں اور کوسا کی طرف صبح
کی دیوی کی کرنوں پر ڈورے ڈالتی رہی ہوں۔ لیکن کتنی شرم کی بات ہے کہ میرا
دل جذبات سے چھلک نہیں رہا ہے۔ اپنی اشک آلود آنکھوں کو پیچھے موڑنے

سے میرے رخساروں پر حجاب کی سرخی بھی نہیں دوڑ رہی ہے۔ کیونکہ اب میں کسی اجنبی سرزمین سے جدا نہیں ہو رہی ہوں۔ میں اپنی بہ آہیں اجنبیوں کے حوالے کر کے بھی نہیں جا رہی ہوں۔ اس ریاست میں میرا گھر تھا اور میرا خیر مقدم ہوتا تھا۔ میں اس ریاست کی وادیاں چھوڑ کر جا رہی ہوں۔ اس کے کلس میری آنکھوں سے اوجھل ہونے جا رہے ہیں۔

اے پیارے الاباما۔ جب میری آنکھیں، میرا دل اور میرے راز دار تیار تجھ سے سرد مہری اختیار کرنے لگیں تو وہ واقعی سرد ہو جائیں۔

وہاں بہت کم لوگ ایسے تھے جو راز و نیاز کا مطلب سمجھتے تھے لیکن نظم پھر بھی اطمینان بخش رہی۔

اس کے بعد سیاہی مائل رنگت والی۔ سیاہ آنکھوں اور سیاہ بالوں والی جوان خاتون نمودار ہوئی۔ اس نے بڑے دلکش انداز میں توقف سے کام لیا اور پھر بڑی المناک صورت بنالی۔ اور نیچے سُلے اور گمبھیر لہجہ میں اپنا مضمون شروع کیا۔

رات تاریک اور طوفانی تھی۔ آسمان پر تخت کے اردگرد ایک بھی تارا نہیں جھلملا رہا تھا لیکن بادلوں کی بھاری گرج کا گہرا زیر و بم کانوں میں مسلسل ارتعاش پیدا کر رہا تھا۔ اس درمیان میں بجلی کی خوفناک کڑک آسمان کے ابر آلود حجروں میں غضبناکی کے ساتھ دندنا رہی تھی۔ ایسا دکھائی دیتا تھا۔ کہ عظیم الشان فرینکلن نے اس کے خوف و دہشت پر اپنی طاقت کا جو تسلط جمالیا تھا۔ اس سے وہ نفرت کر رہی تھی۔ بیک وقت تند و تیز ہوائیں بھی اپنے منصوبہ خانہ گھروں سے باہر آ رہی تھیں اور ادھر ادھر ہنگامہ بپا کر رہی تھیں جیسے اپنی مدد سے اس منظر میں اضافہ کر رہی ہوں۔

ایسے تاریک اور بے کیف وقت میں میرا دل انسانی ہمدردی کے لئے آہیں بھر رہا تھا لیکن اس کی بجائے۔

میری عزیز ترین دوست۔ میری مبشر۔ میری غمگسار اور میری رہبر۔

۔ دکھ میں میرا سکھ ۔ اور مسرت میں میری مسرت۔ میری مدد کے لئے آ پہنچی ۔
وہ ان تابندہ لوگوں کی طرح چل رہی تھی جن کو رومانی مست اور نوجوان اپنے تصور کی جنت میں دھوپ سے چمکتی ہوئی رہگذاروں پر دیکھتے ہیں ۔ وہ حسن کی ملکہ تھی ۔ اور اپنی ہی برتر دلربائی کے سوا اور کسی زیور سے آراستہ نہیں تھی۔ وہ اتنی سبک گام تھی کہ اس کے قدموں کی آہٹ سنائی نہیں دیتی تھی ۔ اور اگر دوسری محل صحبت نہ ہونے والی خوبصورتیوں کی طرح اس کے خوشگوار مس سے پیدا ہونے والی جادو اثر ترنگ موجود نہ ہوتی تو وہ بے طلب اور ان دیکھی گذر جاتی ۔ اس کے خدوخال پر ایک عجیب قسم کی اداسی چھائی ہوئی تھی ۔ جیسے شبنم کے پیراہن پر پہلے آنسو ہوں ۔ اس نے جلد جلد کرتے ہوئے بیرونی عناصر کی طرف اشارہ کیا اور مجھ سے کہا کہ جو دو وجوہ پیش کئے گئے ہیں میں ان پر غور کروں۔

یہ ڈراونا خواب دس صفحات کے مسودہ پر مشتمل تھا اور یہ پرلیبیٹر بہت مذہب کو نہ ماننے والے لوگوں کی امیدوں کو تہہ و بالا کر دینے والے ایسے وعظ پر ختم ہوتا تھا کہ اسے پہلا انعام دیا گیا۔ اس مضمون کو اس شام کی بہترین کاوش قرار دیا گیا۔ کاؤنسل کے میئر ریمس ملڈبی نے اس مضمون کے مصنف کو انعام دیتے ہوئے ایک جوشیلی تقریر کی ۔ جس میں اس نے کہا کہ مضمون بہت فصیح و بلیغ ہے اور ایسا مضمون اس نے کبھی نہیں سنا۔ اور ڈینیل ویبسٹر خود بھی اس پر نازاں ہوگا۔
چلتے چلتے یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جن متعدد مضامین میں لفظ حسین ضرورت سے زیادہ استعمال کیا گیا تھا ۔ اور جن میں انسانی تجربہ کو "صفحہ حیات" بنا یا گیا ان کو حسب معمول اوسط درجہ کے مضامین سمجھا گیا۔
اب ماسٹر زندہ دلی کی حد تک مسرور میں تھا اس نے اپنی کرسی ایک طرف ہٹا دی ۔ اپنی پیٹھ حاضرین کی طرف موڑلی اور بلیک بورڈ پر امریکہ

کا نقشہ کھینچنا شروع کر دیا۔ تاکہ جغرافیہ کی کلاس کوشش کرا سکے لیکن اس نے اپنے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے بہت ہی بھدا نقشہ بنایا اور سارے کمرے میں دبی دبی ہنسی کی آواز گونج اٹھی۔ اسے معلوم ہو گیا معاملہ کیا ہے۔ اس نے اس کو درست کرنا شروع کر دیا۔ اس نے اسفنج سے لکیریں مٹا دیں اور نقشہ دوبارہ بنایا۔ لیکن لکیریں پہلے سے بھی زیادہ مسخ ہو گئیں۔ اور دبی دبی ہنسی زیادہ نمایاں ہو گئی۔ اب اس نے اپنی تمام تر توجہ اپنے کام پر مرکوز کر دی۔ جیسے اس نے تہیہ کر لیا ہو کہ وہ اس ہنسی کے آگے جھکے گا نہیں۔ اس نے خیال کیا کہ وہ کامیاب ہو رہا ہے۔ لیکن دبی دبی ہنسی جاری رہی۔ یہ ہنسی بظاہر بڑھ گئی۔ خیر ایسا ہو سکتا ہے اس کے سر کے اوپر ایک بالائی کمرہ تھا جس میں روشن دان تھا اور اس روشن دان میں سے ایک بلی باہر آ رہی تھی جو کندھوں میں پڑی ہوئی رسی کے ساتھ لٹک رہی تھی۔ اس بلی کے سر اور جبڑوں پر ایک چیتھڑا بندھا ہوا تھا۔ تاکہ وہ میاؤں میاؤں نہ کر سکے۔ وہ بلی دھیرے دھیرے نیچے آتی تو اوپر کی جانب بل کھا جاتی۔ اور رسی کو کاٹنے لگتی۔ اور جب وہ نیچے کی طرف گھومتی تو ہوا میں پنجے مارتی۔ دبی دبی ہنسی بلند سے بلند تر ہوتی جا رہی تھی۔ اب وہ بلی نیچے آ کر استاد کے سر سے چھ انچ دور رہ گئی تھی۔ وہ اور نیچے آ رہی تھی۔ وہ تھوڑا سا اور نیچے اتری اور اس نے اپنے پنجوں سے ماسٹر کی ٹوپی دبوچ لی۔ اور اس کے ساتھ چمٹ گئی اور جلد ہی اس بلی کو بالائی کمرے میں کھینچ لیا گیا۔ وہ بلی استاد کی ٹوپی کا جیتا ہوا انعام اپنے ساتھ لے گئی۔ ماسٹر کے گنجے سر سے روشنی کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں کیونکہ سائن بورڈ رنگنے والے کے بیٹے نے ماسٹر کے گنجے سر کو سنہرا رنگ کر دیا تھا۔ اس دفعہ سے جلسہ برخاست ہو گیا لڑکوں نے انتقام لے لیا۔ موسم گرما کی چھٹیاں شروع ہو گئیں۔

نوٹ: اس باب میں چھوٹے موٹے کے جن مضامین کا حوالہ دیا گیا ہے وہ دراصل ویبسٹر لیجی کی کتاب عنوان "نثر اور شاعری" سے بغیر کسی رد و بدل کے لئے گئے ہیں۔ لیکن وہ واضح اور قطعی طور پر اسکول کی طالبات کی طرز پر لکھے ہوئے ہیں اسلئے ذ

[illegible]

بائیسواں باب

ٹام کا اعتماد اسے دغا دیتا ہے

ٹام غیر معمولی سزا کی توقع کرتا ہے

ٹام "کیڈٹیس آف ٹیمپرینس"، (شراب اور دیگر برائیوں سے اجتناب کرنے والوں کی جماعت) کے نئے نظام میں شامل ہوگیا۔ نمود و نمائش کے شیدائی لوگ اس جماعت کے شاہی ساز و سامان کے باعث اس کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ ٹام نے وعدہ کیا کہ جب تک وہ اس جماعت کا رکن رہے گا تب تک سگریٹ نوشی تمباکو چبانے اور رالحاد سے گریز کرے گا۔ اب اسے ایک نئی بات کا پتہ چلا مثلاً کوئی بات نہ کرنے کا وعدہ کرنا ہی اس دنیا میں انسان کو اس پر مجبور کرنے کا قابل اعتماد راستہ ہے کہ وہ جائے اور وہی بات کرے۔ ٹام نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ اسے بھی یہ خواہش پریشان کر رہی ہے کہ وہ شراب پیئے اور گالیاں دے۔ یہ خواہش اس قدر زور پکڑ گئی کہ صرف اس امید ہی نے کہ تمایداسے سرخ پٹکا باندھ کر شان دکھانے کا موقع مل جائے۔ اسے نئے نظام کی رکنیت ترک کر دینے سے باز رکھا۔ ۴ جولائی آ رہی تھی۔ لیکن جلد ہی اس نے اسے ترک کر دیا۔ یعنی اسے یہ زنجیر پہنے ہوئے اڑتالیس گھنٹوں سے زائد نہیں ہوئے تھے کہ اس نے اس جماعت کی رکنیت ترک کر دی۔ اس نے اپنی امیدیں بوڑھے جج فریزر سے وابستہ کر دی تھیں جو مفصلات کا چھوٹے درجے کا مجسٹریٹ تھا۔ وہ بظاہر بستر مرگ پر تھا اور اس کا جنازہ دھوم سے نکلنے والا تھا کیونکہ وہ بہت بڑا افسر تھا۔ تین دن کے دوران میں ٹام نے جج کی حالت میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا اور اس کے متعلق خبر کا بیتابی سے انتظار کرتا رہا۔ بعض اوقات اس کی امید اتنا زور پکڑ جاتی کہ وہ اپنا ساز و سامان

باہر نکالنے کی ہمت کرتا اور آئینے کے سامنے مشق شروع کر دیتا۔ لیکن جج کی حالت
میں بڑے حوصلہ فرسا انداز میں اتار چڑھاؤ ہو رہا تھا۔ بالآخر اعلان کیا گیا کہ وہ رو بہ
صحت ہے اور پھر بتایا گیا کہ وہ علیل ہے۔ ٹام مایوس ہو گیا اور اس نے محسوس
کیا کہ اس کی توہین ہوئی ہے۔ اس نے فوراً اپنا استعفیٰ دے دیا۔ اس رات جج
پر بیماری کا پھر حملہ ہوا اور وہ مر گیا۔ ٹام نے فیصلہ کیا کہ وہ ایسے آدمی پر پھر کبھی
اعتماد نہیں کرے گا۔

جنازہ بہت ہی حسین تھا۔ اس جماعت کے اراکین کچھ ایسے انداز میں
پریڈ کر رہے تھے۔ جیسے وہ سابق ممبر کو فرط رشک سے ہلاک کر دینا چاہتے
ہوں۔ اب ٹام پھر ایک آزاد لڑکا تھا۔ بہرکیف اس آزادی میں بھی کوئی
بات تھی اب وہ شراب پی سکتا تھا۔ گالیاں دے سکتا تھا۔ لیکن اسے یہ
جان کر حیرت ہوئی کہ وہ ان میں سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا اس سادہ
سی حقیقت نے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے اس کی خواہش اور اس کے جادو کو ختم کر دیا۔

دفعتہً ٹام کو یہ جان کر حیرت ہوئی کہ موسم گرما کی جن چھٹیوں کی وہ آرزو
کرتا رہا تھا وہ بوجھ بننی شروع ہو گئی تھیں۔

ٹام نے روزنامچہ لکھنے کی کوشش کی۔ گزشتہ تین روز میں کوئی واقعہ ہی
نہیں ہوا تھا اس نے اس خیال کو بھی ترک کر دیا۔

سب سے پہلے حبشی مغنیوں کی ایک ٹولی قصبہ میں آئی اور اس
نے ہنگامہ بپا کئے رکھا۔ ٹام اور جو ہارپر نے مغنیوں کی ٹولی بنائی اور وہ دو دن
تک بہت خوش رہے۔

گلوریس فورتھ کا میلہ بھی ناکام رہا۔ چونکہ اس روز موسلا دھار بارش ہوتی
رہی جس کے باعث جلوس نہ نکالا گیا۔ اور دنیا کا سب سے بڑا آدمی (جیسا
کہ ٹام نے فرض کیا تھا) مسٹر بنٹن بھی جو حقیقی معنوں میں امریکہ کا سینیٹر (ممبر
کا رکن) تھا سخت مایوس کن ثابت ہوا کیونکہ نہ تو اس کا قد پچیس فٹ اور

نہ پچیس فٹ کے لگ بھگ تھا۔

ایک سرکس آیا۔ اس کے بعد لڑکے تین دن تک دریوں کے چیتھڑوں سے بنائے ہوئے خیمہ میں سرکس کا کھیل کھیلتے رہے۔ داخلہ کا ٹکٹ لڑکوں کے لئے تین پنّیں اور لڑکیوں کے لئے دو پنّیں تھا۔ پھر سرکس کا کھیل بھی ترک کر دیا گیا۔

علم کا سحر اور مسمریزم کا ماہر آیا اور چلا گیا اور گاؤں کو پہلے سے بھی زیادہ بے کیف اور بے رونق بنا کر چھوڑ گیا۔

لڑکوں اور لڑکیوں کی چند پارٹیاں اتنی کم مدت افزا تھیں کہ انھوں نے تکلیف دہ خلا کو اور بھی درد انگیز بنا دیا۔

قتل کی واردات کا ڈراؤنا بھید بھی ایک کہنہ مصیبت بن چکا تھا۔ یہ دوامی دکھ کا سرطان تھا۔

اس کے بعد خسرے کی وبا پھوٹی۔

ٹام دو طویل ہفتوں کے دوران میں دنیا اور اس کے واقعات سے بے خبر قیدی بن کر بستر پر دراز رہا۔ وہ سخت بیمار تھا۔ اسے کسی بات سے دلچسپی نہ تھی آخر کار جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور دھیرے دھیرے چلتا ہوا قصبہ میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ہر چیز اور ہر شخص میں ایک غم انگیز تبدیلی آ چکی تھی۔ وہاں بحالی کا دور شروع ہوا تھا اور نہ صرف بالغ بلکہ لڑکے اور لڑکیاں بھی مذہب کے پرستار ہو گئے تھے۔ ٹام اس امید میں گھومتا رہا کہ اسے کوئی تو خدا کا بخشا ہوا گناہگار چہرہ نظر آئے گا۔ لیکن اسے ہر جگہ مایوسی ہوئی۔ اس نے جو ہارپر کو انجیل کا مطالعہ کرتے دیکھا اور وہ اس مایوس کن منظر کی تاب نہ لاتے ہوئے وہاں سے واپس چلا آیا۔ اس نے بین روجرز کو ڈھونڈا اور دیکھا کہ وہ ٹوکری میں مذہبی تبلیغ کی کتابیں لئے ہوئے غریبوں کے ہاں جا رہا تھا۔ وہ جم ہولس کی تلاش میں نکلا جس نے اس کی توجہ اس امر کی طرف دلائی کہ اس کی خسرہ کی بیماری ایک بیش بہا نعمت تھی کہ اس نے وقت پر اسے خبردار کر دیا تھا۔ جس لڑکے سے وہ ملا اس نے اس کی یادلی میں

بہت ہی بہت اضافہ کر دیا۔ اور جب وہ انتہائی بیزاری کے عالم میں سہکل بری
فن کی آغوش میں پناہ لینے کے لئے دوڑا تو انجیل کے ایک اقتباس سے اس کا
خیر مقدم کیا گیا۔ اس کا دل ٹوٹ گیا اور وہ آہستہ آہستہ قدم رکھتا ہوا گھر چلا آیا
اور بستر پر دراز ہو گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ قصبہ میں صرف وہی ایک ایسا لڑکا ہے
جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گمراہ ہو چکا ہے۔

اس رات ایک تند و تیز طوفان آیا۔ اور پھر بارش ہوئی۔ بادلوں کی بھیانک
گرج سنائی دیتی رہی اور بجلی کڑکتی ہوئی چمکتی رہی۔ اس نے اپنے بستر کی چادر سے
سر ڈھانپ لیا اور خوفزدہ ہو کر اپنی موت کا انتظار کرتا رہا۔ کیونکہ اسے اس
بات میں ذرا بھی شک نہ رہا تھا کہ یہ سارا ہنگامہ اس کے لئے بپا تھا۔ اس کا خیال
تھا کہ اس نے آسمانی طاقتوں کے صبر و تحمل پر اتنا بوجھ ڈالا تھا کہ وہ ناقابل برداشت
ہو گیا تھا اور یہ طوفان اسی کا نتیجہ تھا۔ ایک کھٹمل کو توپ خانہ کی پوری تولیوں سے
ہلاک کرنا اس کے نزدیک گولہ بارود کو ضائع کرنے کے مترادف ہو سکتا تھا۔ لیکن
اسے اس قسم کا طوفان بپا کر کے اس جیسے کیڑے کو نیست و نابود کر دینے کی بات لغو
نظر نہیں آ رہی تھی۔

رفتہ رفتہ طوفان کم ہو گیا اور وہ اپنا مقصد پورا کئے بغیر ختم گیا۔ لڑکے کے دل
میں پہلا جذبہ یہ پیدا ہوا کہ وہ خدا کا شکر بجا لائے اور اپنی اصلاح کرے۔ اس کا دوسرا
جذبہ یہ تھا کہ وہ انتظار کرے کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی اور طوفان آئے۔

اگلے روز ڈاکٹر پھر واپس آ گئے۔ ٹام پھر بیمار ہو گیا۔ اس دفعہ اس نے بستر پر
جو تین ہفتے گزارے وہ ایک صدی کے برابر نظر آئے۔ آخر کار جب وہ نکل کر
باہر گیا تو وہ اسی بنا پر ممنون نہیں تھا۔ کہ اس کی جان بخش دی گئی تھی کیونکہ اسے
یاد آ رہا تھا کہ وہ کس قدر تنہا ہے۔ اس کا کوئی ساتھی نہیں ہے اور وہ واقعی اکیلا
ہے۔ وہ بڑی بے دلی سے سڑک پر پہنچا اور دیکھا کہ جم ہولس نوعمر مجرموں کی عدالت
میں جج کا پارٹ ادا کر رہا تھا جس میں ایک بلی پر اس کے شکار یعنی ایک پرندہ کی
موجودگی میں قتل کا مقدمہ چل رہا ہے۔ اس نے جو ہارپر اور ہک فن کو ایک گلی میں چرایا ہوا
خربوزہ کھاتے ہوئے دیکھا۔ بیچارے لڑکے! ان پر بھی ٹام کی طرح بیماری نے پھر حملہ کیا تھا۔

تیئسواں باب۔

بوڑھے مف کے دوست مف پاٹر عدالت میں

مف پاٹر بچ جاتا ہے

آخر کار خواب آلود فضا میں بڑے زور سے ہلچل پیدا ہوئی۔ قتل کا مقدمہ عدالت میں آگیا اور فوراً ہی گاؤں کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لینے والا موضوع گفتگو بن گیا۔ ٹام بھی اس کی زد سے بچ نہ سکا۔ قتل کی واردات کے ہر ذکر سے اس کے دل میں کپکپی پڑ جاتی کیونکہ اس کا پریشان ضمیر اور اس کے خوف اسے یہ ترغیب دیتے کہ یہ باتیں جان بوجھ کر اسے عبرت دلانے کے لئے سنائی جا رہی ہیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس پر یہ شک کیونکر کیا جا سکتا ہے کہ وہ قتل کے بارے میں کچھ جانتا ہے لیکن وہ ایسی گپ بازی کے دوران میں سکون محسوس نہیں کیا کرتا تھا۔ وہ اس خیال سے ہک کو ایک ویران جگہ لے گیا تاکہ اس کے متعلق اس سے بات کر سکے اسے ایک لمحے کے لئے اس معاملہ کے سلسلہ میں زبان کھولنے سے آرام ملے اور دوسرے غم زدہ شخص کے ساتھ اپنے دکھ کا بوجھ بانٹ سکے۔ اس کے علاوہ وہ یہ یقین کر لینا چاہتا تھا کہ ہک احتیاط سے کام لے رہا ہے یا نہیں۔

"ہک کیا تم نے اس کے بارے میں کسی کو کچھ بتایا ہے؟"

"کس کے بارے میں؟"

"تم جانتے ہو"

"نہیں ہرگز نہیں"

"کبھی ایک لفظ تک نہیں بتایا؟"

"نہیں ایک بھی لفظ نہیں بتایا۔ میری مدد کرو اور یہ بتاؤ کہ تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟"

"مجھے ڈر تھا"

"کیوں - ٹام سائر - اگر اس بات کا پتہ چل جاتا تو ہم دو دن بھی زندہ نہ رہتے تم یہ جانتے ہو؟"

ٹام نے بڑا سکون محسوس کیا اور تھوڑے سے وقفے کے بعد کہا۔

"ہک - کیا وہ تمہیں کسی کے ذریعہ یہ بتانے پر مجبور تو نہیں کر سکتے - کیا کر سکتے ہیں؟"

"وہ مجھے بتانے پر مجبور کر سکتے ہیں - اگر میں چاہتا ہوں کہ وہ دوغلی نسل کا انسان مجھے دریا میں ڈبو دے تو پھر وہ مجھے بتانے پر مجبور کر سکتے ہیں - اور کوئی طریقہ ہی نہیں ہے۔"

خیر - پھر تو ٹھیک ہے - میں سمجھتا ہوں کہ ہم جب تک چپ ہیں تب تک محفوظ ہیں لیکن آؤ - پھر ہم قسم کھائیں - اس طرح یقینی طور پر محفوظ رہیں گے۔"

مجھے منظور ہے"

"انھوں نے پھر خوفناک سنجیدگی کے ساتھ قسم کھائی"

"ہک - یہ تمہارے اردگرد باتیں کیا ہو رہی ہیں؟ میں نے اس سلسلے میں بہت کچھ سنا ہے۔"

"باتیں - ؟ مف پاٹر کے بارے میں ہو رہی ہیں - ہر وقت مف پاٹر کی رٹ لگائی جاتی ہے۔ مجھے پسینہ آیا رہتا ہے - لگاتار - مسلسل - اور مجھے یہ چھپانا پڑتا ہے کہ میرا سر چکرا رہا ہے"

"میرا بھی یہی حال ہوتا ہے - میں سمجھتا ہوں وہ بچ نہیں سکتا - کیا تمہیں کبھی کبھی اس پر افسوس بھی آتا ہے - ؟"

اکثر آتا ہے - اکثر آتا ہے - کوئی حساب ہی نہیں ہے - اور پھر اس بیچارے نے آج تک کسی کو گزند نہیں پہنچایا - تھوڑی سی مچھلیاں پکڑتا ہے تاکہ شراب پینے کے لئے روپیہ حاصل کر سکے - اور بہت آوارہ گردی کرتا ہے - لیکن میرے خدا - آوارہ گردی تو ہم سب کرتے ہیں - ہم میں سے بیشتر لوگ آوارہ گردی کرتے ہیں - مبلغ

اور اس قسم کے دوسرے لوگ۔ لیکن وہ نیک انسان ہے۔ ایک دفعہ اس نے مجھے آدھی مچھلی دیدی تھی۔ حالانکہ ہم دونوں کے لئے مچھلی کافی نہیں تھی۔ بعض اوقات جب قسمت نے میرا ساتھ نہیں دیا تو اس نے میری مدد کی۔"

"ہاں۔ اس نے میرے پتنگوں کی مرمت کی تھی یک۔ اور میری مچھلیاں پکڑنے کی بنسی پر کانٹے لگائے تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمیں اس کو مصیبت سے نجات دلانی چاہیئے۔"

"نہیں"، ہم اس کو مصیبت سے نجات نہیں دلا سکتے۔ اس کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ وہ اسے پھر پکڑ لیں گے۔"

ہاں۔ وہ اسے ضرور پکڑ لیں گے لیکن جب اس نے قتل کیا ہی نہیں ہے تو میں لوگوں کو اسے گالیاں دیتا ہوا سن کر ان سے نفرت کرتا ہوں۔"

معلوم۔ نفرت تو میں بھی کرتا ہوں۔ اوہ میرے خدا۔ میں ان کو یہ کہتا ہوا سنتا ہوں کہ اگر اسے رہا کر دیا گیا تو وہ سر راہ اس کی کھال ادھیڑ دیں گے۔"

"اور وہ ایسا ضرور کریں گے۔"

لڑکوں نے دیر تک گفتگو کی۔ لیکن اس سے ان کو چین نصیب نہ ہوا۔ اور جب دھندلکا پھیل گیا تو انھوں نے دیکھا کہ وہ ذرا الگ تھلگ واقع جیل کے قریب منڈلا رہے تھے اور شاید اپنے دل میں یہ امید لئے ہوئے تھے کہ کوئی ایسا واقعہ ظہور میں آئے گا جو ان کی دشواریاں دور کر دے گا۔ لیکن کوئی واقعہ ظہور میں نہیں آیا۔ انھیں ایسا نظر آتا تھا کہ اس بدنصیب قیدی میں کوئی فرشتہ اور کوئی پری دلچسپی نہیں رکھتی۔

لڑکوں نے وہی کچھ کیا جو وہ پہلے کئی دفعہ کر چکے تھے۔ وہ اس کی کوٹھڑی کے قریب گئے۔ اور انھوں نے پاٹر کو تھوڑا سا تمباکو اور دیا سلائیاں دیں۔ وہ نچلی منزل پر تھا جہاں کوئی پہرہ دار نہیں تھا۔

وہ ان کے تحائف پاکر جب ان کا شکریہ ادا کرتا تھا تو لڑکوں کا ضمیر پہلے

سے بھی زیادہ ان کی ملامت کرتا تھا۔ لیکن آج ان کے ضمیر نے بڑی گہری نشتر زنی کی۔
جب پاٹر نے ان سے یہ بات کہی تو انھوں نے آپ کو انتہا درجے کا بزدل اور مکار سمجھا۔
لڑکو۔ تم نے اس قصبے کے شخص کی نسبت مجھ سے زیادہ بھلائی کی ہے
میں اسے بھولتا نہیں ہوں۔ نہیں بھولتا ہوں۔ میں اکثر اپنے آپ سے کہتا ہوں
میں ان لڑکوں کے پتنگوں اور دوسری چیزوں کی مرمت کرتا رہتا تھا اور میں ان کو
مچھلیاں پکڑنے کی اچھی جگہیں بتایا کرتا تھا۔ اور ان کو حتی الامکان اپنا دوست بتایا
کرتا تھا اور اب جبکہ بوڑھا مف مصیبت میں مبتلا ہے وہ اسے بھول گئے ہیں
لیکن ٹام نہیں بھولا۔ ہک نہیں بھولا۔ وہ اسے نہیں بھولے ہیں۔ میں اپنے آپ
سے کہتا ہوں کہ میں کبھی انھیں بھولتا نہیں ہوں۔ لڑکو۔ میں نے نہایت ہی
بری بات کی ہے۔ بدوقت شراب پی کر پاگل بنا رہتا تھا۔ میں صرف اسی طرح
اس کا تجزیہ کر سکتا ہوں۔ اور اب مجھے اپنی اس حماقت کے لئے ایک جھٹکا لگنا ہے
اور یہ ٹھیک بھی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ بہر حال ٹھیک بھی ہے۔
اور بہتر بھی ہے۔ خیر ہم اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے۔ میں
نہیں چاہتا کہ تم کوئی دکھ محسوس کرو۔ تم نے مجھے اپنا دوست بنا لیا ہے لیکن
میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کبھی شراب نہ پینا۔ اس سے دور رہنا۔ جب
کوئی شخص بھاری مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو دوستوں کے چہرے دیکھ کر اسے
سکون ملتا ہے۔ تمھارے سوا یہاں اور کوئی نہیں آتا۔ یہ بہت اچھے دوستوں
کے چہرے ہیں۔ بہت اچھے دوستوں کے چہرے ہیں۔ ایک دوسرے کی پیٹھ پر چڑھ
جاؤ اور مجھے اپنے دوستوں کو چھو لینے دو۔ ہاں۔ بالکل ٹھیک۔ مجھ سے ہاتھ ملاؤ۔
تمھارے ہاتھ سلاخوں کے اندر آسکتے ہیں۔ لیکن میرا ہاتھ بہت بڑا ہے۔ تمھارے
یہ ہاتھ چھوٹے اور کمزور ہیں۔ لیکن ان ہاتھوں نے مف پاٹر کی بہت مدد کی
ہے۔ اور اگر ان کا بس چلے تو وہ اس کی اور بھی مدد کریں گے۔"
جب ٹام گھر گیا تو وہ بہت غم زدہ تھا اور اس رات اس کے خواب

خوف و دہشت سے بھرپور تھے۔ اگلے روز اور اس سے اگلے روز وہ عدالت کے
قریب منڈلاتا رہا۔ اس کا دل ناقابل مزاحمت جذبہ کے ساتھ کچہری کے
اندر جانا چاہتا تھا۔ لیکن وہ اپنے آپ پر جبر کر کے اس کے باہر رہتا تھا۔ بلکہ کئی
اسی تجربے سے گزر رہا تھا۔ وہ بڑی محنت کر کے ایک دوسرے سے گریز کرتے
تھے۔ وہ وقتاً فوقتاً وہاں سے چلے جاتے تھے لیکن پھر وہی افسردہ دلچسپی ان
کو فوراً وہاں واپس لے آتی تھی۔ جب عدالت کے کمرے سے کوئی آواز نکلتی ہوئی
آتا تھا تو ٹام اپنے کان کھڑے کر لیتا تھا۔ لیکن وہ ہمیشہ وہ پریشان کن خبر سنتا
تھا۔ بیچارے پاٹر کے گرد پھندے دھیرے دھیرے کستے چلے جا رہے تھے۔ دوسرے
دن کے اختتام پر گواہوں کی گفتگو اسباب پر مرکوز ہو چکی تھی کہ انجن جو کی شہادت
مقصود تھا اور غیر متزلزل ہے۔ اور اسباب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ
جیوری کا فیصلہ کیا ہو گا۔

اس رات ٹام دیر تک گھر سے باہر رہا اور کھڑکی میں سے آکر بستر پر دراز
ہوا۔ اس کے دل میں بڑی ہلچل مچی ہوئی تھی۔ وہ کئی گھنٹوں کے بعد سو سکا۔ اگلے
روز صبح کو سارا گاؤں کچہری میں جمع ہو گیا۔ کیونکہ آج کا دن عظیم ترین دن تھا۔ لوگوں
سے کھچا کھچ بھرے ہوئے کمرے میں اتنے ہی مرد تھے جتنی عورتیں تھیں طویل انتظار
کے بعد جیوری اپنی اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد پاٹر کو اتار کر لایا گیا۔ اس کا
چہرہ زرد تھا۔ نڈھال تھا۔ وہ گھبرایا ہوا اور مایوس تھا۔ اس کے ہاتھ پیر زنجیروں میں
تھیں اس کو ایسی جگہ بٹھایا گیا جہاں ہر شخص کی نگاہیں اس پر پڑ سکیں انجن جو بہت
ہی دلبر تھا اور اس کا چہرہ پہلے کی طرح بےحس تھا۔ پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ اور جج
آپہنچا اور شیرف نے مقدمہ کی کارروائی شروع ہونے کا اعلان کیا۔ حسب معمول
وکیلوں میں کھسر پھسر شروع ہوئی اور اس کے بعد کاغذات جمع کیے گئے۔ ان تفصیلات
نے اور ساتھ شروع ہونے والی دیگر تفصیلات نے تیاری کی فضاء پیدا کر دی جو اتنی
ہی مؤثر تھی جتنی دلکش تھی۔

اب ایک گواہ کو بلایا گیا جس نے اس امر کی تصدیق کی کہ اس نے مف پاٹر کو جس روز قتل کا پتہ چلا تھا۔ صبح سویرے نالے میں نہاتے ہوئے دیکھا تھا اور وہ فوراً وہاں سے کھسک گیا تھا۔ چند مزید سوالات کے بعد استغاثہ کے وکیل نے کہا۔

"آپ گواہ پر جرح کر سکتے ہیں۔"

قیدی نے ایک لمحے کے لئے اپنی نگاہیں اوپر اٹھائیں لیکن پھر نیچے جھکا لیں جب اس کے وکیل نے کہا۔

"میں اس سے کوئی سوال نہیں پوچھنا چاہتا۔"

دوسرے گواہ نے یہ ثابت کیا کہ اس نے لاش کے نزدیک چاقو پڑا ہوا دیکھا تھا۔ استغاثہ کے وکیل نے کہا۔

"آپ گواہ پر جرح کر سکتے ہیں"

"میں اس سے کوئی سوال نہیں پوچھنا چاہتا" پاٹر کے وکیل نے جواب دیا۔

تیسرے گواہ نے قسم کھائی کہ اس نے اکثر وہ چاقو پاٹر کی تحویل میں دیکھا تھا۔

"آپ گواہ پر جرح کر سکتے ہیں"

"پاٹر کے وکیل نے سوال پوچھنے سے انکار کر دیا۔ حاضرین کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہوئے۔ کیا یہ وکیل کوئی کوشش کئے بغیر اپنے موکل کی زندگی کا قلع قمع کر دینا چاہتا ہے؟"

بہت سے گواہوں نے یہ شہادت دی کہ جب پاٹر کو جائے وقوعہ پر لایا گیا تھا تو اس نے مجرمانہ برتاؤ کیا تھا۔ ان کو جرح کئے بغیر کٹہرے سے باہر چلے جانے کی اجازت دیدی گئی۔

اس روز صبح قبرستان میں ظہور میں آنے والے ضرر رساں واقعات کی تمام تفصیلات جو وہاں موجود لوگوں کو اچھی طرح یاد تھیں قابل اعتبار گواہوں نے پیش کی تھیں۔ لیکن پاٹر کے وکیل نے کسی پر جرح نہیں کی تھی۔ حاضرین کی بڑبڑاہٹ سے ان کی پریشانی اور بے اطمینانی ظاہر ہو رہی تھی جس پر جج کو سرزنش کرنی پڑی۔

اب استغاثہ کے وکیل نے کہا۔

"ہم نے ان شہریوں کے حلف کی بنا پر جن کا ایک ایک لفظ شکست بالاتر ہے ناقابل تردید طور پر اس گھناؤنے جرم کی فرد کٹہرے میں موجود بد نصیب قیدی پر عائد کی ہے۔ ہم اپنا مقدمہ یہاں ختم کرتے ہیں۔"

بیچارے پاٹر کے منہ سے ایک کراہ نکل گئی۔ اس نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا اور اس کا جسم لرزنے لگا۔ اس درمیان میں عدالت کے کمرے میں اذیت ناک سکوت طاری ہو گیا۔ بہت سے لوگوں کا دل پسیج گیا اور بہت سی عورتوں کا ترس ان کے آنسوؤں کی صورت میں چھلکنے لگا۔ وکیل صفائی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا۔

حضور! یہ مقدمہ شروع ہونے پر ہم نے اپنے دلائل میں اپنی غرض وغایت کا ایسا نقشہ پیش کیا تھا کہ یہ ثابت کر سکیں کہ ہمارے موکل نے اس وقت اس خوفناک جرم کا ارتکاب کیا تھا جبکہ اس پر شراب کے پیدا کردہ اندھے اور غیر ذمہ دارانہ بحران کا اثر تھا۔ اب ہم نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا ہے۔ ہم یہ دلیل پیش نہیں کریں گے۔ (اور پھر کلرک سے مخاطب ہو کر)

"ٹام سائر کو بلاؤ"

عدالت کے کمرے میں موجود ہر شخص کے چہرے پر سنجیدہ حیرت کے آثار پیدا ہوئے اور پاٹر بھی حیران و ششدر تھا۔ جب ٹام اٹھا اور کٹہرے میں اپنی جگہ جا کھڑا ہوا تو ہر آنکھ تعجب خیز دلچسپی کے ساتھ اس پر جم گئی۔ لڑکا سخت وحشت زدہ نظر آ رہا تھا کیونکہ وہ بہت ڈرا ہوا تھا۔ اسے حلف دلایا گیا۔

"ٹام سائر تم ۱۷ جون کو آدھی رات کے وقت کہاں تھے؟"

ٹام نے انجن جو کے آہنی چہرے کی طرف دیکھا اور اس کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکلا۔ حاضرین سانس روک کر ہمہ تن گوش تھے لیکن ٹام کے منہ سے لفظ ہی نہیں نکل رہے تھے۔ چند لمحوں کے بعد لڑکے نے تھوڑی سی قوت مجتمع کی اور

اس قوت کو کافی حد تک اپنی آواز میں بھی شامل کیا تاکہ چند حاضرین اسے سن سکیں

"قبرستان میں"

"ذرا بلند آواز سے۔ براہ کرم۔ ڈرو نہیں۔ ٹام۔"

"میں قبرستان میں تھا۔"

انجن جو کے چہرے پر نفرت انگیز مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"کیا تم ہارس ولیمز کی قبر کے نزدیک کہیں موجود تھے؟"

"جی ہاں۔"

"ذرا بلند آواز سے بولو۔ ٹام۔ اس کی قبر سے کس قدر نزدیک تھے؟"

"جتنا میں آپ سے دور ہوں"

"کیا تم چھپے ہوئے بیٹھے تھے یا نہیں۔"

"میں چھپا ہوا بیٹھا تھا"

"کہاں؟"

"قبر کے نکڑ پر املیوں کے پیچھے"

انجن جو بدک اٹھا اور اس کا بدلتا رنگ صاف نظر آ گیا

"کیا تمہارے ساتھ کوئی اور تھا؟"

"جی ہاں جناب۔ میں وہاں۔"

"ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ تمہیں اپنے ساتھی کا نام بتانے کی ضرورت نہیں۔ ہم اس کو مناسب وقت پر پیش کریں گے۔ کیا تم اپنے ساتھ وہاں کوئی چیز لے گئے تھے؟"

"ٹام ایک لمحہ کے لئے ہچکچایا اور پریشان نظر آ رہا تھا۔"

"میرے بچے۔ بولو۔ ہمت نہ ہارو۔ صداقت کا ہمیشہ احترام کیا جاتا ہے۔ تم وہاں کیا لے گئے تھے"

"صرف ایک مردہ بلی"

لوگ ہنسے لیکن جج نے ان کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

ہم اس بلی کا ڈھانچہ پیش کریں گے - اب میرے بچے - ہمیں یہ بتاؤ کہ وہاں کیا ظہور میں آیا۔ تم اپنے الفاظ میں بیان کرو۔ کوئی بات چھوڑنا نہیں اور تمہیں بڑھانا ہے۔

ٹام نے اپنی کہانی کا آغاز کیا۔ پہلے ہچکچاہٹ کے ساتھ اور پھر جب اس کہانی کے موضوع نے اسے گرما دیا تو الفاظ اس کے منہ سے اپنے آپ تیز دھار کی طرح بہنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کی اپنی آواز کے سوا ساری آوازیں خاموش ہو گئیں۔ ہر آنکھ اس پر جمی ہوئی تھی۔ حاضرین کھلے ہونٹوں اور رکے ہوئے سانس کے ساتھ اس کی بات سن رہے تھے — اور ان کا دھیان وقت کی طرف نہیں جا رہا تھا۔ وہ کہانی کی خوفناک دلکشی میں گھر کر رہ گئے تھے۔ اس وقت دل میں گھٹے ہوئے جذبات پر بوجھ اپنی انتہا کو پہنچ گیا جب لڑکے نے کہا اور جب ڈاکٹر نے تختہ نکال کر دے مارا اور رمف پاٹر گر پڑا تو انجن جو چاقو لیے ہوئے کودا اور ... دھماکا - اور دوغلی نسل کا انسان بجلی کی سی تیزی کے ساتھ کھڑکی کی طرف اچھلا اور اپنے مخالفوں کے بیچ میں سے راستہ بناتا ہوا غائب ہو گیا -

---

چوبیسواں باب۔

ٹام گاؤں کے ہیرو کی حیثیت میں، عظمت و جلال کے دن اور خوف و دہشت کی راتیں، انجن جو کا تعاقب۔

ٹام ایک بار پھر درخشندہ و تابندہ ہیرو بن گیا۔ بوڑھوں کا لاڈلا اور جوانوں کے لئے قابل رشک۔ اس کا نام چھپ کر غیر فانی بھی ہو گیا کیونکہ گاؤں کے اخبار نے اس کا ذکر بڑھا چڑھا کر کیا۔ کچھ ایسے بھی لوگ تھے جن کو یقین تھا کہ اگر وہ تختۂ دار پر لٹکنے سے بچ گیا تو امریکہ کا صدر بنے گا۔

حسب معمول متلون مزاج اور غیر منطقی دنیا نے مف پاٹر کو گلے سے لگا لیا اور اس سے اتنا ہی پیار کیا جتنی پہلے اسے گالیاں دی تھیں۔ لیکن اس قسم کا رویہ دنیا کی خوبی ہے اس لئے اس میں کوئی عیب نکالنا اچھی بات نہیں۔

ٹام کے دن عظمت و جلال کے دن اور اس کے لئے فخر و مباہات کا باعث تھے لیکن اس کی راتیں خوف و دہشت کا موسم تھیں۔ انجن جو اس کے سارے خوابوں پہ چھایا ہوا تھا اور انجن جو کی آنکھوں میں ہمیشہ موت کی جھلک ہوتی تھی۔ لڑکے کو کوئی ترغیب رات ہو جانے کے بعد گھر سے باہر نکلنے پر مجبور نہیں کر سکتی تھی۔ بیچارا ہک بھی اسی اندوہ اور خوف کے عالم سے گزر رہا تھا کیونکہ ٹام نے مقدمہ کے عظیم دن سے ایک رات پہلے وکیل کو سارا قصہ سنا دیا تھا۔ اور ہک بہت ڈر رہا تھا کہ اس معاملہ میں اس کا جو ہاتھ تھا اس کا بھید کہیں افشا نہ ہو جائے۔ وہ یہ سوچ ہی نہیں رہا تھا کہ انجن جو کے فرار کی وجہ سے وہ عدالت میں گواہی دینے سے بچ گیا تھا۔ بیچارے ہک نے وکیل سے یہ وعدہ لیا تھا کہ وہ اس کا نام پردۂ راز میں رکھے گا۔ لیکن اس وعدہ سے کیا ہونا تھا۔ کیونکہ ٹام کا ہراساں ضمیر رات

کو اسے وکیل کے گھر لے گیا تھا اور اس کے ان ہونٹوں سے وہ خوفناک کہانی کہلوائی تھی جن پر انتہائی غمگین اور مہیب قسموں کی مہر لگی ہوئی تھی۔ انسانی نسل پر یک کا اعتماد قریب قریب ختم ہو چکا تھا۔

مف بائٹر ہر روز ٹام کا شکریہ ادا کرتا تھا جس سے ٹام خوش ہوتا تھا کہ اس نے اس کے حق میں بیان دیا تھا۔ لیکن رات کو وہ اس خواہش کا اظہار کیا کرتا کہ کاش اس نے اپنی زبان بند رکھی ہوتی۔

نصف وقت تک ٹام ڈرتا رہتا کہ انجن جو کبھی پکڑا نہیں جائے گا اور نصف وقت تک اسے یہ ڈر رہتا کہ وہ پکڑا جائے گا۔ اسے یقین تھا کہ جبتک وہ آدمی مر نہیں جائے گا۔ اور وہ اس کی لاش دیکھ نہیں لے گا تب تک وہ آرام کا سانس نہیں لے سکے گا۔

انعامات پیش کئے گئے ملک کا کونہ کونہ چھان مارا گیا لیکن انجن جو کہیں نہ ملا۔ ایک ہمہ گیر اور حیرت انگیز عجوبہ ظہور میں آیا یعنی سینٹ لوئس سے ایک سراغرساں وہاں آپہنچا۔ وہ چار سو کونوں میں جھانکتا رہا۔ اپنا سر ہلاتا رہا۔ عقلمند نظر آتا رہا اور اس نے اس قسم کی ایک نمایاں کامیابی حاصل کی جو اس کے فن سے تعلق رکھنے والے اراکین عام طور سے حاصل کیا کرتے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے سراغ مل گیا لیکن قتل کے لئے آپ سراغ کو تو پھانسی پر لٹکا نہیں سکتے۔ اس لئے جب وہ سراغرساں اپنا کام کر کے گھر چلا گیا تو ٹام نے اپنے آپ کو پہلے کی طرح غیر محفوظ پایا۔

دھیرے دھیرے دن گذرتے گئے اور ہر بیتا ہوا دن اپنے پیچھے خدشہ کا ذرا ہلکا بوجھ چھوڑتا چلا گیا۔

پچیسواں باب۔

بادشاہوں اور جواہرات کے بارے میں، خزانہ کی تلاش، مردہ لوگ اور بھوت۔

درست سانچے میں ڈھلے ہوئے ہر لڑکے کی زندگی میں ایک ایسا وقت آتا ہے جب اس کے دل میں اس آرزو کا طوفان اٹھتا ہے کہ وہ کہیں جائے اور مدفون خزانہ کھودے۔ ایک روز ٹام کے دل پر یہ خواہش مسلط ہو گئی۔ وہ جو ہارپر کو ڈھونڈنے کے لئے باہر نکلا۔ لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد وہ بین روجرز کی تلاش میں نکلا۔ وہ مچھلیاں پکڑنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ اتفاقاً خون سے رنگے ہاتھ ہک فن سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ ہک نے اس کا خیر مقدم کیا۔ ٹام اسے الگ لے گیا اور رازدارانہ انداز میں اس کو سارا معاملہ بتایا۔ ہک ہر اس مہم میں ہاتھ ڈالنے کے لئے آمادہ ہوتا تھا جو تفریح کی پیش کش کرتی تھی۔ اور جس میں کوئی پونجی نہیں لگانی پڑتی تھی۔ کیونکہ اس کے پاس اس قسم کے وقت کی تکلیف وہ حد تک فراوانی تھی جو روپیہ نہیں ہوتا۔ ہمیں کہاں کھدائی کرنی ہوگی۔ ہک نے کہا۔

"اوہ کھدائی کہیں بھی کی جاسکتی ہے۔"

"کیوں کیا خزانہ ہر جگہ مدفون ہوتا ہے"

نہیں۔ ایسا تو نہیں ہوتا لیکن خاص مقامات میں پوشیدہ ہوتا ہے ہک۔ بعض اوقات جزیروں پہ ہوتا ہے۔ لعض اوقات کسی خشک پیڑ کی جڑ کے نیچے گلے سڑے صندوق میں ہوتا ہے جہاں رات کو پرچھائیاں پڑتی ہیں لیکن خزانے زیادہ تر ویران اور آسیب زدہ مکانوں کے فرش کے نیچے ہوتے ہیں"

"ان خزانوں کو کون چھپا کر رکھتا ہے"

"کیوں۔ ڈاکو چھپا کر رکھتے ہیں۔ اور تمھارا کیا خیال ہے۔ کیا مسٹر اسکول کے سپرنٹنڈنٹ چھپا کر رکھتے ہیں۔؟"

"میں نہیں جانتا۔ اگر میرے پاس خزانہ ہوگا تو میں اسے چھپاؤں گا نہیں۔ میں اسے خرچ کر دوں گا اور مزے اڑاؤں گا۔"

"میں بھی ایسا ہی کروں گا۔ لیکن ڈاکو ایسا نہیں کرتے۔ وہ اسے ہمیشہ چھپا کر رکھتے ہیں اور وہیں رہنے دیتے ہیں۔"

"کیا وہ پھر اسے لینے نہیں آتے"

نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اسے آکر لے جائیں گے لیکن نشانی بھول جاتے ہیں یا مر جاتے ہیں۔ بہرکیف وہ خزانہ وہاں پڑا رہتا ہے اور زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ کسی کو زرد کاغذ مل جاتا ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ نشانات کیسے مل سکتے ہیں۔ اس کاغذ کی عبارت پڑھنے میں ایک ہفتہ لگ جاتا ہے کیونکہ اس کاغذ پر صرف علامتیں ہوتی ہیں اور تصویری خطوط ہوتے ہیں"

"تصویری خطوط؟"

"ہاں تصویری خطوط۔ اس کاغذ پر تصویریں ہوتی ہیں تم تو جانتے ہو۔ ان کا ویسے کوئی مطلب نہیں ہوتا۔"

"ٹام۔ کیا تمھارے پاس وہ کاغذ ہے"

"نہیں"

"تو پھر تم وہ نشانات کیسے ڈھونڈو گے؟"

"مجھے نشانات نہیں چاہئیں۔ وہ لوگ ہمیشہ خزانہ کسی آسیب زدہ کان یا جزیرہ پر یا مرجھائے ہوئے درخت کے نیچے دباتے ہیں۔ جس کی ایک جڑ باہر نکلی ہوئی ہوتی ہے۔ ہم جیکسن کے جزیروں کو تھوڑا سا آزما چکے ہیں۔ ہم پھر کسی وقت کوشش کر سکتے ہیں۔ اور سٹل ہاؤس کی شاخوں میں ایک پرانا آسیب زدہ مکان ہے۔ جہاں بہت سی پرانی خشک جڑوں والے پیڑ ہیں۔ بیکار درختوں کے ڈھیر۔"

"کیا ان سب پیڑوں کے نیچے خزانے ہیں۔"

"تم کیسی باتیں کرتے ہو۔؟ نہیں"

"تو پھر تمھیں کیسے پتہ چلے گا کہ خزانہ کس درخت کے نیچے ڈھونڈنا ہوگا۔"

"سب درختوں کے نیچے ڈھونڈنا ہوگا"

"کیوں ٹام۔ ایسا کرنے میں تو سارا موسم گرما بیت جائے گا"

تو پھر کیا ہوا؟ فرض کرو کہ تمھیں پیتل کا برتن مل جائے جس میں سو ڈالر ہوں زنگ آلود اور چمکیلے۔ یا جواہرات سے بھرا ہوا گلدستہ!

"صندوق مل جائے تو پھر کیسا رہے۔؟"

ہک کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

"پھر تو غضب ہو جائے۔ میرے لئے تو غضب ہو جائے۔ مجھے تو بس سو ڈالر دے دینا۔ مجھے جواہرات نہیں چاہئیں"

"اچھی بات ہے۔ لیکن میں تم سے شرط لگاتا ہوں کہ میں جواہرات پھینک نہیں دوں گا۔ بعض ہیرے بیس بیس ڈالر کے ہوتے ہیں اور کوئی بھی ایسا ہیرا نہیں ہوتا جس کی قیمت ۷۰ سینٹ یا ایک ڈالر نہ ہو۔"

"کیا سچ۔؟"

"یقیناً۔ تم کسی سے پوچھ سکتے ہو۔ کیا تم نے کبھی کوئی ہیرا نہیں دیکھا؟"

"مجھے تو یاد نہیں"

"اوہ بادشاہوں کے پاس تو ان کے انبار ہوتے ہیں۔"

"ٹام۔ لیکن میں کسی بادشاہ کو جانتا نہیں"

"میرا بھی خیال ہے کہ تم نہیں جانتے ہو۔ لیکن اگر تم یورپ جاؤ تو تم ان سے کشتی بھری ہوئی دیکھو گے اور وہ اچھل رہے ہوں گے"

"کیا وہ اچھلتے بھی ہیں۔؟"

"اچھلتے ہیں۔ اوہ تمھاری دادی۔ نہیں۔"

"تو پھر تم نے یہ کیوں کہا تھا کہ وہ اچھلتے ہیں۔"

"میرا مطلب تو صرف یہ تھا کہ تم انھیں دیکھ سکو گے۔ میری مراد یہ نہیں تھی کہ وہ کودتے ہیں۔ انھیں کودنے کی کیا ضرورت ہے؟ میرا مطلب ہے کہ تم ان کو عام طور سے ادھر ادھر بکھرے ہوئے دیکھ سکتے ہو۔ اس بوڑھے اور کبڑے رچرڈ کی طرح۔"

"رچرڈ؟ اس کا دوسرا نام کیا ہے؟"

"اس کا دوسرا کوئی نام نہیں۔ بادشاہوں کا نام وہی ہوتا ہے جو ان کو دیا جاتا ہے۔"

"نہیں۔"

"ہاں۔ ان کا دوسرا کوئی نام نہیں ہوتا۔"

"خیر۔ بادشاہوں کو یہ نام پسند ہوں تو اچھی بات ہے لیکن میں بادشاہ نہیں بنتا۔ اور کسی کا دیا ہوا نام نہیں لینا چاہتا۔ حبشی کی طرح۔ اور سنو ٹام! تم پہلے کہاں کھدائی کرو گے؟"

"مجھے معلوم نہیں۔ کیوں نہ ہم پہلے سٹل ہاؤس کی شاخ کے دوسری طرف پہاڑی پر مرجھائی ہوئی شاخوں والے پرانے درخت سے شروع کریں۔"

"مجھے منظور ہے۔"

انھوں نے ایک ٹوٹی پھوٹی کدالی اور ایک پھاوڑا حاصل کیا اور اپنے تین میل کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ وہ وہاں ہانپتے اور گرمائے ہوئے پہنچے۔ انھوں نے سستانے اور پائپ پینے کے لئے بڑ دس کے ایلم کی چھاؤں میں اپنے آپ کو گرا دیا۔

"مجھے یہ پسند ہے۔" ٹام نے کہا۔

"اور مجھے بھی۔"

"سنو ہک! اگر ہمیں یہاں خزانہ مل گیا تو تم اپنے حصے کا کیا کرو گے؟"

"میں! میں ہر روز ایک سموسہ کھایا کروں گا اور ایک گلاس سوڈا پیا کروں گا اور جو سرکس آئے گا اسے دیکھنے جایا کروں گا۔ میں شرط لگاتا ہوں کہ خوب مزے اڑاؤں گا۔"

"ہاں۔ لیکن کیا تم کچھ بچاؤ گے نہیں؟"

"بچاؤں گا؟ کس لئے بچاؤں گا؟"

"تاکہ تم رفتہ رفتہ اس پر گزر بسر کر سکو"

"اس کا کیا فائدہ؟"، اگر میں اسے تیزی سے ختم نہیں کروں گا تو ایک دن میرا ابا آئے گا اور اسے چھین لے گا۔ اور میں تمھیں بتاتا ہوں وہ اسے فوراً ہی چٹ کر جائے گا۔ تم اپنے حصے کا کیا کروگے ٹام؟"

"میں ایک نیا ڈھول لوں گا۔ اور یقیناً ایک تلوار لوں گا۔ ایک سرخ نکٹائی لوں گا اور ایک بچھڑا۔ اور شادی کر لوں گا"

"شادی!"

"ہاں"

"ٹام۔ کیوں۔ تم شاید اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہو"

"ٹھہرو۔ اور تم دیکھ لینا"

"تم یہ بہت بڑی حماقت کروگے۔ تم ذرا میرے باپ اور میری ماں کو دیکھو۔ وہ لڑتے ہیں۔ اور مجھے اچھی طرح یاد ہے ہمیشہ لڑتے رہے ہیں"

"یہ کوئی بات نہیں ہے۔ میں جس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں وہ مجھ سے نہیں لڑے گی"

"ٹام میرا تو خیال ہے کہ سب لڑکیاں ایک جیسی ہوتی ہیں۔ وہ مرد کو تنگ کر رکھتی ہیں۔ اب بھی بہتر ہے کہ تم تھوڑی دیر کے لئے اس پر غور کرو۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ یہی بہتر ہے کہ تم تھوڑی دیر کے لئے اس پر غور کرو۔ اس چھوری کا نام کیا ہے؟"

"وہ چھوری نہیں ہے۔ لڑکی ہے"

"میرے خیال میں تو یہ ایک سی بات ہے۔ کچھ لوگ چھوری کہتے ہیں اور کچھ لوگ لڑکی۔ دونوں ہی ٹھیک ہیں۔ بہرکیف اس کا نام کیا ہے۔ ٹام؟"

"میں پھر کبھی بتاؤں گا۔ اس وقت نہیں"

"اچھی بات ہے۔ یہی کافی ہے۔ لیکن اگر تم شادی کر لوگے تو میں پہلے سے زیادہ تنہا ہو جاؤں گا"

"نہیں ۔ تم تنہا نہیں رہو گے ۔ تم میرے پاس آکر رہو گے ۔ اب یہاں سے اٹھو ۔ ہم کھدائی شروع کریں گے ۔"

وہ آدھ گھنٹے تک کام کرتے رہے اور پسینہ بہاتے رہے ۔ کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا ۔ انھوں نے آدھ گھنٹے تک اور مشقت کی ۔ نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات نکلا ۔ " پک نے کہا ۔

"کیا وہ خزانہ اتنی ہی گہرائی میں دباتے ہیں "

"کبھی کبھی ۔ لیکن ہمیشہ نہیں ۔ عام طور سے پک ۔ میں سمجھتا ہوں ہم ٹھیک جگہ کھدائی نہیں کر رہے ہیں "

لہذا انھوں نے ایک نئی جگہ کا انتخاب کیا اور پھر کھودنا شروع کر دیا ۔ کام کرنے کی رفتار تھوڑی سی دھیمی پڑ گئی لیکن وہ جٹے رہے ۔ وہ خاموشی سے کھدائی کرتے رہے ۔ بالآخر ہک پھاوڑے پر جھک گیا ۔ اس نے اپنی آستین سے اپنے ماتھے کا پسینہ پونچھا اور کہا ۔

" یہاں کام ختم ہو جانے کے بعد تم کہاں کھدائی کرو گے ؟ "

" میرا خیال ہے وہاں کارڈف ہل پر بیوہ کے مکان کے پیچھے پرانے درخت کے نیچے کھدائی کریں گے ۔ "

" میرا خیال ہے وہاں اچھا رہے گا ۔ لیکن ٹام کیا وہ بیوہ ہم سے خزانہ چھین نہیں لے گی ؟ کیونکہ وہ پیڑ اس کی زمین پر ہے "

" وہ چھین لے گی ۔ ذرا ایک دفعہ کوشش تو کر کے دیکھے ۔ مدفون خزانہ اس کا ہوتا ہے جس کو ملتا ہے ۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کس کی زمین پر ہے "

" یہ دلیل کافی اطمینان بخش تھی ۔ کام جاری رہا ۔ رفتہ رفتہ ہک نے کہا "

" میں سمجھتا ہوں ۔ ہم پھر غلط جگہ کھدائی کر رہے ہیں ۔ تمھارا کیا خیال ہے ۔

" بڑی عجیب بات ہے ۔ ہک ۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا ۔ بعض اوقات جادوگرنیاں مداخلت کرتی ہیں ۔ میرا خیال ہے بس یہی مصیبت ہے ۔ "

"بکو اس ۔ دن کو جادو گر نیاں بے بس ہوتی ہیں ۔"

"ہاں ٹھیک کہتے ہو ۔ میں نے یہ تو سوچا ہی نہیں تھا ۔ اوہ میں جانتا ہوں معاملہ کیا ہے ۔ ہم بھی کس قدر احمق ہیں ۔ ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ آدھی رات کو پیڑ کی شاخ کا سایہ کہاں پڑتا ہے ۔ اور وہاں کھدائی کرنی پڑتی ہے ۔"

"تو پھر چھوڑو اسے ۔ ہم نے احمقوں کی طرح خوامخواہ اتنا کام کیا ہے ۔ اب اسے چھوڑو ۔ ہمیں رات کو یہاں آنا پڑے گا ۔ یہ جگہ بہت دور ہے ۔ کیا تم گھر سے باہر نکل سکو گے ۔؟"

میں شرط لگاتا ہوں کہ نکل سکوں گا ۔ ہمیں رات کو یہ کام کرنا پڑے گا کیونکہ اگر کسی نے یہ گڑھے دیکھ لئے تو وہ فوراً سمجھ جائے گا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے اور وہ بھی خزانہ ڈھونڈنے لگے گا ۔

"اچھا تو میں رات کو آؤں گا ۔ اور میاؤں میاؤں کروں گا ۔"

"اچھی بات ہے ۔ آؤ ہم یہ اوزار ان جھاڑیوں میں چھپا دیں ۔"

لڑکے مقررہ وقت پر رات کو وہاں پہنچے ۔ وہ سایہ میں بیٹھے ہوئے انتظار کرتے رہے ۔ یہ ایک ویران جگہ تھی اور پرانی روایات نے اس ساعت کو بڑا گمبھیر بنا دیا تھا ۔ روحیں سرسراتے ہوئے پتوں میں سرگوشیاں کر رہی تھیں ۔ اور بھوت تاریک گوشوں میں منڈلا رہے تھے ۔ دور سے شکاری کتے کے بھونکنے کی آواز آئی ۔ الّو نے خوف آور لے میں اس کا ساتھ دیا ۔ لڑکوں کو ماحول کی ان سنجیدگیوں نے خاموش کر دیا ۔ وہ بہت کم باتیں کر رہے تھے ۔ رفتہ رفتہ ان کو اندازہ ہوا کہ بارہ بج گئے ہیں ۔ انھوں نے اس جگہ نشان لگا دیا جہاں پرچھائیاں پڑی تھیں انھوں نے کھودنا شروع کر دیا ۔ وہ بہت پر امید ہو گئے ۔ ان کی دلچسپی بڑھنے لگی اور اس کے ساتھ ان کی کام کرنے کی رفتار تیز ہو گئی ۔ ان کا گڑھا گہرا اور زیادہ گہرا ہوتا جا رہا تھا ۔ کدال جب کسی چیز سے جا کر ٹکراتی تھی تو اسے سن کر ان کا دل ان کے سینے میں اچھل پڑتا تھا لیکن ان کو نئی مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا تھا کیونکہ کدال کسی پتھر یا مٹی

کے ڈھیلے سے ٹکرائی تھی۔ آخر کار ٹام نے کہا۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں ہک۔ ہم پھر غلط جگہ پر کھدائی کر رہے ہیں"

"خیر۔ ہم غلطی نہیں کر سکتے۔ ہم نے تو اس سایہ کا آخری نقطہ تک نشان لگایا تھا"

"میں جانتا ہوں۔ لیکن ایک اور بات بھی تو ہے"

"وہ کیا ہے؟"

"کیوں۔ ہم نے اس وقت صرف اندازہ لگایا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں زیادہ دیر ہو گئی ہو یا ہم نے بہت پہلے نشان لگا دیا ہو۔"

ہک نے اپنا پھاوڑا گرا دیا۔

"بالکل ٹھیک" اس نے کہا۔ "یہی تو مصیبت ہے۔ ہمیں اس گڑھے کی کھدائی بھی ترک کرنی پڑے گی۔ ہم تو صحیح وقت بھی نہیں بتا سکتے۔ اس کے علاوہ اس قسم کی بات بہت ہی خوفناک ہے۔ یعنی رات کو اس وقت جب جادوگرنیاں اور بھوت چاروں طرف منڈلا رہے ہیں۔ میں اس طرح محسوس کرتا ہوں جیسے ہر وقت کوئی نہ کوئی چیز میرے پیچھے ہو۔ میں مڑ کر دیکھتا ہوا ڈرتا ہوں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ موقع کی تلاش میں ہوں۔ جب سے میں یہاں آیا ہوں تب سے میرے سارے بدن میں جھرجھری دوڑتی ہے۔"

"میرا بھی یہی حال ہے ہک۔ جب ڈاکو پیڑ کے نیچے خزانہ دباتے ہیں تو وہاں ہمیشہ ایک مردہ شخص رکھ دیتے ہیں۔ تاکہ وہ اس خزانہ کی نگرانی کرتا رہے۔"

"اوہ میرے خدا"

"ہاں۔ وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ میں نے ہمیشہ یہ بات سنی ہے"

"ٹام۔ میں وہاں کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنا چاہتا جہاں مردہ لوگ ہوں۔ ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ سے آدمی ضرور مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

"میں بھی ان کو ہلانا جلانا نہیں چاہتا۔ فرض کرو یہاں جو مردہ دبا ہوا ہے وہ اپنی کھوپڑی نکالے اور کوئی بات کہے۔"

"ٹام ایسی بات نہ کہو۔ یہ بہت خوفناک ہے۔"
"ہاں۔ ہے تو ٹھیک۔ میں بھی سکون محسوس نہیں کر رہا ہوں"
"مسٹر ٹام۔ آؤ یہاں کھدائی ترک کر دیں اور کوئی دوسری جگہ تلاش کریں۔"
"اچھی بات ہے۔ میرا خیال ہے یہ بہتر رہے گا کہ ہم۔۔۔۔"
"کہاں؟"
"آسیب زدہ مکان میں"
چھوڑو۔ میں آسیب زدہ مکان پسند نہیں کرتا۔ ٹام۔ وہ تو مردہ لوگوں سے بھی برے ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے مردہ لوگ کوئی بات بھی کر سکیں لیکن وہ جب آپ کی توجہ دوسری طرف ہو آپ کے پیچھے کفن میں لپٹے ہوئے نہیں آتے۔ وہ آپ کے کندھے پر سے جھانک کر دیکھتے ہیں۔ اور دانت کٹکٹاتے ہیں۔ بھوت یوں ہی کیا کرتے ہیں۔ میں ان کا سامنا نہیں کر سکتا ٹام۔ کوئی بھی نہیں کر سکتا۔"
"ہاں۔ لیکن ٹھیک۔ بھوت راتوں کے سوا سفر نہیں کرتے۔ وہ دن کو وہاں ہماری کھدائی میں مداخلت نہیں کریں گے۔"
ہاں۔ ٹھیک ہے۔ لیکن تم اچھی طرح جانتے ہو کہ لوگ دن ہو یا رات اس آسیب زدہ مکان میں نہیں جاتے۔"
ہاں۔ لیکن اس کی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ لوگ اس جگہ نہیں جانا چاہتے جہاں کسی شخص کو قتل کر دیا گیا ہو۔ لیکن راتوں کے سوا اس گھر کے ارد گرد کوئی چیز نہیں دیکھی گئی۔ راتوں کو بھی صرف نیلی روشنیاں کھڑکیوں میں سے گزرتی ہیں۔ کوئی باقاعدہ بھوت نہیں ہوتا۔"
ٹام تم جہاں نیلی روشنی جھلملاتی ہوئی دیکھتے ہو تو شرط لگا کر یہ کہہ سکتے ہو کہ بھوت وہاں نزدیک ہی کہیں ہوتا ہے۔ سوچنے والی بات ہے۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ بھوتوں کے سوا اس روشنی کو کوئی اور استعمال نہیں کرتا ہے"
"بالکل ٹھیک۔ بہر حال وہ دن کو نہیں آتے اس لئے ہمیں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ اگر تم کہتے ہو تو ہم آسیب زدہ مکان میں کبھی کوشش کر کے دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ بس کوشش کرنے والی ہی بات ہے"

اب انھوں نے پہاڑ پر سے نیچے اترنا شروع کر دیا۔ ان کے نیچے چاندنی سے روشن وادی کے وسط میں آسیب زدہ مکان استادہ تھا۔ بالکل الگ تھلگ۔ مدت ہوئی اس کی باڑ جیں غائب ہو چکی تھیں۔ اس کے دروازوں کی دہلیزوں پر جھاڑیاں اگ آئی تھیں۔ چمنی ٹوٹ کر کھنڈر بن چکی تھی۔ کھڑکیوں کی چوکھٹیں خالی تھیں۔ چھت کا ایک کونہ بیٹھ گیا تھا۔ لڑکے تھوڑی دیر تک اسے دیکھتے رہے اور یہ توقع کرتے رہے کہ شاید کوئی نیلی روشنی کھڑکی میں سے گزرے گی۔ اس کے بعد وہ حالات اور وقت کے مطابق دبی زبان میں باتیں کرتے رہے۔ وہ دائیں طرف دور نکل گئے تاکہ ان کے اور آسیب زدہ مکان کے درمیان فاصلہ بڑھ جائے اور ان جنگلوں میں سے ہوتے ہوئے گھر کی جانب چل پڑے جن سے کارڈف ہل کی عقبی سمت آراستہ تھی

~~~~~
~~~~~

چھبیسواں باب ———

آسیب زدہ مکان ——— خوابیدہ بھوت
سونے کا صندوق ——— بدنصیبی

اگلے روز دوپہر کو لڑکے مرجھائے ہوئے درخت کے قریب پہنچے۔ وہ اپنے اوزار لے جانے کے لئے آئے تھے۔ ٹام اس آسیب زدہ مکان میں جانے کے لئے بیقرار تھا۔ ہک بھی اتنا ہی بیقرار تھا۔ لیکن اچانک اس نے کہا۔

"دیکھو ٹام۔ کیا تمہیں معلوم ہے آج کیا دن ہے؟"

ٹام نے اپنے دماغ میں ہفتہ کے دنوں کا نام لیا اور پھر تیزی سے اپنی آنکھیں اوپر اٹھا کر حیرت زدہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے خدا۔ ہک میں نے اس کے بارے میں تو سوچا ہی نہیں تھا"

"ہاں۔ اور میں نے بھی نہیں سوچا تھا لیکن اچانک مجھے خیال آیا تھا کہ آج شکروار ہے"

"ہاں۔ کوئی شخص اس قدر محتاط نہیں ہو سکتا ہک۔ ہم شکروار کو ایسا کام کر کے شاید کبھی ایک مصیبت میں مبتلا ہو جاتے۔ چند ایک برے شگون والے ہوتے ہیں لیکن شکروار نہیں۔"

"یہ بات تو ہر احمق جانتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم پہلے شخص نہیں ہو جسے یہ بات معلوم ہوئی ہو۔"

میں نے کب کہا تھا کہ میں پہلا شخص ہوں۔ اور صرف شکروار ہی منحوس دن نہیں ہے۔ کل رات میں نے ایک بہت برا خواب دیکھا تھا۔ میں نے چوہوں کا خواب دیکھا تھا۔ یہ تو واقعی مصیبت کی علامت ہے۔ کیا وہ چوہے لڑ رہے تھے۔

"نہیں"

پھر تو اچھی بات ہے ہک۔ جب وہ آپس میں لڑتے نہیں ہیں تو صرف اتنی سی علامت ہوتی ہے کہ مصیبت آنے والی ہے۔ اور تم جانتے ہو۔ اب ہمیں یہ کرنا چاہیے کہ چوکس رہنا چاہیے۔ اور مصیبت سے دور رہنا چاہیے۔ آج ہم اپنا ارادہ ترک کر دیں گے اور کھیلیں گے۔ ہک۔ کیا تم رابن ہڈ کو جانتے ہو؟"

"نہیں۔ رابن ہڈ کون ہے؟"

"وہ انگلستان کا سب سے بڑا آدمی تھا۔ اور بہترین آدمی تھا۔ وہ ڈاکو تھا"

"خوب۔ کاش میں رابن ہڈ ہوتا۔ وہ کس کو لوٹتا تھا؟"

"صرف شیرفوں۔ پادریوں۔ دولت مندوں اور بادشاہوں وغیرہ کو لوٹتا تھا۔ لیکن وہ غریبوں کو تنگ نہیں کرتا تھا۔ غریبوں سے محبت کرتا تھا۔ اور لوٹ کا مال ان میں مساوی طور پر تقسیم کر دیا کرتا تھا۔"

تو وہ یقیناً نیک دل انسان ہوگا۔

ہاں۔ میں شرط لگا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ نیک دل انسان تھا۔ ہک۔

اوہ۔ وہ انتہائی عالی ظرف انسان تھا۔ میں تمہیں بتاتا ہوں اب اس جیسے انسان نہیں ہیں۔ وہ انگلستان میں کسی شخص کو اپنے پیچھے ایک ہاتھ باندھ کر پیٹ سکتا تھا اور وہ اپنی یو (ایک قسم کا پیڑ) کمان اٹھا کر ڈیڑھ میل دور رکھے ہوئے دس سینٹ کے سکے کو تیر سے عین درمیان میں چھید سکتا تھا۔"

"یو کمان کیا ہوتی ہے؟"

"مجھے معلوم نہیں۔ ایک قسم کی کمان ہوتی ہے۔ اگر وہ اس کو کنارے پر تیر سے چھیدتا تھا تو کمان پھینک کر رونے لگتا تھا۔ اور گالیاں دینے لگتا تھا۔ ہم رابن ہڈ کا کھیل کھیلیں گے۔ یہ ایک مقدس کھیل ہے۔ میں تمہیں سکھا دوں گا۔"

"مجھے منظور ہے۔"

وہ ساری سہ پہر رابن ہڈ کا کھیل کھیلتے رہے اور کبھی کبھی بڑی حسرت سے آسیب زدہ مکان کی طرف دیکھتے رہے اور آنے والے کل کے امکانات کے بارے

میں کچھ باتیں کرتے رہتے۔ جب سورج نے مغرب میں ڈوبنا شروع کر دیا تو وہ
درختوں کے لمبے سایوں میں گھر کی جانب روانہ ہوئے اور بہت جلد کارنوف
ہل کے جنگلات میں آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

سنیچر کو دوپہر کے فوراً بعد لڑکے پھر مرجھائے ہوئے پیڑ کے قریب آ چکے تھے
انھوں نے جھاڑیوں میں بیٹھ کر سگار پیا۔ اور باتیں کرتے رہے اور پھر اپنے آخری
گڑھے کی مزید کھدائی کی۔ انھیں کوئی امید نہیں تھی۔ وہ محض اس لئے کھدائی کر رہے
تھے کہ ٹام نے کہا تھا کہ بعض ایسے واقعات بھی ہوئے تھے کہ جب لوگ چھ انچ گہرا
گڑھا کھودنے کے بعد چھوڑ گئے تھے۔ تو وہاں کچھ اور لوگ آ گئے اور انھوں نے
پھاوڑے کی ایک ہی ضرب سے خزانہ نکال لیا۔ بہرکیف یہ بات اس دفعہ کارآمد
ثابت نہ ہوئی اس لئے لڑکوں نے اپنے اوزار کندھوں پر رکھ لئے۔ وہ محسوس کر رہے
تھے کہ انھیں دولت تو نہیں ملی تھی لیکن انھوں نے وہ تمام تقاضے پورے کر لئے تھے
جو خزانہ ڈھونڈنے کے کاروبار میں ضروری ہوتے ہیں۔ جب وہ آسیب زدہ مکان
کے قریب پہنچے تو کڑکتی دھوپ میں وہاں حکمراں موت کی سی خاموشی میں کوئی
ایسی ڈراؤنی اور افسوں زدہ بات تھی۔ اور اس جگہ کی ویرانی اور تنہائی اس قدر
دل شکن تھی کہ ایک لمحہ کے لئے اس کے اندر داخل ہوتے ہوئے ڈر گئے۔ اس کے بعد وہ
دروازے تک جا پہنچے اور انھوں نے لرزتے ہوئے اندر جھانکا۔ انھوں نے بے
فرش کا ایک کمرہ دیکھا جس میں جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ دیواروں پر پلستر نہیں
تھا۔ آتش دان پرانا تھا۔ کھڑکیوں میں پٹ نہیں تھے۔ سیڑھیاں کھنڈر بن
چکی تھیں۔ اور یہاں وہاں کھردرے اور مکڑی کے متروک جالے لٹکے ہوئے تھے۔
وہ دبے پاؤں فوراً ہی اس کے اندر داخل ہو گئے۔ ان کے دلوں کی دھڑکن تیز تھی
وہ سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔ اور ذرا سی آہٹ سننے کے لئے ان کے کان تنے
کھڑے ہو جاتے۔ ان کے پٹھے تنے ہوئے تھے۔ وہ واپس مڑنے کے لئے بالکل تیار
اس ماحول سے آشنا ہو جانے کے بعد ان کا خوف ذرا کم ہو گیا۔ انھوں نے

ناقدانہ نگاہ سے اس مکان کا جائزہ لیا۔ وہ اپنی دلیری کی تعریف کر رہے تھے اور اس بات کو تعجب ہو رہا تھا۔ اس کے بعد وہ اوپر جا کر دیکھنا چاہتے تھے اس کا مطلب یہ تھا کہ اب وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کی ہمت بندھا رہے تھے۔ اور اس کا صرف یہی نتیجہ نکل سکتا تھا کہ انھوں نے اپنے اوزار ایک کونے میں رکھ دیئے اور سیڑھیوں کے اوپر چڑھ گئے اوپر بھی انحطاط کے ویسے ہی نشان موجود تھے۔ انھوں نے ایک کونے میں الماری دیکھی جو پراسرار معلوم ہو رہی تھی۔ لیکن یہ محض ان کا واہمہ تھا۔ الماری میں کچھ بھی نہ تھا۔ اب ان کے حوصلے بلند ہو چکے تھے۔ وہ نیچے جا کر اپنا کام شروع کرنے ہی والے تھے کہ ٹام نے کہا۔

"شش"

"کیوں کیا ہے"، ٹام نے خوف سے لرزتے ہوئے سرگوشی کی۔

"شش۔ ادھر دیکھو۔ اور سنو۔"

"ہاں۔ او میرے خدا۔ آؤ بھاگ چلیں۔"

"بےحس و حرکت کھڑے رہو۔ ہلنے کی کوشش نہ کرنا۔ وہ دروازے کی طرف آ رہے ہیں۔"

"لڑکے فرش پر پھسل کر لیٹ گئے۔ انھوں نے فرش کے تختوں کی درز سے اپنی آنکھیں لگا دی تھیں۔ اور خوف کی ابتلا سے کانپتے ہوئے انتظار کرنے لگے۔

وہ رک گئے ہیں۔ نہیں۔ آ رہے ہیں۔ وہ کیا سامنے ہیں۔ کوئی کھسر پھسر نہ کرنا۔ ہک۔ او میرے خدا۔ کاش میں اس بکھیڑے سے الگ رہتا۔"

"دو آدمی داخل ہوئے۔ ہر لڑکے نے اپنے آپ سے کہا۔ یہ تو بوڑھا گونگا اور بہرہ ہسپانوی ہے جو حال ہی میں ایک یا دو بار قصبہ میں نظر آیا تھا اور پھر کسی نے اسے نہیں دیکھا۔"

اور دوسرا شخص۔ ایک کھدا اور غلیظ انسان تھا۔ اس کے چہرے میں کوئی دلکشی نہیں تھی۔ ہسپانوی نے کمبل اوڑھ رکھا تھا۔ اس کی مونچھیں گھنی اور

سفید تھیں۔ اور چوڑے کنارے والی نمدے کی ٹوپی میں سے اس کے سفید بال باہر نکلے ہوئے تھے۔ اور اس نے سبز چشمہ لگا رکھا تھا۔ جب وہ اندر داخل ہوئے تو دوسرا شخص دبی زبان میں باتیں کر رہا تھا وہ دروازے کی طرف منہ کر کے فرش پر بیٹھ گئے۔ ان کی پشتیں دیوار کی طرف تھیں اور جو شخص باتیں کر رہا تھا اس نے سلسلۂ کلام جاری رکھا اور وہ زیادہ احتیاط نہیں کر رہا تھا۔ اس کے الفاظ زیادہ واضح ہو گئے۔

"نہیں۔ اس نے کہا۔ میں اس پر غور کر چکا ہوں۔ مجھے وہ پسند نہیں ہے۔ بہت خطرناک ہے۔"

"خطرناک۔ بہرے اور گونگے ہسپانوی نے زور سے کہا۔ دونوں لڑکے حیران رہ گئے۔ بزدل کہیں کے"

اس آواز نے لڑکوں کو بھونچکا کر دیا اور سر سے پاؤں تک کپکپا دیا۔ یہ انجن جو کی آواز تھی۔ تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی اور پھر انجن جو نے کہا۔

"وہاں اس کام سے زیادہ خطرناک کہاں ہے۔ اور ابھی تک اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا"

"وہ بات دوسری ہے۔ وہاں صرف دریا ہے۔ اور آس پاس کوئی مکان نہیں ہے۔ اگر ہم کامیاب نہیں ہوں گے تو کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو گی کہ ہم نے کوئی کوشش بھی کی تھی۔"

خیر۔ دن کے وقت یہاں آنے سے اور کونسی بات خطرناک ہو سکتی ہے۔ کوئی شخص ہمیں دیکھ کر شک کر سکتا ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ لیکن اس احمقانہ معاملہ کے بعد اس سے موزوں جگہ اور کون ہو سکتی ہے۔ میں اس جھونپڑے کو چھوڑنا چاہتا ہوں۔ میں تو کل ہی چلا گیا ہوتا لیکن باہر نکلنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ کیونکہ وہ منحوس لڑکے عین نظر کے سامنے پہاڑ پر کھیلتے رہے۔"

منحوس لڑکے! اس بات پر وہ پھر لرز اٹھے۔ اور انھوں نے سوچا کہ یہ ان کی

کتنی خوش نصیبی تھی کہ انھیں یاد آگیا تھا کہ کل شکر وار تھا اور انھوں نے ایک دن اور انتظار کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ انھوں نے دل ہی دل میں یہ خواہش کی کہ کاش انھوں نے ایک سال تک انتظار کیا ہوتا۔

دونوں آدمیوں نے کچھ خوراک نکالی اور دوپہر کا کھانا کھایا۔ انجن جو نے طویل اور متفکرانہ خاموشی کے بعد کہا۔

"سنو! میرے دوست! تم دریا پر واپس جاؤ جہاں تم رہتے ہو۔ وہاں جاکر میرا اس وقت تک انتظار کرو جب تک تم مجھ سے کوئی خبر نہیں سن لیتے۔ میں اس قصبہ میں جاکر دیکھ بھال کرلوں گا اور یہ سمجھ لوں گا کہ حالات اس کے لئے سازگار ہیں تو پھر ہم اس خطرناک کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے اور پھر سے لاد کر ٹیکساس لے جائیں گے۔"

یہ مشورہ اطمینان بخش تھا۔ دونوں آدمی جمائیاں لینے لگے اور انجن جو نے کہا۔

"مجھے سخت نیند آرہی ہے۔ تم پہرہ دو۔"

وہ جھاڑیوں میں گچا مچا ہو کر لیٹ گیا۔ اور جلد ہی خراٹے لینے لگا۔ اس کے ساتھی نے اسے ایک دوبار ہلایا۔ اور خاموش ہوگیا۔ دفعتہً پہریدار بھی اونگھنے لگا۔ اس کا سر نیچے نیچے ہی جھکتا چلا گیا۔ اب دونوں آدمی خراٹے لے رہے تھے۔

لڑکوں نے ایک لمبا آرام کا سانس لیا۔ ٹام نے سرگوشی کی۔

"اب موقع ہے۔ آؤ چلیں۔"

ہک نے کہا۔

"میں نہیں چل سکتا۔ اگر وہ جاگ پڑے تو میں مر جاؤں گا۔"

ٹام نے اصرار کیا۔ ہک اپنی جگہ پڑا رہا۔ بالآخر ٹام چپکے چپکے اٹھا اور اکیلا ہی چل پڑا۔ اس نے پہلا ہی قدم اٹھایا تھا کہ بوسیدہ فرش بھیانک انداز میں چرچرایا اور وہ خوف کے مارے وہیں دبک گیا۔ اس نے دوبارہ کوشش نہ کی لڑکے وہاں ایک ایک پل گنتے ہوئے انتظار کرتے رہے حتیٰ کہ انھیں ایسا محسوس

ہوا جیسے وقت تھم گیا ہے۔ اور ابدیت بوڑھی ہو گئی ہے۔ پھر انہیں یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ سورج غروب ہو رہا تھا۔

اب ایک آدمی کے خراٹے بند ہو گئے۔ انجن جو اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے آس پاس نظر دوڑائی۔ اپنے ساتھی کو دیکھ کر مسکرایا جس کا سر اس کے گھٹنوں پر جھک گیا تھا۔ اس نے اسے اپنے پاؤں سے ہلایا اور کہا۔

"ادھر دیکھو۔ اچھے پہریدار ہو۔ خیر سب ٹھیک ہے۔ کچھ نہیں ہوا" اوہ میرے خدا۔ کیا میں سو گیا تھا؟

"ہاں۔ کچھ کچھ سو گئے تھے۔ اب ہمارے چلنے کا وقت آ گیا ہے۔ اب ہم تھوڑے سے بچے ہوئے مال کا کیا کریں گے"

"میں نہیں مانتا۔ یہیں چھوڑ جاؤ۔ جس طرح ہم ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔ میرا تو یہی خیال ہے۔ جنوب کی طرف جانے سے پہلے اس کو ساتھ لے جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ چاندی کے ساڑھے چھ سو ڈالر ساتھ لے جانا مذاق نہیں"

"اچھی بات ہے۔ یہاں ایک دفعہ اور آنے میں کوئی حرج نہیں"

نہیں۔ لیکن میں تو کہوں گا کہ رات کو آنا جیسا کہ ہم کیا کرتے تھے یہی بہتر ہے۔

"ہاں۔ لیکن ادھر دیکھو۔ ہو سکتا ہے اچھا موقع ہاتھ لگنے میں کافی دیر ہو جائے اور کوئی حادثہ بھی پیش آ سکتا ہے۔ وہ زیادہ اچھی جگہ نہیں رکھا ہوا ہے ہمیں اس کو باقاعدگی سے دفنا دینا ہوگا۔ اور کافی گہرائی میں دفنانا ہوگا"

"خیال تو اچھا ہے۔ اس کے ساتھی نے کہا۔ جو کمرے کے اندر چلا گیا تھا۔ وہ جھکا اور اس نے انگیٹھی کا عقبی پتھر اٹھایا۔ اس نے وہاں سے ایک تھیلی نکالی جو بڑے ہی خوشگوار انداز میں چھنک رہی تھی۔ اس نے اس میں سے اپنے لئے بیس یا تیس ڈالر نکال لیے اور اتنے ہی انجن جو کے لئے اور یہ تھیلی انجن جو کے حوالے کر دی جو ایک کونے میں گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا اور اپنے خمیدہ چاقو سے زمین کھود رہا تھا۔

لڑکے پل بھر میں اپنے تمام خوف اور مصائب بھول گئے وہ خوشی سے ناچتی

ہوئی آنکھوں سے ہر نقل و حرکت کا جائزہ لے رہے تھے۔ قسمت نے کیا ساتھ دیا تھا! اس کی شان و شوکت کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چھ سوڈالرانعام ہونے ہیں کہ چھ لڑکوں کو دولت مند بنایا جا سکتا ہے۔ یہ تھی قسمت کے چمکتے ہوئے ستاروں کے نیچے خزانہ کی تلاش۔ اس تکلیف دہ بے یقینی کا کوئی اندیشہ ہی نہیں تھا کہ کھدائی کہاں کرنی چاہیئے۔ وہ بار بار ایک دوسرے کو کہنی مارتے تھے۔ یہ گفتگو کے منہ سے بول رہے تھے اور احساس کے ساتھ سمجھ میں آرہے تھے جیسے کہہ رہے ہوں

"کیا تم یہاں آکر خوش نہیں ہو۔؟"

جو کا چاقو کسی چیز سے ٹکرایا۔

"اوہ۔" اس نے کہا۔

"کیوں کیا ہے؟" اس کے ساتھی نے پوچھا۔

"دھاگلا سڑا تختہ ہے ۔ نہیں۔ میرا خیال ہے صندوق ہے۔ ادھر آؤ۔ اور میرا ہاتھ بٹاؤ۔ ہم دیکھیں گے اسے یہاں کیوں دفنایا گیا ہے اچھا جانے دو۔ میں نے اس صندوق میں سوراخ کر دیا ہے۔"

اس نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا اور کھینچ لیا۔

"میرے دوست۔ اس میں تو روپیہ ہے"

دونوں آدمیوں نے مٹھی بھر سکوں کی جانچ پڑتال کی۔ وہ سکے سونے کے تھے۔ اوپر کی منزل پر لڑکے ان کی طرح جوش میں آگئے تھے۔ ان کی طرح خوش تھے۔

جو کے ساتھی نے کہا۔

بہت جلد اسے باہر نکال لیں گے۔ آتش دان کے دوسری طرف کونے میں جھاڑیوں کے اندر ایک زنگ آلود پرانی کدال پڑی ہے۔ اسے میں نے ایک منٹ ہوا دیکھا تھا۔

وہ دوڑتا ہوا گیا اور لڑکوں کی کدال اور پھاوڑا اٹھا لایا۔ انجن جو نے کدال لے لی۔ اور اس پر ناقدانہ نگاہ ڈالی۔ پھر اس نے اپنا سر ہلا دیا۔

منہ میں کچھ بڑبڑایا۔ وراسے استعمال کرنے لگا۔ صندوق کو بہت جلد زمین میں سے نکال لیا گیا۔ وہ صندوق بہت بڑا نہیں تھا۔ اس کے گرد لوہا منڈھا ہوا تھا۔ کبھی بہت ہی مضبوط ہوگا لیکن سست رفتاری سے گذرتے ہوئے برسوں نے اسے مجروح کر دیا تھا۔ وہ آدمی مسرت انگیز خاموشی کے ساتھ اس خزانے پر غور کرتے رہے۔

"اوہ میرے خدا۔ یہاں تو ہزاروں ہی ڈالر ہیں" انجن جو نے کہا۔ ہمیشہ کہا جاتا رہا ہے کہ موریل ڈاکو کا گروہ ایک دفعہ موسم گرما میں یہاں آیا تھا۔" اجنبی نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں" انجن جو بولا۔ میں کہہ سکتا ہوں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔
"اب تمھیں وہ کام کرنے کی ضرورت نہیں"
تم مجھے نہیں جانتے ہو۔ شاید تم اس کے بارے میں سب کچھ نہیں جانتے ہو۔ وہ ڈاکہ زنی ہی نہیں ہے بلکہ انتقام بھی ہے" اور انجن جو کی آنکھوں میں شیطانی چمک پیدا ہوگئی۔ مجھے اس کام میں تمھاری امداد کی ضرورت ہوگی۔ وہ کام ختم ہو جائے گا تو ٹیکساس چلیں گے۔
"جاؤ اپنی بیوی اور بچوں کے پاس گھر جاؤ۔ اور جب تک مجھ سے کوئی خبر نہ سن لو تیار رہو"
"اچھا اگر تم یہ کہتے ہو تو میں چلا جاؤں گا لیکن اس کا کیا کریں گے۔ کیا اسے پھر دفنا دیں گے؟"

ہاں۔ (اوپر کی منزل پر لڑکے بہت خوش ہوئے) نہیں۔ قسم پیغمبر سیچم کی۔ نہیں۔ (اوپر کی منزل پر لڑکے بہت مغموم ہوگئے) میں تو بھول ہی گیا تھا۔ اس کریدنی پر تازہ مٹی ہے (فرط خوف سے لڑکوں کی طبیعت خراب ہوگئی) یہاں کریدنی اور پھاوڑے کا کیا کام؟ اور اس پر تازہ مٹی کا کیا مطلب؟ انھیں کون یہاں لایا ہے اور ان کو لانے والے کہاں چلے گئے ہیں؟ کیا تم نے کسی کو یہاں آتے ہوئے سنا

تھا، کسی کو دیکھا تھا۔ تم اسے پھر دبا دینے کی بات کر رہے ہو۔ یعنی تم چاہتے ہو کہ وہ یہاں آئیں اور دیکھیں کہ زمین کو چھیڑا گیا ہے۔ نہیں۔ نہیں۔ اس کو میرے غار میں لے جانا ہوگا۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔ مجھے یہ بات پہلے سوچنی چاہیئے تھی۔ کیا تمہارا مطلب نمبر ایک سے ہے؟"

"نہیں۔ نمبر دو سے۔ صلیب کے نیچے۔ پہلی جگہ بہت بری ہے۔ بہت عام سی ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ یہاں سے روانہ ہونے کے لئے کافی اندھیرا ہو چکا ہے" انجن جو اٹھ کھڑا ہو گیا پھر ایک کھڑکی سے دوسری کھڑکی تک گیا۔ اور بڑی احتیاط سے باہر جھانکتا رہا۔ دفعتہً اس نے کہا۔

اور ذرا یہاں کون لایا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ وہ لوگ اوپر کی منزل پر تو نہیں ہیں۔"

دونوں لڑکے دم بخود رہ گئے۔ انجن جو نے اپنا ہاتھ اپنے چاقو کے اوپر رکھ لیا۔ وہ ایک لمحے کے لئے رک گیا اور کوئی فیصلہ نہ کر پایا۔ پھر سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ لڑکوں کو الماری کا خیال آیا۔ لیکن ان کی ہمت جواب دے چکی تھی۔ سیڑھی قدموں کے نیچے چرچرا رہی تھی۔ اس صورت حال کی ناقابل برداشت تکلیف نے لڑکوں کی مفلوج قوت فیصلہ میں حرکت پیدا کر دی۔ وہ اچھل کر الماری کی طرف بھاگنے ہی والے تھے کہ گلے سڑے شہتیروں کے ٹوٹنے کی آواز آئی اور انجن جو تباہ شدہ سیڑھی کے ملبے کے درمیان زمین پر جا گرا۔ وہ گالیاں دیتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھی نے کہا۔

اس کا فائدہ ہی کیا ہے۔ اگر کوئی اوپر کی منزل پر ہے تو ان کو اوپر ٹنگا رہنے دو۔ کون پروا کرتا ہے۔ اور اگر اب وہ نیچے کودنا چاہتے ہیں اور تکلیف میں مبتلا ہونا چاہتے ہیں تو کس کو اعتراض ہو سکتا ہے؟ پندرہ منٹ

میں اندھیرا پھیل جائے گا۔ اور پھر اگر وہ ہمارا تعاقب کرنا چاہیں گے۔ تو شوق سے کریں۔ میں تیار رہوں۔

"میرا تو خیال ہے کہ جو لوگ بھی یہاں یہ چیزیں لائے تھے انھوں نے ہم کو دیکھا اور ہمیں بھوت یا شیطان یا اور کوئی چیز سمجھ لیا۔ میں شرط لگاتا ہوں کہ وہ ابھی تک بھاگ رہے ہوں گے۔"

جو تھوڑی دیر تک بڑبڑاتا رہا اور پھر اس نے اپنے دوست کی رائے سے اتفاق کیا کہ تھوڑی بہت جو روشنی رہ گئی ہے اسے یہاں سے روانہ ہونے کی تیاری کے لئے استعمال کیا جانا چاہیئے۔ اسکے تھوڑی دیر بعد گہرے ہوتے ہوئے دھندلکے میں گھر سے باہر نکل گئے اور اپنا بیش بہا صندوق لئے ہوئے دریا کی جانب چل پڑے۔

ٹام اور ہک اٹھے۔ وہ کمزور تھے لیکن انھیں بڑی حد تک سکون میسر آ گیا تھا۔ وہ گھر کے شہتیروں کے درمیان درزوں میں سے ان کو جاتا ہوا دیکھ رہے تھے کیا ان کا تعاقب کیا جائے۔ نہیں وہ تعاقب نہیں کر سکتے تھے۔ وہ اپنی گردن توڑے بغیر دوبارہ زمین پر پہنچ کر نیچے کی جانب پہاڑی کی پگڈنڈی اختیار کر لینے پر ہی قانع تھے۔ انھوں نے زیادہ باتیں نہ کیں۔ وہ اپنے آپ سے نفرت کرنے میں منہمک تھے۔ وہ اس بدقسمتی سے نفرت کر رہے تھے۔ جس نے انھیں وہاں کدالی اور پھاوڑا لانے پر مجبور کیا تھا۔ اگر وہ دونوں چیزیں نہ ہوتیں تو انجن جو کو کبھی شک نہ ہوا ہوتا۔ اس نے اپنا بدلہ لینے تک اپنی چاندی اور سونا وہیں مدفون رہنے دیا ہوتا۔ اور پھر اسے بدقسمتی سے پتہ چلتا کہ سارا روپیہ غائب ہو گیا۔ یہ کتنی بڑی بدنصیبی تھی کہ وہ اوزار یہاں لے آئے تھے۔!

انھوں نے فیصلہ کیا کہ ہسپانوی جب اپنا بدلہ لینے کے کام کی غرض سے دیکھ بھال کے لئے قصبہ میں آئے گا تو وہ اس پر نظر رکھیں گے اور وہ نمبر ۲ تک خواہ وہ غار کہیں بھی کیوں نہ ہو گا۔ اس کا تعاقب کریں گے۔

عین اس وقت ٹام کو ایک ڈراؤنا خیال سوجھا۔

"ہدل۔ ہک کہیں اس کی مراد ہم دونوں سے تو نہیں۔"

"اوہ۔ ایسی بات نہ کہو۔" ہک نے قریب قریب بیہوش ہوتے ہوئے کہا۔

انھوں نے اس معاملہ پر پھر بات کی اور جب وہ قصبہ میں داخل ہوئے تو ان دونوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ شاید اس کی مراد کسی اور شخص سے تھی۔ کم سے کم اس کا مطلب کسی اور کی بجائے ٹام سے ہو سکتا تھا کیونکہ صرف ٹام ہی نے اس کے خلاف شہادت دی تھی۔

ٹام کے لیے خطرہ میں اکیلے رہ جانا بہت ہی کم تسلی کی بات تھی۔ اس نے سوچا کہ اگر خطرہ میں کوئی اس کے ساتھ ہوگا تو یہ صریحاً بہت بہتر ہوگا۔

ستائیسواں باب ۔

وہ شکوک جن کو رفع کیا جاتا تھا

نوجوان سراغرساں

اس رات اس دن کی مہم نے شام کو خواب میں بہت پریشان کیا ۔ اس کا ہاتھ چار دفعہ اس بیش بہا خزانہ پر پڑا اور چاروں مرتبہ وہ خزانہ اس کی انگلیوں میں فنا ہو کر رہ گیا کیونکہ اس کی نیند کھل گئی اور بیداری اس کی بدنصیبی کی سنگین حقیقت کو اس کی آنکھوں کے سامنے لے آئی ۔ جب وہ صبح سویرے لیٹا ہوا اپنی عظیم مہم کے واقعات یاد کر رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ وہ عجیب و غریب حد تک پھیلے پڑ چکے تھے ۔ اور دور نکل گئے تھے ۔ جیسے وہ واقعات کسی دوسری دنیا میں پیش آئے ہوں ۔ اور پھر اسے خیال آیا کہ وہ عظیم مہم بھی ایک خواب ہوگی ۔ ایک مضبوط دلیل اس خیال کے حق میں تھی ۔ مثلاً اس نے جتنی تعداد میں سکے دیکھے تھے وہ غیر حقیقی معلوم ہوتے تھے ۔

اس نے اس سے پہلے ایک ڈھیر میں پچاس سے زائد ڈالر کبھی نہیں دیکھے تھے ۔ اور وہ اپنی عمر اور زندگی میں اپنے رتبہ کے تمام لڑکوں کی طرح تھا ۔ وہ سمجھتا تھا کہ ڈالروں کا سینکڑوں اور ہزاروں میں ذکر محض بات کہنے کے لئے کیا جاتا تھا اور دنیا میں اتنی بڑی رقم پائی ہی نہیں جاتی ۔ اس نے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی یہ فرض نہیں کیا تھا ۔ کہ ایک سو ڈالر جتنی بڑی رقم واقعی کسی شخص کی تحویل میں ہو سکتی ہے ۔ اگر مدفون خزانہ کے متعلق اس کے اندازوں کا تجزیہ کیا جاتا تو پتہ چلتا کہ وہ مٹھی بھر حقیقی سکوں اور ایک ٹب بھر مبہم شاندار اور ہاتھ نہ آنے والے ڈالروں پر مشتمل تھے ۔

لیکن اس کی مہم کے واقعات بار بار ان پر غور کرنے کی رگڑ سے زیادہ چمکیلے اور صاف ہو گئے۔ اس لئے اس نے دیکھا کہ ہو سکتا ہے وہ واقعہ کوئی خواب نہ ہو۔ اس غیر یقینی حالت کو فوراً دور کیا جانا چاہیئے۔ وہ تیزی سے ناشتہ کرے گا اور جا کر ہک کو ڈھونڈے گا۔

ہک ایک سپاٹ کشتی کے بالائی کنارے پر بیٹھا ہوا تھا اور بے خیالی کے عالم میں پانی میں اپنی ٹانگیں ہلا رہا تھا اور بہت ہی اداس نظر آ رہا تھا۔ ٹام نے فیصلہ کیا کہ وہ ہک کو اس موضوع پر بات چھیڑنے دے گا۔ اگر وہ یہ بات نہیں چھیڑے گا تو ثابت ہو جائے گا کہ وہ مہم محض ایک خواب تھی۔

"ہیلو۔ ہک۔"

"ہیلو"

ایک منٹ کے لئے خاموشی طاری رہی۔

ٹام اگر ہم نے ان اوزاروں کو مرجھائے ہوئے درخت کے پاس چھوڑ دیا ہوتا تو روپیہ ہمیں مل جاتا۔ کیا بہت بُرا نہیں ہوا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ خواب نہیں تھا۔ وہ خواب نہیں تھا۔ نہ جانے کیوں میرے جی میں آتا ہے کہ کاش وہ خواب ہوتا۔ میں مر جاؤں۔ اگر میں یہ نہ چاہتا ہوں"

کیا خواب نہیں ہے"

"اوہ کل والی بات۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ وہ خواب ہے"

"خواب۔ اگر وہ سیڑھیاں ٹوٹ نہ جاتیں تو پھر تمہیں پتہ چلتا کہ وہ کتنا خوب تھا۔ میں بھی ساری رات بہت خواب دیکھتا رہا ہوں۔ وہ چندھی آنکھوں والا ہسپانوی رات بھر مجھ پر جھپٹتا رہا۔ خدا اسے غارت کرے"

"خدا اسے غارت کیوں کرے۔ اسے ڈھونڈو۔ روپے کا پتہ لگاؤ۔"

ٹام ہم اسے کبھی نہیں ڈھونڈ سکیں گے۔ اتنی بڑی رقم کے لئے انسان کو

صرف ایک بار موقع ملتا ہے ۔ اور وہ موقع ہم کھو چکے ہیں ۔ بہرحال ۔ میں تو اسے دیکھتے ہی لرز اٹھوں گا ۔"

"لرز تو میں بھی اٹھوں گا ۔ پھر بھی میں اسے دیکھنا ضرور چاہوں گا ۔ اور نمبر دو تک اس کا تعاقب کر کے اس کا پتہ ضرور لگانا چاہوں گا ۔"

"نمبر دو ۔ ہاں بالکل ٹھیک ، میں اس کے بارے میں سوچتا رہا ہوں لیکن میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ۔ تمہارے خیال میں وہ کیا چیز ہے ؟"

"مجھے معلوم نہیں ۔ بڑی گہری بات ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کسی مکان کا نمبر ہو ۔"

"خوب ۔ نہیں ٹام ۔ یہ مکان کا نمبر نہیں ۔ اگر یہ مکان کا نمبر ہے ، تو وہ اس چھوٹے سے قصبہ میں نہیں ہے ۔ یہاں مکانوں کے نمبر نہیں ہوتے ۔"

"خیر ایسا ہو سکتا ہے ۔ مجھے ایک منٹ سوچنے دو ۔ سنو ۔ یہ ایک سرائے میں کمرے کا نمبر ہے ۔"

"ہاں ۔ یہ ہے ترکیب ۔ قصبہ میں صرف دو سرائیں ہیں ہم بہت جلد پتہ لگا سکتے ہیں ۔"

"تب تک تم میرے لوٹنے تک یہیں رہنا ۔"

ٹام فوراً وہاں سے چلا گیا ۔ وہ عام جگہوں پر ہک کو اپنے ساتھ لے جانے کی پروا نہیں کیا کرتا تھا ۔ اسے گئے ہوئے آدھ گھنٹہ ہو گیا تھا ۔ اس کو پتہ چلا کہ بہتر ین سرائے کے کمرہ نمبر دو میں مدت سے ایک نوجوان وکیل رہتا ہے ۔ اور ابھی تک اس میں اقامت گزیں ہے ۔ اور اس ذرا کم درجہ کی سرائے کا کمرہ نمبر دو ایک راز سربستہ تھا ۔ سرائے کے مالک کے چھوٹے بیٹے نے بتایا کہ اس پر ہر وقت تالا لگا رہتا ہے اور رات کے سوا کسی شخص کو اس کے اندر یا اس سے باہر آتے ہوئے نہیں دیکھا گیا اور وہ نہیں جانتا کہ اس کی وجہ کیا ہے ۔ وہ ذرا متعجب تھا ۔ لیکن اس کا یہ تعجب ذرا بودا تھا ۔ اس نے اس راز سربستہ

ہے اپنا دل کیوں بہلایا۔ کہ وہ کمرہ آسیب زدہ ہے۔ اس نے ایک رات پہلے اس کمرے میں روشنی دیکھی تھی۔"

ہک۔ مجھے ان باتوں کا پتہ چلا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ یہی وہ نمبر دو ہے جس کی ہمیں تلاش ہے "

"ٹام میرا بھی یہی خیال ہے۔ اب ہمیں کیا کرنا ہو گا۔"

"ذرا مجھے سوچنے دو۔"

ٹام دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

میں تمہیں بتاتا ہوں۔ نمبر دو کا عقبی دروازہ وہ دروازہ ہے۔ جو سرائے اور اینٹوں کے کھڑ کھڑ لٹتے ہوئے پرانے اسٹور کے درمیان چھوٹی سی تنگ گلی میں کھلتا ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ دروازوں کی جتنی چابیاں تمہیں مل سکتی ہیں لے آؤ اور میں چچی کی ساری چابیاں لے آؤں گا۔ اور پہلی اندھیری رات کو ہم وہاں جائیں گے اور اسے کھولنے کی کوشش کریں گے اور یاد رکھو انجن جو پر نظر رکھنا۔ کیونکہ اس نے کہا تھا کہ وہ قصبہ میں آئے گا۔ اور بدلہ لینے کے لئے ایک دفعہ اور دیکھ بھال کرے گا۔ اگر وہ تمہیں مل جائے تو تم اس کا تعاقب کرنا۔ اگر وہ اس نمبر ۲ تک نہیں جائے گا تو سمجھ لینا کہ وہ مطلوبہ جگہ نہیں ہے

"اوہ۔ میرے خدا۔ میں خود اس کا تعاقب نہیں کرنا چاہتا۔"

کیوں۔ یقیناً رات کا وقت ہو گا۔ ہو سکتا ہے تمہیں دیکھنے ہی نہ پائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہیں دیکھ لے اور کچھ نہ کہے۔"

"خیر اگر رات بہت تاریک ہوئی تو میرا خیال ہے میں اس کا تعاقب کرسکوں گا۔ مجھے معلوم نہیں۔ معلوم۔ نہیں۔ لیکن میں کوشش کروں گا۔"

ہک۔ اگر اندھیرا ہو گا تو شرط لگا لو۔ میں بھی اس کا پیچھا کرسکوں گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے اسے پتہ چل گیا ہو کہ وہ بدلہ نہیں لے سکتا۔ اور اس روپے کی فکر میں ہو۔

ہاں۔ یہی بات ہے۔ ٹام۔ یہی بات ہے۔ میں اس کا پیچھا کروں گا۔ قسم سولہ آنے کی۔ میں ضرور اس کا تعاقب کروں گا۔"

اب تم آگے راہ پر۔ ہک تم کمزور نہ پڑنا اور میں بھی کمزور نہیں پڑوں گا۔"

اٹھائیسواں باب۔

"نمبر دو" کھولنے کی کوشش ، ہک پہرہ دیتا ہے۔

اس رات ٹام اور ہک اپنی مہم کے لئے تیار رہتے۔ وہ نو بجے تک سرائے کے آس پاس منڈلاتے رہتے۔ ان میں سے ایک تو دور رہ کر گلی کی نگرانی کر رہا تھا۔ اور دوسرا سرائے کے دروازہ کی۔ نہ کوئی شخص گلی میں داخل ہوا اور نہ اس سے باہر آیا۔ ہسپانوی سے ملتا جلتا کوئی شخص نہ سرائے کے دروازے میں داخل ہوا اور نہ اس سے نکلا۔ رات صاف نظر آ رہی تھی اس لئے ٹام اس خیال سے گھر چلا گیا کہ جب رات کافی تاریک ہو جائے گی تو ہک آئے گا اور "میاؤں۔ میاؤں" کرے گا۔ جس پر وہ گھر سے باہر نکلے گا اور نمبر دو کے تالے میں چابیاں لگا کر دیکھے گا۔ لیکن رات صاف رہی۔ ہک نے پہرہ دینا بند کر دیا اور بارہ بجے کے قریب خالی سور خانہ میں جا کر سو گیا۔

منگلوار کو بھی قسمت نے لڑکوں کا ساتھ نہ دیا۔ بدھ وار کو بھی یہی عالم رہا۔ لیکن دبروار کی رات سازگار نظر آئی۔ ٹام موزوں وقت پر ٹین کی لالٹین اور اس کو ڈھانپنے کے لئے ایک بہت بڑا تولیہ لئے ہوئے گھر سے نکلا۔ اس نے لالٹین ہک کے سور خانہ میں چھپا دی۔ اور پہرہ شروع ہو گیا۔ آدھی رات سے ایک گھنٹہ پہلے شراب خانہ بند ہو گیا اور اس کی بتیاں (ادھر صرف یہی بتیاں تھیں) بجھا دی گئیں۔ کوئی ہسپانوی نظر نہ آیا۔ نہ کوئی گلی میں داخل ہوا نہ اس سے باہر نکلا تھا۔ شگون بہت نیک تھے۔ رات کی ظلمت حکمران تھی۔ دور بادلوں کی گرج ہی سے رات کے مکمل سکوت میں خلل پڑتا تھا۔

ٹام نے اپنی لالٹین نکالی۔ اور اسے سور خانہ میں جلایا اور پھر اسے تولیہ میں لپیٹ لیا اور دونوں مہم باز اندھیرے میں شراب خانہ کی طرف بڑھے۔ ہک گلی

کے باہر سنتری بن گیا اور ٹام گلی میں داخل ہوا۔ اس کے بعد انتظار کے کرب کا وقت آیا۔ اور یہ تشویش ٹام کے دل پر پہاڑ جیسا بوجھ بنی رہی۔ وہ سوچنے لگا کہ کاش وہ لالٹین کی جھلملاہٹ دیکھ سکتا۔ اس سے وہ خوفزدہ تو ہوگا۔ لیکن اسے کم سے کم یہ پتہ چل جائے گا کہ ٹام ابھی زندہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا ٹام کو گئے ہوئے کئی گھنٹے بیت چکے ہیں۔ وہ یقیناً بیہوش ہوگیا ہوگا۔ ہوسکتا ہے وہ مرچکا ہو۔ عین ممکن ہے خوف اور گھبراہٹ سے اس کا دل پھٹ گیا ہو یک لے دیکھا کہ وہ اپنے اضطراب کے عالم میں گلی کے قریب تر ہوتا جا رہا تھا۔ اسے کئی باتوں سے خوف آ رہا تھا۔ اور لمحاتی طور پر توقع کر رہا تھا کہ کوئی تباہی ظہور میں آئے گی اور کوئی اس کا دم نکال کر لے جائے گا۔ کوئی زیادہ دم نکال کر کیا لے جا سکتا تھا کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ وہ ذرا ذرا سا سانس لے رہا تھا اور اس کا دل اتنے زور سے دھڑک رہا تھا کہ معلوم ہوتا تھا وہ آخر کار تھک جائے گا دفعتہً روشنی کی جھلملاہٹ پیدا ہوئی اور ٹام ہوا سے باتیں کرتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔

"دوڑو۔ جان بچانے کے لیے بھاگو" ٹام نے کہا۔

اسے یہ جملہ دوہرانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ بس ایک بار کہنا کافی تھا ابھی جملہ دوہرایا نہیں گیا تھا کہ یک تیس یا چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑا جا رہا تھا۔ لڑکے اس وقت تک نہ رکے جب تک وہ گاؤں کے جنوب میں ایک ویران مذبح کے شیڈ کے نیچے نہ پہنچ گئے۔ عین جس وقت وہ شیڈ میں پناہ گزیں ہوئے آندھی چلنے لگی اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ ٹام کے دم میں دم آیا تو اس نے کہا

ہک۔ بہت ہی ڈراؤنا منظر تھا۔ میں نے دو چابیوں کو بڑے آرام سے جس قدر مجھ سے ممکن ہو سکتا تھا آزمایا۔ لیکن میں اتنا خوفزدہ تھا کہ میرے دم میں دم نہیں آ رہا تھا۔ وہ چابیاں ہل ہی نہیں رہی تھیں۔ تالے میں گھوم ہی نہیں رہی تھیں۔ خیر یہ دیکھے بغیر کہ میں کیا کر رہا تھا میں نے دروازے کی موٹھ

پکڑلی۔ اور دروازہ کھل گیا۔ اس پر تالا نہیں لگا ہوا تھا۔ میں اچک کر اندر داخل ہوا۔ میں نے لالٹین پرسے تولیہ اٹھا لیا اور عظیم سینرڈ کا بھوت "

"کیا ہے۔ تم نے کیا دیکھا ٹام "

"بک۔ میرا پاؤں قریب قریب انجن جو کے ہاتھ پر پڑ چکا تھا "

"نہیں۔ "

"ہاں " وہ وہاں لیٹا ہوا تھا۔ فرش پر گہری نیند سویا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر وہی پرانا داغ تھا اور اس کے بازو پھیلے ہوئے تھے۔ "

"اوہ میرے خدا۔ تم نے کیا کیا۔ کیا وہ جاگ اٹھا۔؟ "

"نہیں۔ ہلا تک نہیں۔ شاید شراب پیئے ہوئے تھا۔ میرا خیال ہے۔ میں نے تولیہ اٹھایا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ "

"میں شرط لگاتا ہوں۔ اگر میں ہوتا تو میں نے تولیئے کی فکر نہ کی ہوتی۔"

"لیکن مجھے تو کرنی تھی۔ اگر میں تولیہ گم کر دیتا تو میری خالہ میرا حلیہ بگاڑ دیتی۔"

"سنو ٹام۔ کیا تم نے وہ صندوق دیکھا تھا۔؟ "

"بک۔ میں نے تو اپنے اردگرد نگاہ ڈالنے کا انتظار ہی نہ کیا۔ میں نے وہ صندوق نہیں دیکھا۔ میں نے وہ صلیب نہیں دیکھی۔ میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ صرف فرش پر انجن جو کے پاس ایک بوتل اور ایک ٹین کا پیالہ پڑا دیکھا۔ میں نے کمرے میں دو پیپے اور بہت سی بوتلیں دیکھیں۔ اب کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ وہ آسیب زدہ کمرہ کیوں ہے۔ "

"کیوں ہے؟ "

"اس میں وسکی کا آسیب ہے۔ ہو سکتا ہے شراب نوشی کی مخالف انجمنوں کی تمام سراؤں میں ایک آسیب زدہ کمرہ ہوتا ہو "

"میرا خیال ہے۔ شاید ایسا ہی ہوتا ہو ٹام۔ اگر انجن جو شراب پی کر بدمست ہے تو اس صندوق کو حاصل کرنے کا یہ اچھا وقت ہے۔ "

"ہے تو۔ جاؤ جا کر کوشش کرو"
ہک لرز اٹھا۔
"نہیں۔ میرا خیال ہے میں کوشش نہیں کر سکتا۔ انجن جو کے پہلو میں صرف ایک لیزنل کافی نہیں۔ اگر میں لیزنلیں ہوتیں تو پھر وہ کافی بدمست ہوتا اور میں ایسا کر سکتا تھا"
"وہ سوچتے رہے اور بہت دیر تک خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد ٹام نے کہا "ادھر دیکھو۔ ہک۔ ہمیں اس وقت تک کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ جب تک ہمیں یہ نہ معلوم ہو جائے کہ انجن جو وہاں نہیں ہے۔ بہت ڈر لگتا ہے۔ اب اگر ہم ہر روز رات کو اس کی نگرانی کریں گے تو ہم ضرور کسی نہ کسی وقت اسے باہر جاتا ہوا دیکھ سکیں گے اور پھر ہم وہ صندوق بجلی سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ لے آئیں گے۔"
"ہاں۔ مجھے منظور ہے۔ میں رات بھر اس کی نگرانی کروں گا اور ہر رات کو اس کی نگرانی کروں گا اگر تم دوسرا کام سرانجام دے سکو"
"اچھی بات ہے۔ وہ کام میں کر دوں گا۔ تمھیں صرف اتنا کرنا ہوگا کہ ہوپر اسٹریٹ تک آ کر میاؤں۔ میاؤں کرو۔ اور اگر میں سو یا پڑا ہوں تو مٹی کا ایک ڈھیلا کھڑکی میں پھینک دو۔ میں جاگ پڑوں گا اور چلا آؤں گا۔"
"منظور۔"
"اب ہک طوفان ختم گیا ہے۔ میں گھر جاؤں گا۔ دو گھنٹے تک دن نکل آئے گا۔ تم واپس جاؤ اور اتنی دیر تک جا کر نگرانی کرو"
"میں کہہ چکا ہوں کہ میں اس کی نگرانی کروں گا ٹام۔ اور ضرور کروں گا۔ میں ہر رات اس سرائے کے گرد ایک سال تک منڈلاتا رہوں گا۔ میں دن بھر سویا کروں گا اور رات کو پہرہ دیا کروں گا۔"
"بہت اچھی بات ہے۔ سنو۔ اب تم کہاں سویا کرو گے؟"

”بین رد جرز کے سوکھی گھاس کے ڈھیر میں۔ وہ مجھے اجازت دے دیتا ہے اور اس کے باپ کا حبشی نوکر چچا جیک بھی۔ جب چچا کی خواہش ہوتی ہے میں اس کے لیئے پانی لاتا ہوں۔ اور جس وقت میں اس سے مانگتا ہوں اور اگر اس کے پاس فالتو ہوتا ہے تو وہ مجھے ضرور تھوڑا بہت کھانے کو دے دیتا ہے وہ بہت ہی نیک دل حبشی ہے۔ ٹام۔ وہ مجھے پسند کرتا ہے کیونکہ میں ایسی کوئی حرکت نہیں کرتا ہوں جس سے ثابت ہو کہ میں اس سے برتر انسان ہوں بعض اوقات میں اس کے ساتھ کھانے کے لیئے بیٹھ جاتا ہوں۔ لیکن تم یہ بات کسی سے کہنا نہیں۔ جب انسان بھوکا ہوتا ہے تو اسے ایسی باتیں بھی کرنی پڑتی ہیں۔ جو وہ نہیں کرنا چاہتا۔“

خیر۔ اگر مجھے دن کے وقت تمہاری ضرورت نہ ہوئی تو میں تمہیں سوتا رہنے دیا کروں گا۔ میں تمہیں تنگ کرنے نہیں آؤں گا۔ اور اگر رات کو تمہیں کوئی بات معلوم ہو تو سیدھے میرے ہاں آجانا اور ”میاؤں۔ میاؤں“ کرنا۔

انتیسواں باب ۔
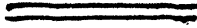
پک نک، ایک انجن جو کا تعاقب کرتا ہے۔

"انتقام" دالامعاملہ، بیوہ کے لئے امداد

ٹام نے شنکروار کی صبح سب سے پہلی مسرت انگیز خبر یہ سنی کہ جج تھیچر کا خاندان رات کو قصبہ میں آچکا ہے۔ ٹام کے نزدیک ایک لمحہ کے لئے انجن جو اور خزانہ ثانوی اہمیت اختیار کر گئے۔ اور بیکی اس کی دلچسپی کی فہرست میں اولین مقام حاصل کر گئی۔ وہ اس سے ملنے گیا اور انھوں نے اپنے اسکول کے دیگر ساتھیوں کے ہجوم کے ساتھ آنکھ مچولی کھیل کر اتنا حظ اٹھایا کہ وہ تھک گئے۔ وہ دن اطمینان بخش طریقہ سے ختم ہوا۔ بیکی نے اپنی ماں کو اکسایا کہ وہ اگلا روز اس پک نک کے لئے مقرر کر دے جس کے لئے اس نے دیر سے وعدہ کر رکھا تھا۔ اور جس کو بہت تاخیر ہو چکی تھی۔ اس کی ماں مان گئی اور لڑکی کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور ٹام بھی کچھ کم خوش نہیں ہوا۔ غروب آفتاب سے پہلے دعوت نامے بھیج دئے گئے اور گاؤں کے نوجوانوں نے فوراً ہی افراتفری کے عالم میں تیاریاں شروع کر دیں اور وہ آنے والی تفریح کے خواب دیکھنے لگا۔ ٹام کے دل میں جو ہلچل مچی ہوئی تھی۔ اس نے اسے رات کو بہت دیر تک بیدار رکھا اسے بہت امید تھی کہ وہ ہک کی میاؤں میاؤں سنے گا اور خزانہ حاصل کر کے اگلے روز بیکی اور پک نک منانے والوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دے گا لیکن اسے سخت مایوسی ہوئی۔ اس رات کوئی اشارہ سگنل نہ آیا۔

بالآخر صبح ہو گئی اور دس یا گیارہ بجے تک جج تھیچر کے ہاں بیجز دستار اور دھما چوکڑی مچانے والے لڑکوں لڑکیوں کا ہجوم جمع ہو گیا۔ اور روانگی

کے لئے ساری تیاریاں مکمل کرلی گئیں - یہ رواج نہیں تھا کہ بزرگ اپنی موجودگی سے پک نک کا مزہ کرکرا کردیں - اٹھارہ برس کی چند جوان خواتین اور تیئیس برس یا اس کے لگ بھگ عمر کے چند معزز حضرات کے سایہ میں بچوں کو محفوظ سمجھا جاتا تھا- اس موقع کے لئے پرانی دخانی کشتی کرایہ پر لے لی گئی تھی - جلد ہی یہ مسرور و شادماں ہجوم اشیائے خوردنی کی ٹوکریوں سے لدا ہوا بڑی سڑک پر آ گیا- سڈ بیمار تھا- اس لئے وہ اس تفریح سے محروم رہ گیا میری اس کا دل بہلانے کے لئے گھر رہی - مسز تھیچر نے بیکی سے آخری بات یہ کہی "تم کافی رات گئے سے پہلے گھر نہیں آسکو گی- تم دخانی کشتی کے گھاٹ کے قریب رہنے والی کسی لڑکی کے ہاں ساری رات گذار لینا میری بچی- "

"ہاں- میں سوسی ہارپر کے ہاں ٹھہر جاؤں گی - "

"اچھی بات ہے- خیال رکھنا کوئی شرارت نہ کرنا اور کوئی مصیبت نہ لے بیٹھنا

جلد ہی جب وہ روانہ ہوئے تو ٹام نے بیکی سے کہا-

"سنو- میں تمھیں بتاتا ہوں کہ ہم کیا کریں گے- جو ہارپر کے ہاں جانے کی بجائے ہم پہاڑی پر چڑھ جائیں گے- اور بیوہ ڈگلس کے ہاں رہیں گے- اس کے ہاں آئس کریم ہوگی - وہ ہر روز ڈھیروں آئس کریم کھاتی ہے- وہ ہمیں اپنا مہمان بنا کر بہت خوش ہوگی - "

"اوہ - مزہ آ جائے گا "

اور پھر بیکی نے ایک لمحہ کے لئے سوچا اور کہا-

"ماں کیا کہے گی ؟ "

"ماں کو پتہ ہی کب چلے گا - "

لڑکی نے اس خیال کو اپنے جی میں سوچا اور جھجکتے ہوئے کہا-

"میرا خیال ہے ایسا کرنا غلطی ہوگا - لیکن - "

لیکن کیا- تمھاری ماں کو پتہ ہی نہیں چلے گا اس لئے حرج کیا ہے-

وہ تو صرف اتنا چاہتی ہے کہ تم صحیح و سلامت رہو۔ میں شرط لگاتا ہوں کہ اگر تمھاری ماں نے سوچا ہوتا تو اس نے کہا ہوتا کہ تم وہیں جانا۔ میں جانتا ہوں اس نے ایسا ضرور کیا ہوتا۔ ‘‘

بیوہ ڈگلس کی شاندار مہمان نوازی اچھا لالچ بن گئی۔ اس بات اور ٹام کی ترغیب کے آگے اس نے ہتھیار ڈال دیے۔ لہٰذا یہ فیصلہ ہوا کہ رات کے پروگرام کے بارے میں کسی سے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ دفعتہً ٹام کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے ہک اسی رات کو آئے۔ اور آ کر سگنل دے۔ اس خیال نے آنے والی تفریح کا کافی رس نچوڑ کر رکھ دیا۔ اس کے باوجود وہ بیوہ ڈگلس کے ہاں تفریح کا خیال ترک نہ کر سکا۔ وہ جی ہی جی میں دلائل پیش کرنے لگا کہ وہ اس تفریح کو کیوں ترک کر دے۔ کل رات سگنل نہیں آیا اس لئے آج ہی رات کو کیوں آئے گا۔ شام کی یقینی تفریح کا خیال غیر یقینی خزانہ پر غالب آ گیا اور ایک لڑکے کی فطرت کے مطابق اس نے فیصلہ کیا کہ وہ مضبوط رجحان کے آگے سر جھکا دے گا۔ اور اس روز روپے کے صندوق کے بارے میں پھر کچھ نہیں سوچے گا۔

قصبہ سے تین میل جنوب میں دخانی ایک جنگلاتی کھاڑی کے دہانہ پر جا کر رک گئی۔ جہاں اسے باندھ دیا گیا۔ ہجوم کنارے پر جا کر جمع ہو گیا اور جلد ہی جنگل کی دوریاں اور چٹانوں بھری بلندیاں شور و غل اور ہنسی سے دور و نزدیک تک گونجنے لگیں۔ بدن کو گرمانے اور تھکا دینے والے سارے طریقے استعمال کئے گئے اور رفتہ رفتہ گھومنے پھرنے والے لڑکیاں اور لڑکے واپس کیمپ میں آ گئے۔ انھوں نے جی بھر کے غذائیں کھائیں اور پھر اچھی چیزوں کی تباہی شروع ہو گئی۔ ضیافت کے بعد پھیلے ہوئے شاہ بلوطوں کی چھاؤں میں آرام کرنے اور باتیں کرنے کا خوشگوار وقت آیا۔ رفتہ رفتہ کسی نے چلا کر کہا۔

’’غار میں جانے کے لئے کون تیار رہے ؟‘‘

ہر کوئی غار میں جانے کے لئے تیار تھا۔ موم بتیوں کے بنڈل فراہم کئے گئے

اور فوراً پہاڑی کے اوپر عام اچھل کود شروع ہو گئی۔ غار کا منہ پہاڑی پر تھا۔ اس
کے شگاف کی شکل حرف A کی طرح تھی۔ اس کا شاہ بلوط کا بڑا دروازہ کھلا تھا
اس کے اندر چھوٹا سا کمرہ تھا۔ برف خانہ کی طرح سرد۔ قدرت نے اس کی دیواریں
چونے کے پتھر کی بنائی تھیں اور ان دیواروں پر سرد پسینے کے قطرے تھے۔ یہاں
گہرے اندھیرے میں کھڑا ہونا اور دھوپ میں چمکتی ہوئی سرسبز وادی کی طرف
دیکھنا رومان پرور اور پر اسرار تھا۔ لیکن اس صورت حال کا تاثر بہت جلد
کم ہو گیا اور اچھل کود دوبارہ شروع ہو گئی۔ جوں ہی موم بتی جلائی گئی۔ ہر
کوئی اس موم بتی کے مالک کی طرف لپکا۔ چھینا جھپٹی اور دفاع کا آغاز ہوا۔
لیکن جلد ہی موم بتی کے جھٹکا لگا۔ اور وہ گر کر بجھ گئی۔ اس کے بعد ہنسی کا مسرت
انگیز شور بلند ہوا اور نئے سرے سے تعاقب شروع ہوا۔ لیکن ہر چیز کا انجام
ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ وہ جلوس بڑے راستہ کی سیدھی اترائی پر قطار باندھے
لگا۔ بافراط جھلملاتی ہوئی روشنیاں مدھم طور پر چٹان کی بلند دیواروں کو ساٹھ
فٹ اوپر ان کے نقطۂ اتصال تک نمایاں کر رہی تھیں۔ یہ بڑا راستہ آٹھ یا دس
فٹ سے زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ ہر چند قدم کے فاصلہ پر دونوں طرف اس سے
بلند اور تنگ راستوں کی شاخیں نکلتی تھیں۔ کیونکہ میک ڈوگل غار پیچیدہ راستوں
کی وسیع ترین بھول بھلیاں تھا۔ یہ راستے آپس میں مل جاتے تھے اور پھر باہر نکلتے
تھے اور کسی منزل کی طرف نہیں جاتے تھے۔ کہا جاتا تھا کہ کوئی شخص اس کے
شگافوں اور خلاؤں کے پر پیچ الجھاوے میں دن اور رات گھوم سکتا ہے اور
کبھی اس غار کا سرا نہیں ڈھونڈ سکتا۔ اور وہ نیچے ہی نیچے زمین کے اندر
جا سکتا ہے۔ لیکن ایسا کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ بھول بھلیاں کے
نیچے بھول بھلیاں ہیں اور ان کا کوئی اختتام نہیں۔ کوئی آدمی اس غار کو نہیں
جانتا تھا۔ یہ ایک ناممکن بات تھی۔ بیشتر نوجوان اس کے صرف ایک حصہ سے
واقف تھے۔ اور اس جانے پہچانے حصہ سے آگے جانے کا رواج نہیں تھا۔ ٹام

بھی اس غار کے بارے میں اتنا ہی جانتا تھا۔ جتنا کسی دوسرے شخص کو علم تھا۔
جلوس اس بڑے راستہ پر تین چوتھائی میل آگے بڑھا۔ اس کے بعد نوجوانوں کے گروپ اور جوڑے اس کے چھوٹے راستوں میں کھسلنے لگے۔ اور تاریک درمیانی راستوں میں دوڑنے لگے۔ اور جہاں وہ درمیانی راستے ملتے تھے وہاں دوسروں کو ڈھونڈ کر انھیں حیرت زدہ کرنے لگے۔ نوجوانوں کی پارٹیاں ان جانے غار میں دور پہنچے بغیر آدھ گھنٹہ تک ایک دوسرے سے چھپ سکتی تھیں۔
رفتہ رفتہ ایک گروپ دوسرے گروپ کے بعد پانپتا ہوا۔ شور مچاتا ہوا۔ اور کیچڑ سے بھری جلتی کمی میں لتھڑا ہوا غار کے دہانہ پر پہنچتا اور اس دن کی کامیابی پر بہت خوش ہوتا۔ اس کے بعد وہ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے کہ وہ وقت کی پرواہی نہیں کر رہے تھے۔ اور رات ہونے والی تھی۔ آدھ گھنٹہ سے بجتی ہوئی گھنٹیاں ان کو بلا رہی تھیں۔ بہرکیف دن بھر کی مہم کا یہ اختتام بہت ہی رومان پرور۔ اور اس لئے اطمینان بخش بھی تھا۔ جب دخانی کشتی اپنے شور آفریں بوجھ کے ساتھ ندی میں داخل ہوئی۔ تو کوئی کشتی کے کپتان کے سوا ضائع ہو جانے والے وقت کی پروا نہیں کر رہا تھا۔
جب دخانی کشتی کی روشنیاں جھلملاتی ہوئی۔ گودی کے قریب سے گذریں تو ہک پہرہ دے رہا تھا۔ اس نے کشتی کے عرشہ پر کوئی شور نہ سنا۔ کیونکہ نوجوانوں کا جوش وخروش ایسا ٹھنڈا پڑ گیا تھا جیسے بے حد تھکے ہوئے لوگ۔ بالکل ساکت ہو جاتے ہیں۔ اسے تعجب ہو رہا تھا کہ یہ کس قسم کی کشتی ہے اور گودی میں رکی کیوں نہیں۔ اس کے بعد اس نے اس کشتی کو اپنے ذہن سے نکال دیا اور اپنے کام میں جٹ گیا۔ رات ابر آلود اور تاریک ہوتی جا رہی تھی۔ دس بج گئے اور گاڑیوں کا شور بند ہو گیا۔ ادھر ادھر بکھری ہوئی روشنیاں بجھنے لگیں۔ پیدل چلنے والے مسافر غائب ہو گئے۔ گاؤں نیند کی آغوش میں چلا گیا اور اس چھوٹے پہریدار کو اندھیرے اور اداسی میں تنہا چھوڑ گیا۔ گیارہ بج

گئے۔ شراب خانہ کی بتیاں بجھ گئیں۔ اب ہر طرف تاریکی تھی۔ یک منتظر رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ایک مدت گزر گئی ہو۔ لیکن کوئی واقعہ ظہور میں نہ آیا۔ اس کا اعتماد کمزور پڑتا جا رہا تھا۔ کیا اس کا کوئی فائدہ ہے۔ کیا واقعی اس کا کوئی فائدہ ہے۔ کیوں نہ اسے ترک کر دیا جائے اور یہاں سے چل دیا جائے

اس کے کانوں میں شور کی آواز آئی۔ وہ فوراً ہمہ تن گوش ہو گیا۔ گلی کا دروازہ آہستہ سے بند ہوا۔ وہ اچھل کر اینٹوں کے اسٹور کے کونے میں دبک گیا۔ دوسرے ہی لمحہ دو آدمی اس کے قریب سے گزر گئے۔ ایک شخص کی بغل میں کوئی چیز تھی۔ یہ ضرور وہی صندوق ہوگا۔ اچھا تو وہ خزانہ یہاں سے لے جا رہے ہیں۔ اب ٹام کو بلانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو بیہودہ بات ہوگی۔ یہ آدمی صندوق لے کر چلے جائیں گے اور پھر کبھی نہیں ملیں گے۔ نہیں۔ وہ ان کا پیچھا کرتا رہے گا اور تاریکی پر بھروسہ کرے گا کہ اس کا پتہ نہ چلنے پائے۔ ہک اپنے آپ کو اس طرح سمجھاتا ہوا اس کونے سے باہر نکلا اور ان آدمیوں کے پیچھے چل پڑا۔ بلی کی طرح۔ وہ ننگے پاؤں تھا۔ وہ ان کو اپنے سے اتنے دور رکھ رہا تھا کہ وہ آنکھوں سے اوجھل نہ ہو جائیں۔

وہ دور اسٹریٹ کے تین بلاکوں تک گئے اور پھر چوراہے کی ایک سڑک پر مڑ گئے۔ اب وہ سیدھے آگے جا رہے تھے۔ پھر اس پگڈنڈی پر پہنچے۔ جو کارڈف ہل کو جاتی تھی۔ اور اس پگڈنڈی پر ہو لئے۔ وہ ویلز کے بوڑھے باشندے کے گھر کے قریب سے گزرے۔ وہ جھجکے بغیر پہاڑی تک نصف راستہ طے کر چکے تھے اور اب بھی اوپر چڑھتے جا رہے تھے۔ خوب۔ ہک نے سوچا۔ وہ اس صندوق کو پرانی شکارگاہ میں دفنا دیں گے۔ لیکن وہ اس سے بھی گزر گئے اور چوٹی پر پہنچ گئے۔ وہ سماق کے پیڑوں کے جھنڈ میں داخل ہو کر ایک تنگ راستہ پر ہو لئے اور اندھیرے میں غائب ہو گئے۔ ہک ان کے قریب جا پہنچا اور اس نے اپنے اور ان کے درمیان فاصلہ کم کر دیا۔ کیونکہ اب وہ

اس کو دیکھ سکتے تھے۔ وہ تھوڑی دیر تک پھدک پھدک کر چلتا رہا۔ پھر اس نے اپنے قدم آہستہ کر لیے۔ اسے ڈر تھا کہ وہ بہت تیز چل رہا ہے۔ وہ تھوڑی دور تک آگے بڑھا اور رک گیا۔ اس نے سننے کی کوشش کی۔ کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ اسے صرف اپنے دل کی دھڑکن سنائی دے رہی تھی۔ پہاڑی کے اوپر الّو کی ہو ہو کرنے کی آواز آئی۔ یہ بڑی منحوس آواز تھی۔ لیکن قدموں کی آہٹ سنائی نہیں دے رہی تھی۔ او خدا۔ کیا ہاتھ سے سب کچھ جاتا رہا! وہ تیز تیز قدم اٹھا کر چلنا ہی چاہتا تھا کہ ایک آدمی نے اپنا حلق صاف کیا۔ وہ اس سے چار فٹ سے زیادہ دور نہیں تھا۔ بک کا کلیجہ منہ کو آ گیا۔ لیکن اس نے سانس لیا اور پھر وہاں کھڑا ہوا لرزتا رہا۔ جیسے ہزاروں آفتوں نے چشم زدن میں اس پر قابو پا لیا ہو۔ وہ اتنا کمزور ہو گیا تھا جیسے وہ ابھی ابھی زمین پر گر پڑے گا۔ اسے معلوم تھا وہ کہاں ہے۔ اسے معلوم تھا وہ باڑھ کی اس سیڑھی سے صرف پانچ قدم کے فاصلہ پر ہے۔ جو بیوہ ڈگلس کے احاطے تک جاتی ہے۔ اس نے سوچا۔ اچھی بات ہے ان کو وہ صندوق وہاں دفنا لینے دو۔ اس کو ڈھونڈنا مشکل نہ ہو گا۔

"اب اسے ایک آواز سنائی دی۔ یہ بہت ہی دھیمی آواز تھی۔ انجن جو کی آواز! جہنم میں جائے اس کے پاس کچھ لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ روشنی بجھی ہے اور اتنی رات جا چکی ہے۔"

"مجھے تو کوئی روشنی نظر نہیں آ رہی"، یہ اس اجنبی کی آواز تھی۔ وہی آسیب زدہ مکان والا اجنبی۔ بک کے دل میں ایک بہیانک جھرجھری دوڑ گئی۔ اچھا تو یہ تھا "انتقام" کا معاملہ۔ اسے خیال آیا کہ اسے بھاگ جانا چاہیے۔ پھر اسے یاد آیا کہ بیوہ ڈگلس نے ایک سے زیادہ مرتبہ اس پر مہربانی کی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ آدمی اسے قتل کرنا چاہتے ہوں۔ اس نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ کاش وہ اس کو خبردار کر دینے کی ہمت کر سکتا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ وہ ایسی

ہمت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اسے آکر پکڑ سکتے ہیں۔ اس نے یہ ساری باتیں اس ایک لمحہ کے دوران میں سوچیں جس میں اجنبی اور انجن جونے باتیں کیں۔

"وہاں۔ میرا خیال ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہاں کچھ لوگ ہوں۔ بہتر یہی ہے کہ اپنا ارادہ ترک کر دو"

ارادہ ترک کر دوں۔ جب میں اس ملک سے ہمیشہ کے لئے جا رہا ہوں۔ ۔ ارادہ ترک کر دوں۔ جب شاید مجھے پھر ایسا موقع کبھی نہ مل سکے۔ میں تمھیں پھر بتا تا ہوں جیسا کہ میں تمھیں پہلے بتا چکا ہوں۔ مجھے اس کے زر و مال کی پروا نہیں، وہ تم لے سکتے ہو۔ لیکن اس کے خاوند نے مجھ سے ظالمانہ سلوک کیا تھا۔ وہ مجھ سے کئی بار سختی سے پیش آیا تھا اور وہ چھوٹا مجسٹریٹ تھا۔ اس نے آوارہ گردی کے الزام میں مجھے سزا دی تھی۔ اور بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ یہ تو اس کا کردار کا حصہ بھی نہیں۔ اس نے گھوڑے کی چابک سے میرے کوڑے لگوائے تھے۔ جیل کے سامنے ایک حبشی کی طرح گھوڑے کی چابک سے میرے کوڑے لگائے گئے۔ سارا قصبہ دیکھ رہا تھا۔ گھوڑے کی چابک سے کوڑے لگوائے گئے! سمجھتے ہو نا۔ وہ مجھ سے بھلا بچ گیا اور مر گیا۔ لیکن میں اس کا بدلہ اس کی بیوی سے لوں گا۔

"اوہ۔ اسے قتل نہ کرو۔ ایسا نہ کرو"

"قتل۔ قتل کی بات کس نے کہی ہے! اگر وہ زندہ ہوتا تو میں اسے قتل کر دیتا۔ لیکن میں بیوہ کو قتل نہ کروں گا۔ جب تم کسی عورت سے انتقام لیتے ہو تو اسے قتل نہیں کرتے ہو۔ قتل بکواس ہے۔ تمھیں تو چاہیے کہ تم اس کی خوبصورتی ختم کر دو۔ اس کے نتھنے کاٹ ڈالو۔ سورنی کی طرح اس کے کان نوچ ڈالو"

اوہ میرے خدا۔ یہ تو۔۔۔؟

تم اپنی رائے اپنے پاس رکھو۔ تمھاری سلامتی اسی میں ہے۔ میں اس کو پلنگ سے باندھ دوں گا۔ اگر خون نکل کر وہ مر جائے گی تو اس میں میرا کیا قصور

ہوگا۔ وہ مرجائے گی تو میں آنسو نہیں بہاؤں گا۔ میرے دوست میری خاطر اس معاملہ میں تمہیں میری مدد کرنی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ تمہیں یہاں لایا گیا ہے۔ شاید تنہا میں یہ کام نہ کر سکوں۔ اگر تم پیچھے ہٹو گے تو میں تمہیں ہلاک کر دوں گا۔ تم سمجھتے ہو نا۔ اگر مجھے تم کو ہلاک کرنا پڑا تو اسے بھی قتل کرنا ہوگا اور پھر میرا خیال ہے کسی کو یہ پتہ نہیں چل سکے گا کہ کس نے یہ واردات کی تھی۔

"اچھا — اگر یہ کام کرنا ہی ہے تو آؤ اسے کر ڈالیں اور جتنی جلدی ہو سکے اتنا ہی اچھا ہے۔ میں تو سر سے پاؤں تک کانپ رہا ہوں"

"یہ کام اب کر ڈالیں۔ یعنی اس وقت جب وہاں کچھ لوگ موجود ہیں۔ ادھر دیکھو۔ کیا تم جانتے ہو۔ سب سے پہلے مجھے تم پر شک ہوگا۔ نہیں ہم بتیاں بجھنے تک انتظار کریں گے۔ کوئی جلدی نہیں ہے"

یک نے محسوس کیا کہ اب خاموشی چھا جائے گی۔ اور یہ قتل کی باتوں سے بہت زیادہ ہولناک ہوگی۔ اس لئے اس نے اپنا سانس روک لیا اور تیزی سے ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے بڑی احتیاط اور مضبوطی کے ساتھ اپنا پاؤں رکھا اور ایک ٹانگ پر توازن قائم رکھا۔ نہایت ہی نازک انداز میں وہ قریب قریب لڑھک گیا۔ پہلے ایک طرف اور پھر دوسری طرف۔ اس نے اسی طرح ویسے ہی خطرے مول لیتے ہوئے ایک قدم اور اٹھایا۔ اس کے بعد ایک اور۔ ایک شاخ اس کے پاؤں کے نیچے ٹوٹ گئی۔ اس کا سانس رک گیا اور وہ سننے لگا۔ کوئی آواز نہ آئی۔ یہ سکوت مکمل تھا۔ اس نے خدا کا لامحدود شکریہ ادا کیا۔ اب وہ سماق کی جھاڑیوں میں پگڈنڈی پر مڑ گیا۔ وہ اس طرح مڑا جیسے کوئی جہاز ہو اور بڑی احتیاط کے ساتھ تیز تیز قدم رکھنے لگا۔ جب وہ شہر میں جا نکلا تو اس نے اپنے آپ کو محفوظ خیال کیا اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا وہ نیچے ہی نیچے اترتا چلا گیا اور ویلز کے باشندے کے مکان تک پہنچ گیا۔ اس

نے دروازے پر دستک دی۔ اور جلد ہی اس بوڑھے اور اس کے دو دراز قد بیٹوں کے سر کھڑکیوں میں سے باہر نکلے۔

"یہ کیسا شور ہے۔ کون دستک دے رہا ہے۔ تم کیا چاہتے ہو"

"جلدی کرو۔ مجھے اندر آنے دو۔ میں تمہیں ساری بات بتا دوں گا"

"کیوں۔ تم کون ہو"

"میں ہکل بری فن ہوں۔ جلدی کرو۔ مجھے اندر آنے دو۔"

واقعی۔ ہکل بری فن ہو۔ میرا خیال ہے یہ ایسا نام نہیں ہے کہ اس نام والے شخص کے لئے دروازہ کھولا جائے۔ لیکن لڑکو۔ اسے اندر آنے دو۔ اور پھر ہم دیکھیں گے کہ ماجرا کیا ہے۔

"براہ کرم کسی سے یہ کہنا نہیں کہ میں نے یہ باتیں آپ کو بتائی تھیں"

ہک نے مکان کے اندر داخل ہوتے ہوئے سب سے پہلے یہ الفاظ کہے۔ براہ کرم کسی سے نہ کہیئے گا۔ مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ وہ بیوہ بعض اوقات مجھ پر بہت مہربان رہی ہے۔ اس لئے میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں۔ میں آپ کو ساری بات بتا دوں گا اگر آپ یہ وعدہ کریں کہ آپ کسی کو نہیں بتائیں گے کہ میں نے یہ بات آپ کو بتائی تھی۔"

"اوہ میرے خدا۔ یہ واقعی کوئی اہم بات بتانا چاہتا ہے ورنہ اس طرح کی حرکت نہ کرتا۔ بوڑھے شخص کے منہ سے نکلا۔ جلدی کرو۔ ساری بات کہہ ڈالو یہاں جو لوگ ہیں ان میں سے کوئی کسی کو کچھ نہیں بتلائے گا لڑکے!"

تین منٹ کے بعد وہ بوڑھا شخص اور اس کے بیٹے اچھی طرح مسلح ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ وہ سماق کی پگڈنڈی پر دبے پاؤں داخل ہو رہے تھے ان کے ہتھیار ان کے ہاتھوں میں تھے۔ ہک نے اس سے زیادہ آگے ان کا ساتھ نہ دیا۔ وہ ایک بہت بڑے ٹیلے کے پیچھے چھپ گیا اور سننے لگا۔ اس کے بعد بڑی بھاری خاموشی طاری رہی اور پھر اچانک ہی اس نے بندوق کے چلنے کی آواز اور ایک چیخ سنی۔ ہک مزید حالات جاننے کے لئے وہاں نہ رکا۔ وہ اچھل کر ٹیلے کے پیچھے سے نکلا اور جہاں سے باتیں کرتا ہوا پہاڑی کی نچلی طرف دوڑنے لگا۔

انیسواں باب۔

ویلز کا باشندہ اپنی رپورٹ پیش کرتا ہے۔ ہک پر سوالات کی بوچھاڑ، کہانی مشتہر ہو جاتی ہے، ایک نئی سنسنی، امید مایوسی میں تبدیل ہو جاتی ہے

جب اتوار کو سحر سے پہلے دھندلے آثار نمودار ہوئے تو ہک راستہ ٹٹولتا ہوا آیا اور اس نے بڑی آہستگی سے ویلز کے باشندے کے مکان پر دستک دی۔ اس کے مکین سوئے پڑے تھے۔ لیکن یہ ایسی نیند تھی جو رات کے ہیجان انگیز واقعہ کے باعث ذرا سی آہٹ پر کھل سکتی تھی۔ کھڑکی میں سے آواز آئی۔

"کون ہے؟"

ہک کی خوفزدہ آواز نے بہت ہی دھیمے لہجے میں کہا۔

"براہ کرم مجھے اندر آنے دیجئے۔ میں ہک فن ہوں۔"

"یہ وہ نام ہے جس کے لئے رات ہو یا دن دروازہ کھل سکتا ہے لڑکے۔ خوش آمدید"

ایک آوارہ گرد لڑکے کے کانوں کے لئے یہ عجیب و غریب الفاظ تھے۔ اس نے اتنے خوشگوار الفاظ پہلے کبھی نہیں سنے تھے۔ اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ آخری الفاظ اس کے حق میں پہلے بھی کبھی استعمال کئے گئے تھے۔ بہت جلد دروازے کا تالا کھول دیا گیا اور وہ گھر کے اندر داخل ہو گیا۔ ہک کو کرسی پیش کی گئی اور بوڑھے شخص اور اس کے دراز قد بیٹوں نے فوراً کپڑے پہن لئے۔

"اب میرے بیٹے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تم شاید بہت بھوکے ہو۔ سورج نکلتے ہی
ناشتہ تیار ہو جائے گا اور ناشتہ بھی نہایت گرم ہو گا۔ آرام سے بیٹھو۔ میرا
اور لڑکوں کا خیال تھا کہ تم رات کو یہاں آ کر رہو گے"

"میں بہت خوفزدہ تھا"، ہک نے کہا ۔ میں وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ میں
اس وقت بھاگا جب پستول چلا ۔ میں تین میل تک دوڑتا چلا گیا اور رکا نہیں
اب میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ میں اس واقعہ کا حال جاننا چاہتا ہوں ۔
اور میں دن کی روشنی میں واپس آیا ہوں ۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ ان شیطانوں
سے میری مڈبھیڑ ہو جائے۔ خواہ وہ مردہ ہی کیوں نہ ہوں"

ہاں ۔ میرے غریب بچے ۔ تمہارے چہرے سے ایسا نظر آتا ہے ۔ جیسے تم نے
رات مصیبت میں بسر کی ہو۔ لیکن یہاں بستر موجود ہے۔ ناشتہ کر چکنے کے بعد
تم سو سکتے ہو۔ میرے بچے ۔ وہ مرے نہیں ہیں ۔ اس کا ہمیں بہت افسوس
ہے ۔ ۔ سنو۔ ہم تمہارے بیان کے مطابق یہ جانتے تھے کہ ہمیں کس جگہ ہاتھ ڈالنا
ہو گا ۔ اس لئے ہم دبے پاؤں ان سے پندرہ فٹ کے فاصلے پر پہنچے۔ وہ سماق
والی پگڈنڈی بہت تاریک تھی ۔ اور عین اس وقت میں نے دیکھا کہ مجھے چھینک
آ رہی ہے ۔ بس یہ ہماری بدقسمتی تھی۔ میں نے چھینک کو روکنے کی کوشش کی لیکن
بے سود ۔ چھینک کو آنا تھا اور وہ آ گئی ۔ میں پستول اٹھائے ہوئے سب سے آگے
تھا۔ جب چھینک آنی شروع ہوئی۔ تو وہ بدمعاش سرسراتے ہوئے راستے سے
ہٹنے لگے ۔ میں نے آواز دی۔ لڑکو گولی چلاؤ۔ اور میں نے اس جگہ گولی چلائی
جہاں سرسراہٹ ہو رہی تھی۔ لڑکوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ لیکن وہ شیطان چشم زدن
میں غائب ہو گئے۔ ہم نے جنگل میں ان کا پیچھا کیا۔ میرا خیال ہے ہم ان کے نزدیک
نہ پہنچ سکے۔ ان دونوں نے جاتے جاتے گولی چلائی۔ ان کی گولیاں ہمارے کانوں
کے پاس سے گزر گئیں ۔ اور ہمیں کوئی گزند نہ پہنچا ۔ جب ان کے قدموں کی آہٹ
آنی بند ہو گئی ۔ تو ہم نے ان کا تعاقب ترک کر دیا اور نیچے جا کر کانسٹیبلوں کو جگا دیا

انھوں نے ایک جماعت سا تھ لی۔ اور دریا کے کنارے پر پہرہ دینے لگے۔ اور ایک دن نکلتے ہی شیرف اور اس کی پارٹی کے آدمی جنگل میں ان کی تلاش کے لئے جائیں گے۔ میرے بیٹے بھی بہت جلد ان سے جا ملیں گے۔ کاش ہمیں ان شیطانوں کا حلیہ معلوم ہوتا۔ اس سے کافی مدد ملے گی۔ لڑکے! میرا خیال ہے کہ تم شاید اندھیرے میں ان کو دیکھ نہیں سکتے تھے کہ وہ کیسے تھے۔"

"او ہاں۔ میں نے ان کو قصبہ میں دیکھا تھا اور ان کا پیچھا کیا تھا"

"خوب۔ ان کا حلیہ بیان کرو۔ ان کا حلیہ بیان کرو لڑکے"

"ان میں سے ایک تو وہ گونگا بہرہ ہسپانوی ہے۔ جو اس قصبہ میں ایک یا دو بار دیکھا گیا ہے۔ دوسرا ایک نہایت ہی کھونڈا اور بھدا آدمی ہے۔"

"بس اتنا کافی ہے۔ لڑکے۔ ہم ان کو جانتے ہیں۔ ایک روز ہم نے ان کو بیوہ کے مکان کے عقبی جنگل میں دیکھا تھا۔ اور وہ وہاں سے کھسک گئے تھے۔ لڑکو جاؤ۔ اور شیرف کو یہ بات بتادو۔ ناشتہ صبح کھا لینا۔"

ویلز کے باشندے کے بیٹے فوراً وہاں سے روانہ ہوگئے۔ جب وہ کمرے سے باہر جا رہے تھے تو ہک اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"براہ کرم کسی سے یہ نہ کہئے گا کہ میں نے ان کی مخبری کی ہے۔ براہ کرم"

"ہک۔ اگر تم کہتے ہو تو ٹھیک ہے لیکن تم نے جو کچھ کیا ہے اس کا صلہ تو تمہیں ملنا چاہیئے"۔

"او۔ نہیں۔ براہ کرم۔ کسی سے کہئے گا نہیں"

جب نوجوان چلے گئے۔ تو ویلز کے باشندے نے کہا۔

"وہ بھی نہیں بتائیں گے۔ اور میں بھی نہیں بتاؤں گا۔ لیکن تم اس بات کو چھپانا کیوں چاہتے ہو۔؟"

ہک نے کوئی بات بتانی نہ چاہی۔ اس نے صرف اتنا کہا کہ وہ پہلے ہی ایک آدمی کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ اور یہ نہیں چاہتا کہ کسی طرح اس آدمی

کو پتہ چلے کہ وہ اس کے بارے میں کوئی بات جانتا ہے۔ کیونکہ یہ بات جاننے کی بنا پر اسے یقیناً قتل کر دیا جائے گا۔

بوڑھے شخص نے ایک بار پھر وعدہ کیا کہ وہ اسے صیغۂ راز میں رکھے گا اور کہا۔

"لڑکے تم نے ان آدمیوں کا تعاقب کیوں کیا۔؟ کیا وہ مشتبہ اشخاص نظر آتے تھے۔"

یک ایک لمحہ کے لئے خاموش رہا۔ اور اس درمیان میں اس نے بہت ہی محتاط جواب سوچ لیا۔ اس نے کہا۔

آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میں بہت ہی بدنصیب ہوں۔ کم سے کم ہر شخص یہ بات کہتا ہے۔ مجھے تو اس میں کوئی بات نظر نہیں آتی۔ بعض اوقات میں زیادہ سو نہیں سکتا۔ میں اس کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں اور زندگی گذارنے کا نیا طریقہ تلاش کرتا رہتا ہوں۔ کل رات بھی ایسا ہی ہوا۔ میں سو نہ سکا اس لئے میں آدھی رات کو سڑک پر آ گیا اور سوچتا رہا۔ جب میں اینٹوں کے پرانے شکستہ اسٹور کے قریب پہنچا جو شراب نوشی کی مخالف انجمن کی سرائے کے قریب واقع ہے۔ تو میں دیوار کے ساتھ پیٹھ لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اور دوبارہ سوچنے لگا عین اسی وقت یہ دو آدمی میرے قریب سے گزرے۔ ان کی بغل میں کوئی چیز تھی۔ میں نے سمجھا وہ چیز انھوں نے چرائی ہے۔ ایک شخص پائپ پی رہا تھا اور دوسرا شخص سگار سلگانا چاہتا تھا۔ وہ میرے سامنے آ کر رک گئے سگاروں سے ان کے چہرے روشن ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ بڑا آدمی تو وہ گونگا بہرہ ہسپانوی تھا کیونکہ اس کی مونچھیں سفید تھیں۔ اور اس کی آنکھ پر داغ تھا۔ اور دوسرا بھدا اور چیتھڑوں میں ملبوس شیطان تھا۔"

"کیا تم سگاروں کی روشنی میں ان کے کپڑے دیکھ سکتے تھے؟"

اس سوال نے ہک کو ایک لمحہ کے لئے پریشان کر دیا۔ پھر اس نے کہا۔

"مجھے معلوم نہیں - لیکن مجھے ایسا دکھائی دیا کہ اس نے چیتھڑے پہن رکھے تھے"
"اس کے بعد وہ چل پڑے - اور تم نے ..."
ہاں - میں نے ان کا پیچھا کیا - بس اتنی سی کہانی ہے - میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں - کیونکہ وہ چل ہی اس انداز سے رہے تھے - میں نے بیوہ کے مکان کی باڑھ کی سیڑھی تک ان کا تعاقب کیا - اندھیرے میں کھڑا رہا - اور میں نے پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس شخص کو بیوہ پر رحم کرنے کی درخواست کرتے ہوئے سنا - لیکن ہسپانوی نے قسم کھا کر کہا کہ وہ بیوہ کی خوبصورتی ختم کر دے گا - یہ بات میں آپ کو اور آپ کے بیٹوں کو بتا چکا ہوں۔
"کیا کہا - گونگے بہرے شخص نے یہ ساری باتیں کہی تھیں - "
ہک نے پھر ایک شدید غلطی کر دی تھی - ہک یہ کوشش کرتا رہا تھا کہ بوڑھے شخص کو ذرا بھی یہ پتہ نہ لگنے پائے کہ ہسپانوی کون ہے - لیکن اس کے باوجود ایسا نظر آ رہا تھا کہ اس کی کوشش کے باوجود اس کی زبان اسے مصیبت میں مبتلا کرنے پر تلی ہوئی تھی - اس نے اس بیڈھب صورت حال سے نکلنے کی کئی بار کوشش کی لیکن بوڑھے شخص کی آنکھیں اس پر جمی ہوئی تھیں - وہ غلطی پر غلطی کئے چلا جا رہا تھا - دفعتہً ویلز کے بوڑھے باشندے نے کہا۔
میرے بیٹے - مجھ سے ڈرو نہیں - میں ہرگز ہرگز تمہارا ایک بھی بال بیکا نہیں ہونے دوں گا - نہیں - میں تمہاری حفاظت کروں گا - تمہاری حفاظت کروں گا - یہ ہسپانوی گونگا اور بہرہ نہیں ہے - تمہارے منہ سے یہ بات تمہاری مرضی کے خلاف نکل گئی ہے - اور اب تم اسے چھپا نہیں سکتے - تم اس ہسپانوی کے بارے میں کچھ جانتے ہو - لیکن تم اس کو تاریکی میں رکھنا چاہتے ہو - مجھ پر اعتبار کرو - مجھے بتاؤ کہ قصہ کیا ہے - مجھ پر بھروسا رکھو - اور میں دھوکہ نہیں دوں گا - "۔ ایک لمحے کے لئے ہک نے بوڑھے کی ایماندار آنکھوں میں جھانک کر دیکھا اور پھر جھک کر اس نے اس کے کان میں یہ بات کہی۔

"وہ ہسپانوی نہیں ہے۔ انجن جو ہے"
ویلز کا باشندہ قریب قریب کرسی پر سے اچھل پڑا۔ اس نے فوراً کہا۔
"اب ساری بات سمجھ میں آگئی۔ جب تم نے ننھے کاٹ ڈالنے اور کان تو بچ ڈالنے کی بات بتائی تھی تو میں نے سمجھا تھا کہ بات تم نے خود گھڑلی ہے۔ کیونکہ سفید فام انسان اس قسم کا بدلہ نہیں لیتے۔ لیکن ایک انڈین۔ یہ تو معاملہ ہی اور ہے"
ناشتہ کے دوران میں بھی گفتگو جاری رہی۔ اور اس گفتگو کے دوران میں بڈھے نے کہا کہ اس نے اور اس کے بیٹوں نے بستر پر دراز ہونے سے پہلے آخری بات یہ کی تھی کہ وہ لالٹین لے آئے تھے اور انھوں نے باڑہ کی سیڑھیوں کا جائزہ لیا تھا کہ وہاں یا اس کے آس پاس خون کا کوئی دھبہ تو نہیں ہے۔ انھیں خون کا کوئی دھبہ تو نہیں ملا تھا۔ لیکن انھوں نے ایک بھاری بنڈل وہاں سے ضرور اٹھایا تھا۔
"کس چیز کا بنڈل"
اگر الفاظ بجلی ہوتے تب بھی وہ پک کے کھنچے ہوئے ہونٹوں سے اچانک اتنی تیزی سے ہرگز نہ نکلتے۔ اب اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں اور اس کا سانس رک گیا تھا۔ وہ اس سوال کے جواب کا منتظر تھا۔ ویلز کا باشندہ چونک پڑا اور وہ بھی پک کو گھورنے لگا۔ تین سکینڈ۔ پانچ سکینڈ۔ اور پھر دس سکینڈ بیت گئے۔ اس کے بعد اس نے جواب دیا۔
"اس بنڈل میں چوروں کے اوزار تھے۔ کیوں۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے"
پک پیچھے ہٹ گیا۔ وہ دھیرے دھیرے کانپ رہا تھا۔ لیکن گہرے سانس لے رہا تھا۔ وہ بہت مطمئن تھا۔ ویلز کے باشندے نے استعجاب کے ساتھ گہری نظر سے اس کا جائزہ لیا اور فوراً کہا۔
ہاں۔ چوروں کے اوزار تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں اس سے

بڑا اطمینان ہوا ہے۔ تم چونک کیوں پڑے تھے۔ جو چیز ہمیں ملی تھی۔ اس کے بارے میں تم کیا توقع کر رہے تھے۔؟"

ہک بری طرح پھنس گیا تھا۔ مستفسرانہ نگاہ اس پر جمی ہوئی تھی۔ اگر اسے قابل یقین جواب کا مواد میسر آ سکتا تو وہ اس کے لئے سب کچھ دینے کو تیار تھا لیکن اسے کوئی بات نہ سوجھی۔ مستفسرانہ نگاہ اس کا دل بڑی گہرائی تک کریدتی چلی جا رہی تھی۔ اب سوچنے کا وقت ہی نہیں تھا اس لئے جو اس کے منہ میں آیا اس نے بڑے دھیمے لہجہ میں کہہ دیا۔

" میرا خیال تھا کہ تمہیں سنڈے اسکول کی کتابیں ملی ہیں "

ہک اس قدر غم زدہ تھا کہ وہ مسکرا بھی نہیں سکتا تھا لیکن بوڑھا شخص بلند آواز میں مسرت کے ساتھ ہنسا۔ اس کا سارا بدن ہل گیا اور اس نے اپنی ہنسی اس بات پر ختم کی کہ ایسی ہنسی تو جیب میں پڑا ہوا نقد روپیہ ہوتی ہے۔ کیونکہ اس طرح ہنسنے سے ڈاکٹر کا بل نہیں ادا کرنا پڑتا۔ اس کے بعد اس نے کہا۔

"میرے غریب بچے۔ تمہارا رنگ سفید پڑ گیا ہے۔ تم پتھر کا بت بن گئے ہو۔ تمہاری طبیعت خراب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تم بدحواس ہوا اور تمہارا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن تم اس سے نجات حاصل کر لوگے۔ آرام کرو۔ اور سو جاؤ۔ مجھے امید ہے تمہاری طبیعت بحال ہو جائے گی۔"

ہک یہ سوچ کر بہت جزبز ہوا کہ وہ بھی کتنا بدھو تھا کہ اس نے خواہ مخواہ شک پیدا کرنے والے جوش کا اظہار کیا کیونکہ وہ تو بیوہ کے مکان کی باڑھ کی سیڑھی کے نزدیک گفتگو سنتے ہی اس خیال کو ترک کر چکا تھا کہ سرائے سے لایا گیا پارسل خزانہ ہے۔ بہرکیف اس نے سوچا تھا کہ وہ خزانہ نہیں تھا۔ لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ واقعی خزانہ نہیں ہے۔ اس لئے جب اس نے یہ سنا تھا کہ بنڈل پر قبضہ کر لیا گیا ہے تو وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ

سکا۔ لیکن مجموعی طور پر وہ خوشی محسوس کر رہا تھا۔ کیونکہ اب اسے بلاشبہ یہ پتہ چل گیا تھا کہ وہ بنڈل اصل بنڈل نہیں تھا۔ اس کا ذہن پرسکون ہو گیا تھا اور وہ بہت آرام محسوس کر رہا تھا۔ درحقیقت ہر بات درست سمت میں جا رہی تھی۔ وہ خزانہ ابھی تک نمبر دو میں ہوگا۔ اس روز ان دونوں آدمیوں کو پکڑ لیا جائے گا اور جیل بھجوا دیا جائے گا اور وہ اور ٹام اس رات کو کسی قسم کی تکلیف یا مداخلت کے خوف کے بغیر سونے پر قبضہ کر سکتے ہیں۔

جوں ہی ناشتہ ختم ہوا۔ دروازے پر دستک ہوئی۔ ہک کہیں چھپ جانے کے لئے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ وہ تازہ واقعہ سے دور کا واسطہ بھی رکھنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ ویلز کے باشندے نے دروازہ کھولا تو بہت سی خواتین اور معززین مکان کے اندر آ گئے۔ ان میں بیوہ ڈگلس بھی تھی۔ ہک نے دیکھا کہ شہریوں کے گروپ پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں۔ تاکہ مکان کی باڑھ کی سیڑھیوں کو جا کر دیکھ سکیں۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ خبر سارے گاؤں میں پھیل چکی تھی۔

ویلز کے باشندے کو کل رات کی کہانی مہمانوں کو سنانی پڑی۔ بیوہ نے اپنے زندہ بچ رہنے پر نہایت پرجوش طریقے سے شکریہ ادا کیا۔

مادام۔ اس کے بارے میں ایک لفظ بھی نہ کہیے۔ میں سمجھتا ہوں میری اور میرے بیٹوں کی بجائے آپ ایک اور شخص کی زیادہ ممنون احسان ہیں۔ لیکن اس شخص نے مجھے اجازت نہیں دی ہے کہ میں آپ کو اس کا نام بتاؤں اگر وہ شخص نہ ہوتا تو ہم ہرگز وہاں نہیں پہنچ سکتے تھے۔"

اس بات نے بڑا استعجاب پیدا کیا اور دراصل معاملے کی اہمیت ہی گھٹا دی۔ لیکن ویلز کے باشندے نے ان کو حیران و ششدر رہنے دیا تاکہ ان کے دل میں کھد بد ہوتی رہی اور وہ خود ہی جا کر یہ خبر سارے قصبہ میں پھیلائیں۔ اس نے یہ راز بتانے سے انکار کر دیا۔ جب سارے

واقعہ کا پتہ چل گیا تو بیوہ نے کہا۔

"میں بستر ے میں پڑھتے پڑھتے سوگئی ۔ میں سوتی رہی اور مجھے وہ سارا شور و غل سنائی نہ دیا۔ آپ نے اگر مجھے جگا کیوں نہ دیا۔؟"

"ہم نے سوچا کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ آدمی اب لوٹ کر نہیں آئیں گے ان کے پاس اپنا کام کرنے کے لئے اوزار ہی نہیں رہے تھے۔ اور پھر آپ کو جگانے اور خوف سے مارڈالنے کا فائدہ ہی کیا تھا۔" میرے تین حبشی نوکر آپ کے مکان کے گرد رات بھر پہرہ دیتے رہے۔ وہ ابھی واپس آئے ہیں "مزید مہمان آئے اور مزید دو گھنٹوں تک کہانی سنانی پڑی اور پھر سنانی پڑی۔

دن کو لگنے والے اسکول میں موسم گرما کی چھٹیاں ہو جاتی تھیں تو اتوار کا اسکول نہیں لگتا تھا۔ لیکن اس روز ہر کوئی صبح سویرے ہی کلیسا میں پہنچ چکا تھا۔ اس ہنگامہ خیز واقعہ کا خوب چرچا ہوا۔ خبر آئی کہ ابھی تک ان دونوں شیطانوں کا کوئی نشان نہیں ملا۔ جب وعظ ختم ہو گیا تو جج تھیچر کی بیوی مسز ہارپر کے ساتھ ہولی جو ہجوم کے ساتھ درمیانی راستہ پر چل رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"کیا میری بیکی۔ تمہارے ہاں سارا دن سوتی رہے گی۔ میرا خیال ہے وہ بہت تھک گئی ہوگی۔"

"تمہاری بیکی۔"

"ہاں" مسز تھیچر نے حیرت زدہ نگاہوں سے کہا۔ کیوں۔ کیا وہ کل رات تمہارے ہاں نہیں ٹھہری تھی۔؟"

"کیوں۔ نہیں۔"

مسز تھیچر کا رنگ زرد پڑ گیا اور وہ گرجے کی نشست پر بیٹھ گئی۔ عین اس وقت خالہ پولی جو اپنی کسی سہیلی کے ساتھ بڑی سرگرمی سے باتیں کر رہی

تھی اس کے قریب سے گزری۔ خالہ پولی نے کہا۔

"صبح بخیر۔ مسز تھیچر۔ صبح بخیر مسز ہارپر۔ میرے پاس ایک ایسا لڑکا ہے جو گم ہوگیا ہے کیا وہ تم دونوں میں سے کسی کے گھر کل رات کو تو نہیں سویا تھا اور اب وہ کلیسا میں آنے سے ڈر رہا ہے اور مجھے اس سے نپٹنا ہے"۔

"مسز تھیچر نے نقاہت کے ساتھ سر ہلایا اور پہلے سے بھی زیادہ زرد ہو گئی

"وہ ہمارے یہاں نہیں رہا۔ مسز ہارپر نے کہا۔ وہ بھی پریشان ہونے لگی تھی۔ خالہ پولی کے چہرے پر تشویش کے نمایاں آثار پیدا ہو گئے"۔

"جو ہارپر کیا تم نے میرے ٹام کو آج صبح دیکھا تھا؟"

"نہیں مادام"

"تم نے اسے آخری دفعہ کب دیکھا تھا۔؟"

جو نے یاد کرنے کی کوشش کی لیکن اسے یقین تھا کہ وہ بتا سکتا ہے لوگوں نے کلیسا سے باہر نکلنا بند کر دیا تھا۔ سرگوشیاں ہونے لگیں اور ہر شخص کے چہرے پر بے کلی کے آثار چھا گئے۔ بچوں اور استادوں سے گہری تشویش کے ساتھ سوالات کئے گئے۔ ان سب نے یہی کہا کہ جب دخانی کشتی گھر کی جانب سفر کر رہی تھی تو انھوں نے کشتی کے عرشہ پر ٹام اور بیکی کو نہیں دیکھا تھا۔ اندھیرا تھا اور کسی نے کسی سے یہ پوچھنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی کہ کون لاپتہ ہے۔ ایک نوجوان نے اپنے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ وہ ابھی تک غار میں ہوں گے۔ مسز تھیچر کا سر چکرا گیا۔ خالہ پولی رونے لگی اور اپنے ہاتھ ملنے لگی۔

یہ خطرہ ایک زبان سے دوسری زبان پر۔ ایک گروپ سے دوسرے گروپ میں اور ایک بازار سے دوسرے بازار میں پہنچ گیا اور پانچ منٹ کے اندر اندر گھنٹیاں مجنونانہ طور پر بجنے لگیں۔ اور قصبہ کے سارے لوگ گھروں سے باہر نکل آئے۔ کارڈف ہل کا واقعہ دفعتہً غیر اہم ہو کر رہ گیا۔ نقب زنوں

کو بھلا دیا گیا۔ گھوڑوں پر کاٹھیاں ڈال دی گئیں۔ شہتیروں کی کشتیوں پر آدمی سوار ہو گئے۔ دخانی کشتی کو باہر لائے۔ جانے کا حکم دیا گیا اور آدھ گھنٹہ سے پہلے دو سو آدمی شاہراہ اور دریا پر سے ہوتے ہوئے غار کی طرف چل پڑے۔

ساری دوپہر تک، گاؤں خالی اور خاموش رہا۔ بہت سی عورتیں خالہ پولی اور مسز تھیچر کے ہاں گئیں۔ اور ان کو تسلی دیتی رہیں اور ان کے ساتھ روتی بھی رہیں۔ یہ الفاظ سے زیادہ بہتر تسلی تھی۔ اس پریشان کن رات میں قصبے کے سارے لوگ خبر کے منتظر رہے لیکن آخر کار جب صبح طلوع ہوئی تو خبر آئی کہ مزید موم بتیاں اور خوراک بھیجی جائے۔ مسز تھیچر غم سے پاگل ہوئی جا رہی تھی اور خالہ پولی کا بھی یہی حال تھا۔ جج تھیچر نے غار سے امید و حوصلہ کے پیغامات بھیجے لیکن وہ مسرت کا باعث نہ بن سکے۔

ویلز کا بڈھا باشندہ دن نکلنے پر گھر آیا اس کے کپڑوں پر موم بتی کی چکناہٹ تھی۔ وہ کیچڑ سے لت پت اور بہت تھکا ہوا تھا۔ اس نے ہک کو ابھی تک اس بستر پر لیٹا ہوا پایا جو اس کے لئے مہیا کر دیا گیا تھا۔ وہ بخار میں بڑبڑا رہا تھا۔ تمام ڈاکٹر اس وقت غار میں موجود تھے اس لئے بیوہ ڈگلس آئی اور اس نے بیمار کی دیکھ بھال اپنے ہاتھ میں لے لی۔ بیوہ ڈگلس نے کہا کہ وہ اس کے لئے اپنا پورا زور لگا دے گی۔ کیونکہ ہک لاکھ اچھا۔ برا یا بے پرواہ سہی وہ خدا کی مخلوق ہے اور خدا کی کسی مخلوق کے ساتھ غفلت نہیں برتنی چاہیئے۔ ویلز کے باشندے نے کہا کہ ہک میں خوبیاں بھی ہیں۔ بیوہ بولی۔

آپ اس پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔ یہ خدا کی نشانی ہے۔ وہ اس نشانی کو چھوڑتا نہیں۔ کبھی نہیں چھوڑتا۔ اور جو شخص اس کے ہاتھوں میں سے یہاں آتا ہے وہ اس پر کہیں نہ کہیں اپنی نشانی لگا دیتا ہے۔

سہ پہر کے آغاز میں تھکے ہارے لوگوں کی پارٹیاں گاؤں میں آنی شروع

ہوگئیں۔ لیکن مضبوط اور توانا شہری ابھی تک تلاش جاری رکھے ہوئے تھے
بس یہی خبر مل سکی کہ غار کے ان دور افتادہ حصوں کو بھی دیکھا جا رہا ہے۔ جہاں
کوئی شخص پہلے کبھی نہیں گیا تھا۔ غار کا ہر کونہ اور ہر شگاف اچھی طرح دیکھا
جائے گا۔ آپ راستوں کے ہجوم میں جہاں کہیں بھی جائیں آپ کو دور
دور تک روشنیاں جھلملاتی ہوئی ملتی ہیں۔ شور سنائی دیتا ہے اور پینڈولم
کی گولی چلنے کی آواز کا ارتعاش خاموش راستوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔
ایک جگہ جو اس حصہ سے بہت دور تھی۔ جہاں سیاح عام طور سے نہیں جاتے
تھے۔ انھوں نے موم بتی کے دھوئیں سے چٹان کی دیوار پر بیکی اور ٹام کا نام
لکھا ہوا دیکھا تھا اور اس کے قریب ہی چکنا ہٹ سے لتھڑا ہوا فیتہ پڑا
تھا۔ مسز تھیچر نے اس فیتے کو پہچان لیا اور وہ اسے دیکھ دیکھ کر رونے لگی
اس نے کہا کہ یہ اس کی بچی کی آخری نشانی ہے۔ جو ہمیشہ اس کے پاس رہے
گی۔ اس کی کوئی بھی دوسری یادگار اس قدر بیش بہا نہیں ہو گی۔ کیونکہ
یہ یادگار موت آنے سے پہلے اس کے جسم سے جدا ہوئی تھی۔ کچھ لوگوں
نے کہا کہ غار میں دور کبھی کبھی ایک روشنی جھلکتی ہے اور پھر کیا ہوتا ہے
بلند آواز میں شور مچایا جاتا ہے اور بیسیوں آدمی گونجتے ہوئے راستوں
پر دوڑنے لگتے ہیں۔ اور اس کے بعد انتہائی کربناک مایوسی پیدا ہو
جاتی ہے۔ بچے وہاں بھی نہیں ہوتے۔ اور وہ روشنی ڈھونڈنے والوں کی
روشنی نکلتی ہے۔

تین خوفناک دن اور راتیں اپنے تکلیف دہ لمحات لئے ہوئے
گذر گئیں۔ کسی کو کوئی خبر نہ ملی۔ اس اتفاقیہ دریافت نے بھی جو ابھی ابھی
کی گئی تھی کہ شراب نوشی کے مخالفین کی سرائے کا مالک اپنے ہاں شراب رکھتا
ہے۔ اہم خبر ہونے کے باوجود کوئی ہلچل پیدا نہ کی۔ ہک نے دیوانگی کے
دوروں میں سرائے کا موضوع چھیڑ دیا۔ اور آخر کار اس نے تھوڑا

ڈرتے ڈرتے کہ وہ کہیں کوئی بری خبر نہ سن لے۔ پوچھا کہ کیا اس کی علالت کے دوران میں ٹیمپرنس سرائے سے کوئی چیز تو نہیں ملی تھی۔

"ہاں۔ ملی ہے"۔ بیوہ نے کہا۔

پک ہڑبڑا کر بستر میں اٹھ بیٹھا۔ اس کی آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔

"کیا ملا ہے۔ کیا ملا ہے۔؟"

"شراب اور اس سرائے کو بند کر دیا گیا ہے۔ لیٹ جاؤ۔ میرے بچے۔ تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔"

مجھے صرف ایک بات بتا دیجئے۔ صرف ایک بات۔ براہ کرم۔ کیا ٹام سائر نے وہ شراب ڈھونڈی ہے۔

"بیوہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے"۔ نہیں۔ نہیں۔ میرے بچے۔ میں تمہیں پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ تمہیں بولنا نہ چاہیئے۔ تم بہت بیمار ہو"۔

"اچھا تو صرف شراب ملی ہے۔ اگر سونا ملتا تو کافی ہنگامہ برپا ہوتا"۔

اس کا مطلب تھا یہ ہوا کہ خزانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گیا۔ لیکن یہ بیوہ رو کیوں رہی ہے۔ یہ دھندلے دھندلے خیالات ہک کے ذہن میں ابھر رہے تھے۔

وہ ان سے تھک کر سو گیا۔ بیوہ نے اپنے آپ سے کہا۔

"یہ بیچارا۔ یہاں سو رہا ہے۔ کہہ رہا ہے کہ شراب ٹام سائر نے ڈھونڈی ہے۔ کسی کو چاہیئے کہ وہ ٹام سائر کو ڈھونڈے۔ آہ۔ اب زیادہ لوگ نہیں رہے ہیں یعنی وہ لوگ جو بہت پر امید ہوں۔ طاقتور ہوں۔ اور تلاش جاری رکھ سکیں"۔

~~~~~~~~
~~~~~~~~

اکتیسواں باب

کھوج کی مہم ——— مصیبت کا آغاز
غار میں گمشدگی ——— مکمل اندھیرا
——— مل تو گئے مگر بچنے نہیں پائے ———

پک نک میں ٹام اور بیکی کا جو حصہ تھا۔ اب ہم اس کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ باقی ساتھیوں کے ہمراہ تاریک راستوں پر بڑھ رہے تھے۔ غار کے جانے پہچانے عجوبوں کو دیکھ رہے تھے ان عجوبوں کو بڑھا چڑھا کر نام عطا کئے گئے تھے۔ مثلاً ۔ ڈرائنگ روم ۔ کلیسا ۔ الہ دین کا محل ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ دفعتہً آنکھ مچولی کا آغاز ہوا۔ ٹام اور بیکی بڑے ذوق وشوق کے ساتھ اس کھیل میں مصروف رہے حتیٰ کہ کھکن کھوڑی سی اکتاہٹ میں تبدیل ہونے لگی۔ اس کے بعد وہ اپنی اپنی موم بتی اوپر اٹھائے ہوئے اور ناموں ۔ تاریخوں۔ ڈاک خانوں پتوں ۔ اور اقوال کے جالوں کی طرح الجھے ہوئے الفاظ پڑھتے ہوئے پر پیچ راستوں پر ہو لئے۔ چٹان کی دیواروں پر ان ناموں کے نقوش بنائے گئے تھے۔ (موم بتی کے دھوئیں سے) وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ اور باتیں کرتے جا رہے تھے۔ ان کو یہ خیال ہی نہ رہا کہ اب وہ غار کے اس حصہ میں چلے آئے تھے۔ جہاں دیواروں پر نقوش نہیں تھے۔ انھوں نے اوپر لٹکے ہوئے ایک شیلف کے نیچے اپنے نام موم بتی کے دھوئیں سے لکھ دئے اور آگے بڑھے ۔ دفعتہً وہ اس جگہ پہنچے ۔ جہاں پانی کی چھوٹی سی ندی نے ایک ابھری ہوئی جگہ پر سے رس رس کر بہتے ہوئے اور اپنے ساتھ چونے کی گاد لاتے

ہوئے دھیرے دھیرے چلتے ہوئے زمانوں میں جھکتے ہوئے لافانی پتھر میں جھالردار اور لہراتا ہوا آبشار بنا دیا تھا۔ ٹام نے کسمساکر اپنا چھوٹا سا بدن اس کے پیچھے کردیا۔ تاکہ وہ بیکی کے اطمینان کی خاطر اسے روشن کرسکے۔ اس نے دیکھا کہ اس آبشار نے ایک قسم کی سیدھی اور قدرتی سیڑھی کو چھپا رکھا تھا جو تنگ دیواروں کے درمیان محصور تھی۔ اور فوراً ہی اس کے دل پر دریافت کنندہ بننے کا عزم مسلط ہوگیا۔ بیکی نے اس کا حکم مان لیا۔ انھوں نے اپنی آیندہ رہنمائی کے لئے دھوئیں کا نشان لگایا اور اپنی مہم پر روانہ ہوگئے۔

وہ ادھر ادھر پرپیچ راستوں پر چلتے رہے اور غار کی خفیہ گہرائیوں میں اترتے گئے۔ انھوں نے دھوئیں کا ایک اور نشان لگایا اور اوپر لیٹنے والی دنیا کو بتانے کے لئے نئی باتوں کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ایک جگہ انھوں نے وسیع وعریض غار دیکھا جس کی چھت سے قلموں کی شکل والا کاربونیٹ آف لائم کا سنہرا نشیں مادہ بھاری مقدار میں لٹکا ہوا تھا اور یہ مادہ آدمی کی ٹانگ جتنا لمبا اور چوڑا تھا۔ وہ اس کے گرد گھومتے رہے۔ حیران وششدر ہوکے رہے اور اس کی تعریف کرتے رہے اور اچانک ہی اس غار کو چھوڑکر ان متعدد راستوں میں سے ایک راستہ میں سے باہر آگئے جو اس غار میں سے باہر نکلتے تھے۔ وہ جلد ہی ایک مسحورکن چشمہ پر پہنچ گئے جس کا طاس آسمانی برف کے چمکتے ہوئے ٹکڑوں سے جڑا ہوا تھا۔ یہ چشمہ ایک غار میں تھا۔ جس کی دیواریں بہت سے مضحکہ خیز ستونوں کے سہارے کھڑی تھیں۔ یہ ستون کاربونیٹ آف لائم کے لٹکتے ہوئے تہہ نشین مادہ اور اوپر اٹھنے والے چونے کے مادے کے آپس میں جڑ جانے سے بن گئے تھے۔ یہ صدیوں سے ٹپکتے ہوئے پانی سے بنے تھے۔ چھت کے نیچے بہت سے چمگادڑ جمع ہوگئے تھے۔ ہزاروں جھرمٹوں کی صورت میں۔ روشنی نے ان جانوروں میں ہلچل پیدا کردی اور وہ سینکڑوں کے جھنڈ میں نیچے آگئے اور موم بتیوں کی طرف لپکتے رہے۔ ٹام ان

کے طریقوں اور اس قسم کے خطرے کو ٹالنے کا گر جانتا تھا۔ اس نے بیکی کا بازو
پکڑ لیا اور جو پہلی ڈیوڑھی نظر آئی اس کی طرف بڑھے۔ لیکن انھیں دیر ہو چکی تھی
کیونکہ ایک چمگادڑ بیکی کی موم بتی سے ٹکرایا۔ اور اس نے اپنے پروں سے اس کی
موم بتی بجھا دی جبکہ وہ غار سے باہر نکل رہی تھی۔ چمگادڑوں نے ان بچوں کا دور
تک پیچھا کیا۔ لیکن بھگوڑے اس نئے راستے پر ہو لیتے جو ان کے سامنے آتا۔ اور
آخرکار انھوں نے ان خطرناک جانوروں سے نجات حاصل کر لی۔ ٹام کو جلد ہی
ایک زمین دوز جھیل نظر آئی جس کی طوالت اتنی دور تک پھیلی ہوئی تھی کہ آخرکار
اس کی صورت سایوں میں جا کر غائب ہو جاتی تھی۔ وہ اس جھیل کے کنارے
دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن آخرکار اس نے فیصلہ کیا کہ اسے بیٹھ کر آرام کرنا
چاہیئے۔ اب پہلی مرتبہ اس جگہ کی گہری خامشی نے اپنا چپچپا ہاتھ ان بچوں کے
جوش پر رکھ دیا۔ بیکی نے کہا۔

"کیوں۔ میں نے دھیان ہی نہیں دیا۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ مجھے دوسرے
ساتھیوں کی آواز سنے ہوئے ایک مدت گزر چکی ہے۔"

"ذرا سوچو تو سہی۔ بیکی۔ ہم ان سے دور بہت ہی نیچے ہیں۔ اور میں نہیں
جانتا کہ ہم ان سے کتنے دور شمال۔ یا جنوب یا مشرق میں یا نہ جانے کہاں ہیں۔
ہم یہاں ان کی آواز نہیں سن سکتے۔"

بیکی کے دل میں وسوسے پیدا ہونے لگے۔

"ٹام مجھے تو تعجب ہو رہا ہے کہ ہم یہاں کتنی دیر سے ہیں۔ ہمیں واپس چلنا چاہیئے۔"

"ہاں میرے خیال میں بھی یہی بہتر ہے۔ شاید یہ بہتر ہی ہے۔"

"ٹام کیا تم راستہ کا پتہ لگا سکتے ہو؟ مجھے تو یہ بہت ہی پیچیدہ نظر آتا ہے۔"

میرا خیال ہے میں راستہ ڈھونڈ سکتا ہوں۔ لیکن پھر ان ہی چمگادڑوں
کا سامنا کرنا ہوگا۔ اگر انھوں نے ہماری دونوں موم بتیاں بجھا دیں تو پھر سب
کچھ گڑبڑ ہو جائے گا۔ ہمیں کسی اور راستہ سے چلنا چاہیئے تاکہ ہمیں وہاں

سے نہ گذرنا پڑے۔"

"خیر۔ لیکن میرا خیال ہے ہم گم نہیں ہو جائیں گے۔ اگر ہم گم ہو گئے۔ تو یہ بہت ہولناک بات ہوگی۔ لڑکی خوفناک امکانات کے باعث لرز اٹھی۔

وہ ایک درمیانی راستہ میں سے نکل کھڑے ہوئے اور دیر تک اس پر خاموشی میں چلتے رہے۔ وہ ہر نئے کھلنے والے راستہ کی طرف یہ دیکھنے کے لئے نظر ڈالتے کہ کیا وہ راستہ جانا پہچانا ہے۔ لیکن وہ سب اجنبی راستے تھے۔ جب ٹام اس راستے کا جائزہ لیتا تھا۔ بیکی ہمت بڑھانے والے آثار اس کے چہرے پر دیکھنے کے لئے اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگتی تھی اور وہ بڑے خوشگوار انداز میں کہتا۔ "اوہ سب ٹھیک ہے۔ یہ راستہ وہ نہیں ہے لیکن ہم جلد صحیح راستہ پر پہنچ جائیں گے۔"

لیکن وہ ہر ناکامی پر زیادہ سے زیادہ ناامید ہوتا جا رہا تھا اور پھر اس نے اس امید میں بے تحاشا مختلف راستوں پر مڑنا شروع کر دیا کہ وہ آخر اس راستہ پر آ جائے گا جس کی اسے تلاش تھی۔ وہ اب بھی کہہ رہا تھا۔ "کوئی بات نہیں۔" لیکن اس کے دل پر خوف کا اتنا بوجھ تھا کہ اس کے الفاظ میں خوشی نہیں رہی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کہہ رہا ہو "سب تہس نہس ہو چکا ہے۔"

بیکی فرط خوف اور اضطراب سے اس کے پہلو سے چمٹ رہی۔ اس نے آنسو روکنے کی کوشش کی لیکن آنسو تھے کہ اس کی آنکھوں سے نکلے ہی آتے تھے۔ بالآخر اس نے کہا۔

"اوہ ٹام چمگادڑوں کی پروا نہ کرو۔ آؤ اس راستہ سے واپس چلیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ہم جب بھی کوشش کرتے ہیں بری طرح ناکام رہتے ہیں۔"

ٹام رک گیا۔

"سنو"، اس نے کہا۔

گہری خاموشی طاری ہو گئی۔ اتنی گہری خاموشی کہ ان کی سانس کی آواز بھی بہت زیادہ نمایاں تھی۔ ٹام زور سے چیخ اٹھا۔ اس کی یہ پکار گونجتی ہوئی خالی راستوں

پر پڑی۔ اور دور جا کر اس دھیمے سر میں معدوم ہو گئی۔ جو مضحکہ خیز ہنسی کے ارتعاش سے ملتا جلتا تھا۔

"ٹام پھر ایسا نہ کرنا۔ یہ بہت خوفناک ہے۔" بیکی نے کہا۔

"خوفناک ضرور ہے بیکی لیکن مجھے ایسا کرنا ہوگا۔ شاید وہ ہماری آواز سن لیں۔" اور وہ پھر چلایا۔

"شاید" کا لفظ بھیانک ہنسی سے بھی زیادہ رگوں کو منجمد کر دینے والی دہشت تھا۔ یہ ٹوٹتی ہوئی امید کا اعتراف تھا۔ بچے بے حس و حرکت کھڑے ہو گئے اور انھوں نے سننے کی کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ٹام فوراً عقبی راستہ کی طرف چل پڑا۔ اور تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے اطوار کی ڈھلمل یقینی نے بیکی پر اس ایک اور خوفناک حقیقت کا انکشاف کیا کہ اسے واپس جانے کا راستہ نہیں مل رہا تھا۔

"اوہ۔ ٹام۔ تم نے کوئی نشان نہیں لگائے۔"

"بیکی۔ میں بہت ہی احمق تھا۔ بہت ہی احمق تھا۔ میں نے سوچا ہی نہیں تھا کہ ہمیں واپس بھی آنا پڑے گا۔ اب میں راستہ نہیں ڈھونڈ سکتا۔ سب کچھ گڈ مڈ ہو گیا ہے"

"ٹام۔ ٹام۔ ہم راستہ بھول چکے ہیں۔ گم ہو چکے ہیں۔ ہم اس خوفناک جگہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔ ہم دوسروں سے بچھڑ کیوں گئے"

بیکی زمین پر بیٹھ گئی اور اس طرح زور زور سے رونے لگی کہ ٹام کے دل میں خوف پیدا ہوا کہ وہ شاید مر جائے گی۔ یا پاگل ہو جائے گی۔ وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اور اس نے اپنا بازو اس کی کمر کے گرد حمائل کر دیا۔ بیکی نے اپنا چہرہ اپنی چھاتیوں میں چھپا لیا اور اس سے چمٹ گئی۔ وہ اپنے خوف اور اپنے بے سود تاسف کا اظہار کرنے لگی۔ لیکن درد پیدا ہونے والی گونج نے ان کو مذاق اڑانے والی ہنسی میں تبدیل کر دیا۔ ٹام نے اس سے پھر التجا کی کہ وہ ہمت کرے۔ لیکن اس نے کہا کہ وہ

ایسا نہیں کرسکتی۔ وہ اپنے آپ پر الزام لگاتا رہا اور گالیاں دیتا رہا کہ اس نے بیکی کو اس خوفناک مصیبت میں مبتلا کر دیا۔ اس بات کا بڑا اثر پڑا وہ بولی کہ وہ پھر ہمت باندھنے کی کوشش کرے گی۔ وہ اٹھے گی اور جہاں کہیں وہ جائے گا۔ اس کے پیچھے پیچھے جائے گی۔ لیکن اس کو ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ اس نے کہا وہ اس سے زیادہ قابل الزام نہیں۔

لہذا وہ پھر بلا مقصد آگے بڑھتے رہے۔ بے سوچے سمجھے۔ وہ آگے بڑھنے اور بڑھتے رہنے کے سوا کر بھی کیا سکتے تھے۔ تھوڑی دیر کے لئے امید بحال ہوتی نظر آئی۔ امید کی اس بحالی کے پیچھے کوئی استدلال نہیں تھا۔ اگر کہن سالی اور ناکامی سے آشنائی امید میں سے بہار نکال کر نہیں لے جاتی ہے تو بحالی امید کی فطرت میں موجود رہتی ہے۔

رفتہ رفتہ ٹام نے بیکی کی موم بتی لے لی اور اسے بجھا دیا۔ یہ بچت بہت معنی خیز تھی۔ الفاظ کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ بیکی سمجھتی تھی۔ اس کی امید پھر ٹوٹ گئی۔ وہ جانتی تھی کہ ٹام کے پاس پوری موم بتی ہے اور اس کی جیبوں میں تین یا چار موم بتیاں اور ہیں۔ لیکن وہ پھر بھی بچت کر رہا ہے۔

ان پر آہستہ آہستہ تھکن سوار ہوگئی۔ بچوں نے تھکن کی طرف توجہ نہ دینے کی کوشش کی کیونکہ بیٹھ جانے کی بات سوچنا انتہائی خوفناک تھا۔ اور وقت بہت ہی قیمتی ہوتا جا رہا تھا۔ کسی سمت میں یا ہر سمت میں کوئی ترقی ہوسکتی تھی اور کارآمد ثابت ہوسکتی تھی۔ لیکن بیٹھ جانا موت کو دعوت دینا اور موت کی تلاش کی مدت کو کم کرنے کے مترادف تھا۔

آخر کار بیکی کے نازک اعضا نے مزید آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ وہ بیٹھ گئی۔ ٹام نے بھی اس کے ساتھ آرام کیا۔ وہ گھر۔ وہاں اپنے دوستوں، آرام دہ بستروں اور سب سے زیادہ وہاں روشنی کی باتیں کرتے رہے۔ بیکی رونے لگی تو ٹام نے اس کو تسلی دینے کا کوئی طریقہ سوچنے کی کوشش

کی لیکن اس کی تمام حوصلہ افزائیاں مسلسل استعمال سے بودی ہو چکی تھیں۔ اور طنز معلوم ہوتی تھیں۔ بیکی پر تھکن اس قدر چھا چکی تھی کہ وہ اونگھتے اونگھتے سو گئی۔ ٹام نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ اس کے سوتے ہوئے چہرے کی طرف دیکھتا رہا اور اس نے اس کے چہرے کو خوشگوار خوابوں کے زیر اثر بہت ہی ہموار اور قدرتی پایا۔ اس کا پر امن چہرہ اس کے دل میں پیدا ہونے والے سکون اور تازگی کی کچھ کچھ جھلک پیش کرنے لگا اور اس کے خیالات بیتے ہوئے ایام اور خواب آلود یادوں میں کھو گئے۔ جب وہ گہرے خیالات میں ڈوبا ہوا تھا تو بیکی تھوڑی سی ہنستی ہوئی بیدار ہو گئی۔ لیکن یہ ہنسی اس کے ہونٹوں پر جم کر رہ گئی۔ اور اس کے منہ سے ایک کراہ نکلی۔

"اوہ۔ میں کیوں سو گئی؟ کاش میں ہرگز ہرگز بیدار نہ ہوئی ہوتی۔ نہیں نہیں۔ ٹام۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میری طرف اس طرح نہ دیکھو۔ میں یہ بات پھر نہیں کہوں گی۔"

"بیکی۔ میں خوش ہوں کہ تم سو گئی تھیں۔ اب تم سستا چکی ہو۔ اور ہم باہر نکلنے کا راستہ ڈھونڈ لیں گے۔"

"لیکن میں نے خواب میں ایک بہت ہی خوبصورت ملک دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم اس ملک میں جا رہے ہیں۔"

"شاید نہ جا سکیں۔ شاید نہ جا سکیں۔ بیکی ذرا ہمت کرو۔ اور آؤ ہم کوشش کرتے رہیں۔"

وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور ہاتھ میں ہاتھ دئے ہوئے ناامیدی کے عالم میں آگے بڑھے۔ انھوں نے اس بات کا اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ وہ کتنی دیر تک غار میں رہ چکے تھے لیکن وہ صرف اتنا جانتے تھے کہ انھیں ایسا دکھائی دیتا تھا کہ غار میں رہتے ہوئے انھیں کئی دن اور ہفتے ہو چکے ہیں۔ مگر یہ بھی صاف ظاہر تھا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کی موم بتیاں ابھی بجھی نہیں تھیں۔

اس کے بہت دیر بعد وہ یہ نہ بتا سکے کہ ان کو کتنی دیر ہو چکی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ان کو دبے پاؤں چلنا چاہیے تاکہ وہ پانی کے ٹپکنے کی آواز سن سکیں۔ ان کو کوئی نہ کوئی چشمہ ضرور ملنا چاہیے۔ دفعتہً انھیں ایک چشمہ نظر آیا۔ اور ٹام نے کہا کہ پھر سستانے کا وقت آگیا ہے۔ دونوں بہت ہی تھک چکے تھے۔ اس کے باوجود بیکی نے کہا کہ وہ تھوڑی دور اور جا سکتے ہیں۔ ٹام کو انکار کرتا ہوا سن کر اسے تعجب ہوا۔ اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا۔ وہ دونوں بیٹھ گئے۔ اور ٹام نے تھوڑی سی مٹی کے ساتھ موم بتی اپنے سامنے کی دیوار پر چپکا دی۔ ان کے خیالات پھر مصروف عمل ہو گئے۔ کچھ دیر تک ان سے کچھ بھی نہ کہا گیا۔ اس کے بعد بیکی نے مہر سکوت توڑی۔

"ٹام۔ میں بہت بھوکی ہوں۔"

ٹام نے کوئی چیز اپنی جیب سے نکالی۔

کیا تمھیں یاد ہے! وہ بولی۔

بیکی صرف مسکرا کر رہ گئی۔

"ٹام یہ ہماری شادی کا کیک ہے"

"ہاں۔ کاش یہ پیپے جتنا بڑا ہوتا۔ ہمارے پاس بس اتنا ہی ہے"

"ٹام۔ میں نے پکنک کے دوران میں اسے اپنے لئے بچا لیا تھا تاکہ اسے دیکھ دیکھ کر خواب دیکھ سکیں۔ جس طرح شادی کے کیک کے ساتھ بڑے بوڑھے سلوک کیا کرتے ہیں۔ لیکن یہ کیک ہماری۔ ۔ ۔"

اس نے اپنا جملہ وہیں روک لیا۔ ٹام نے کیک تقسیم کیا اور بیکی نے اچھی گرسنگی کے ساتھ کھایا۔ مگر ٹام اپنے نصف کیک کو کتر کتر کر کھاتا رہا۔ اس ضیافت کے بعد کافی مقدار میں ٹھنڈا پانی پیا جا سکتا تھا۔ رفتہ رفتہ بیکی نے مشورہ دیا کہ انھیں پھر آگے بڑھنا چاہیے۔ ٹام ایک لمحہ کے لئے خاموش رہا۔ اس کے بعد اس نے کہا۔

"اگر میں تمھیں ایک بات بتاؤں تو کیا تم اسے برداشت کر سکتی ہو؟"
بیکی کا رنگ زرد پڑ گیا۔ لیکن وہ سوچ رہی تھی کہ وہ اسے برداشت کر سکتی تھی
"اچھا تو بیکی۔ ہمیں وہیں رہنا چاہئے۔ جہاں پینے کے لئے پانی ہو۔ یہ چھوٹا سا ٹکڑہ ہماری آخری موم بتی ہے۔"
بیکی رونے اور بین کرنے لگی۔ ٹام نے اسے تسلی دینے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار بیکی نے کہا
"ٹام"
"ہاں۔ کیا ہے بیکی"
وہ ہمیں یاد کریں گے اور ہمیں ڈھونڈیں گے؟
"ہاں وہ ضرور ڈھونڈیں گے۔ یقیناً ڈھونڈیں گے"
"ہو سکتا ہے وہ اس وقت ہمیں ڈھونڈ رہے ہوں ٹام"
میرا خیال ہے وہ ہمیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ امید ہے وہ ہمیں ڈھونڈ رہے ہیں۔
"میرا خیال ہے جب وہ کشتی تک پہنچیں گے"
"ٹام۔ اس وقت تو اندھیرا ہو جائے گا۔ کیا وہ دیکھ سکیں گے کہ ہم ان کے ساتھ نہیں آئے ہیں۔"
مجھے معلوم نہیں۔ خیر۔ جب وہ گھر پہنچیں گے تو تمھاری ماں کو ضرور تمھاری یاد آئے گی"
بیکی کی خوفزدہ نگاہوں نے ٹام کے ہوش ٹھکانے کر دیئے۔ اور اس نے دیکھا کہ اس نے کتنی بھاری غلطی کر دی تھی۔ بیکی کو اس رات گھر نہیں جانا تھا۔ دونوں بچے خاموش ہو گئے اور گہرے سوچ میں ڈوب گئے۔ بیکی کے دل میں غم کی ایک نئی لہر اٹھی جس نے ٹام پر یہ ثابت کیا کہ اس کے دل میں جو بات تھی وہی بات بیکی کے دل میں بھی پیدا ہوئی تھی۔ عبادت کی صبح آدھی ختم ہو جائے گی تب کہیں جا کر مسز تھیچر کو پتہ چلے گا کہ بیکی مسز ہارپر کے ہاں نہیں ٹھہری تھی۔

بچوں نے موم بتی کے ٹکڑے پر اپنی نگاہیں جما دیں اور اس موم بتی کو دھیرے دھیرے اور سنگدلی سے پگھلتا ہوا دیکھتے رہے اور پھر انھوں نے دیکھا کہ موم بتی کی لو آخر کار نصف انچ کے برابر رہ گئی ہے۔ انھوں نے کمزور شعلے کو ابھرتے اور پھر ڈوبتے دھوئیں کے پتلے ستون پر چڑھتے اور پھر اس کے اوپر ایک لمحہ کے لئے رکتے ہوئے دیکھا۔ اس کے بعد مکمل تاریکی کی دہشت مسلط ہو گئی۔

جب دھیرے دھیرے بیکی کو یہ ہوش آیا کہ وہ ٹام کے بازوؤں میں روتی رہی تھی تو کوئی بھی ان دونوں میں سے یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ وہ کتنی دیر تک ایسا کرتی رہی تھی۔ وہ تو صرف اتنی بات جانتے تھے کہ وہ دونوں بظاہر دیر کے بعد گہری نیند سے بیدار ہوئے تھے اور انھوں نے ایک بار پھر اپنے دکھوں کی بات چھیڑ دی تھی۔ ٹام نے کہا اب اتوار ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سوموار ہو۔ اس نے بیکی کو بات کرنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے دکھ بہت ہی جانگسل تھے اور اس کی تمام امیدیں خاک میں مل چکی تھیں۔ ٹام نے کہا انھیں گم ہوئے بہت دیر ہو چکی ہو گی۔ اور بلاشبہ ان کو ڈھونڈا جا رہا ہو گا۔ وہ چلائے گا اور ہو سکتا ہے کہ کوئی آ جائے۔ اس نے یہ کوشش کی۔ لیکن اس کی چیخ کی دوری سے آتی ہوئی گونجوں کی آواز اس قدر بھیانک تھی کہ اس نے کوشش نہ کی۔ کئی گھنٹے یوں ہی بے نتیجہ گزر گئے اور قیدیوں کو بھوک پھر ستانے لگی۔ ٹام کے نصف کیک کا کچھ حصہ بچا ہوا تھا۔ انھوں نے اس کو تقسیم کیا اور کھا لیا۔ خوراک کے چھوٹے سے لقمے نے ان کی اشتہا کو اور بھی بڑھا دیا۔

رفتہ رفتہ ٹام نے کہا۔

"سنو۔ کیا تم اسے سن رہی ہو؟"

دونوں نے اپنا سانس روک لیا اور سننے کی کوشش کی۔ ایک آواز آئی اور ایک دھیمی سی چیخ کی طرح۔ ٹام نے فوراً اس کا جواب دیا۔ اور وہ بیکی کا ہاتھ تھام کر اسے اس چیخ کی سمت لے جانے لگا۔ رفتہ رفتہ اس نے

پھر سنا۔ دوبارہ وہ آواز سنائی دی۔ اور لبظاہر قریب سے آتی ہوئی معلوم ہوئی "ہاں یہ وہی لوگ ہیں،، ٹام نے کہا وہ آرہے ہیں۔ یہی وہ آرہے ہیں۔ اور اب ہم ٹھیک ٹھاک ہیں۔،،

قیدیوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ ان کی رفتار دھیمی تھی۔ کیونکہ یہاں گڑھے عام تھے اور ان سے محفوظ رہنے کی ضرورت تھی۔ وہ ایک گڑھے کے قریب پہنچے اور رک گئے۔ وہ گڑھا تین فٹ گہرا ہو سکتا تھا۔ ایک سو فٹ گہرا ہو سکتا تھا۔ اس میں سے گذرنا مشکل تھا۔ ٹام سینے کے بل لیٹ گیا اور اس نے حد ممکن تک نیچے پہنچنے کی کوشش۔ لیکن اس کی کوئی تھاہ نہ تھی۔ ان کو وہیں رہنا ہوگا اور ڈھونڈنے والوں کی آمد کا انتظار کرنا ہوگا۔ وہ سنتے رہے۔ صاف ظاہر تھا کہ دور سے آتا ہوا شور و غل نمایاں ہوتا جا رہا تھا۔ ایک یا دو لمحہ کی دیر اور ہو جاتی تو وہ مر جاتے۔ اس تکلیف سے دل بیٹھا جا رہا تھا۔ ٹام دیر تک شور مچاتا رہا حتیٰ کہ اس کا گلا بیٹھ گیا۔ لیکن ایسا کرنا بے فائدہ تھا۔ وہ امید افزا انداز میں بیکی سے باتیں کرتا رہا۔ تشویشناک انتظار کا زمانہ گذر گیا۔ اور پھر کوئی آواز نہ آئی۔ بچے راستہ ٹٹولتے ہوئے دوبارہ چشمہ پر پہنچ گئے۔ بے کیف وقت دھیرے دھیرے گھسٹتا رہا۔ وہ پھر سو گئے۔ اور جب وہ اٹھے تو بھوکے اور رنجیدہ تھے ٹام کا خیال تھا کہ اب منگل ہوگا۔

اب اسے ایک خیال سوجھا۔ نزدیک ہی چند راستے ہوں گے۔ دل پر بھاری بوجھ ڈال دینے والے وقت کو بیکار گذارنے کی بجائے ان راستوں کی کھوج بہتر ثابت ہوگی۔ اس نے اپنی جیب میں سے پتنگ کی ڈور نکالی۔ اور اس ڈور کو چٹان کے نکلے ہوئے کونے سے باندھ دیا اور وہ اور بیکی دونوں چل پڑے۔ ٹام آگے آگے تھا اور راستہ ٹٹولتے ہوئے ڈور کو کھولتا جا رہا تھا۔ بیس قدموں کے اختتام پر ڈیوڑھی ایک اونچی جگہ پر جا کر ختم

ہو جاتی تھی۔ ٹام گھٹنوں کے بل جھک گیا اور اس نے ہاتھ سے زمین کا نچلا حصہ محسوس کیا اور پھر جہاں تک آسانی سے اس کے ہاتھ جا سکتے تھے۔ اس نے اپنے ہاتھ دور تک ایک گوشے میں پھیرے۔ اس نے اپنا ہاتھ دائیں طرف دور تک پھیلانے کی کوشش کی۔ عین اس لمحہ اس نے ایک انسانی ہاتھ دیکھا جس نے موم بتی پکڑ رکھی تھی۔ ٹام زور سے چلایا اور فوراً ہی اس ہاتھ کے بعد ایک جسم نمودار ہوا۔ انجن جو کا جسم۔ ٹام پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا۔ وہ ہل نہ سکا۔ دوسرے ہی لمحہ اس نے یہ دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا کہ ہسپانوی سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ٹام حیران ہو رہا تھا کہ اس نے اس کی آواز کیوں نہیں پہچانی اور وہ اس کو عدالت میں اس کے خلاف گواہی دینے کے لئے ہلاک کرنے کیوں نہیں آیا۔ ہو سکتا ہے گونج نے اس کی آواز کو بدل دیا ہو۔ اس نے استدلال کیا کہ بلاشبہ یہی بات تھی۔ خوف نے ٹام کے بدن کے ہر پٹھے کو مضمحل کر دیا۔ اس نے اپنے آپ سے کہا۔ اگر چشمہ تک واپس جانے کی اس میں طاقت ہوئی تو وہ وہیں جا کر ٹھہرا رہے گا۔ اور کوئی چیز اسے انجن جو کے ساتھ دوبارہ مڈبھیڑ مول لینے پر مجبور نہیں کر سکے گی۔ اس نے اتنی احتیاط کی کہ جو کچھ دیکھا تھا اسے بیکی سے چھپائے رکھا۔ اس نے اس کو بتایا کہ اس نے صرف نیک شگون۔ کی خاطر شور مچایا تھا۔

بھوک اور بیچارگی بالآخر خوف پر غالب آ جاتے ہیں۔ چشمہ پر ایک بار پھر تکلیف دہ انتظار کرنا پڑا اور وہ پھر بہت دیر تک سوتے رہے اور کوئی تبدیلی نہ آئی۔ بچے جب بیدار ہوئے تو شدید بھوک کی وجہ سے عذاب میں مبتلا تھے۔ ٹام کا خیال تھا کہ اب بدھ وار یا جمعرات یا شکروار یا سنیچر وار ہے اور لوگوں نے کھوج بند کر دی ہے۔ اس نے ایک اور راستہ کی کھوج لگانے کا ارادہ کیا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ انجن جو اور دیگر خوفوں کا خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہے۔ لیکن بیکی بہت نڈھال ہو چکی تھی۔ وہ بے کیف دل

شکستگی کے عالم سے دوچار ہو چکی تھی۔ اور اٹھنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ اس نے
کہا اب وہ وہیں انتظار کرے گی جہاں وہ ہے اور مر جائے گی اور اس کی موت
میں زیادہ دیر نہیں ہے۔ اس نے ٹام سے کہا کہ اگر وہ جانا چاہتا ہے تو پتنگ کی ڈور
سے کھوج لگائے اور کبھی کبھی اس کے پاس آ کر اس سے باتیں کرے اور اس نے
اس سے وعدہ لیا کہ جب بھیانک وقت آئے تو وہ اس کے پاس رہے اور
جب تک موت نہیں آجاتی تب تک اس کا ہاتھ تھامے رہے۔

رتارے ہوئے گلے کی دم گھونٹ دینے والی کیفیت کے ساتھ بوسہ دیا
ٹام نے اسے وہ بڑے اعتماد کے ساتھ یہ شان دکھا رہا تھا کہ وہ کھوج لگانے
والوں کو یا غار سے بچ کر نکلنے کا راستہ ڈھونڈ لے گا۔ اس کے بعد اس نے پتنگ
کی ڈور پکڑ لی اور اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل ہو کر راستہ ٹٹولتا رہا۔
بھوک کے مارے اسے سخت تکلیف تھی۔ اور آنے والی موت کے خیال سے
اس کی طبیعت خراب ہو رہی تھی۔

انتیسواں باب —
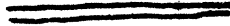
ٹام بچ کر نکل آنے کی کہانی بیان کرتا ہے۔

— ٹام کا دشمن محفوظ مقام میں —

منگل کی سہ پہر آپہنچی اور شام کے دھندلکے میں تبدیل ہو گئی۔ سینٹ پیٹرس برگ کا گاؤں ابھی تک ماتم منا رہا تھا۔ گمشدہ بچے ابھی تک نہیں ملے تھے۔ ان کے لئے عام دعائیں پڑھی جا چکی تھیں اور بہت سی نجی دعائیں کی جا چکی تھیں۔ جن میں دعا کرنے والوں کا تن من شامل تھا۔ لیکن غار سے کوئی اچھی خبر نہیں آئی تھی۔ بیشتر ڈھونڈنے والوں نے کوشش ترک کر دی تھی اور وہ روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے۔ اور کہہ رہے تھے کہ بچے کبھی نہیں مل سکیں گے۔ مسز تھیچر بہت بیمار تھی۔ اور زیادہ تر اس پر بحران طاری رہتا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ اسے اپنی بچی کو آواز دیتے ہوئے۔ سر اٹھا کر ایک لمحے کے لئے سنتے ہوئے اور پھر کراہ کر تکیہ پر دوبارہ رکھتے ہوئے دیکھ کر دل ٹوٹ جاتا ہے۔ خالہ پولی گہرے غم میں ڈوب گئی تھی اور اس کے سفید بال بالکل سفید ہو چکے تھے۔ منگل وار کی رات کو گاؤں اداس اور نا امید ہو کر بستر پر دراز ہو چکا تھا۔

آدھی رات کے وقت گاؤں کے کلیساؤں کی گھنٹیاں مجنونانہ انداز میں بج اٹھیں اور فوراً نیم ملبوس اور بدحواس لوگوں کا ہجوم سڑکوں پر جمع ہو گیا۔ جو چلا رہے تھے۔ باہر نکلو۔ باہر نکلو۔ وہ مل گئے ہیں۔ وہ مل گئے ہیں۔ اس شور و غل میں ٹین کے ڈبوں اور سنکھوں کے شور کا بھی اضافہ ہو گیا۔ گاؤں کے لوگ جمع ہو گئے اور دریا کی طرف چل پڑے۔ وہ ایک کھلی گاڑی میں آتے ہوئے بچوں سے ملے جس کو شور مچاتے ہوئے شہری کھینچ رہے تھے۔ لوگ ان کے گرد جمع

ہوگئے اور گھر کی طرف بڑھتے ہوئے ہجوم میں شامل ہو گئے۔ اور شان کے ساتھ بڑی سڑک پر چلنے لگے۔ وہ ہپ ہپ ہرے کے نعرے لگا رہے تھے

گاؤں میں، چراغاں کیا گیا۔ کوئی دوبارہ بستر پر دراز نہ ہوا۔ ایسی عظیم ترین رات پہلے کبھی کسی نے دیکھی نہیں تھی۔ پہلے نصف گھنٹہ کے دوران میں گاؤں کے لوگوں کا جلوس قطار باندھ کر جج تھیچر کے گھر سے گذرا۔ انھوں نے بچ کر آنے والے بچوں کو پکڑ لیا۔ ان کو بوسہ دیا۔ مسز تھیچر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا۔ انھوں نے کچھ بولنے کی کوشش کی مگر کچھ نہ کہہ سکے۔ اور اس جگہ سے آنسو بہاتے ہوئے چلے گئے۔

خالہ پولی کی مسرت اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی اور مسز تھیچر کا بھی یہی عالم تھا۔ لیکن یہ مسرت صرف اسی صورت میں پایہ تکمیل کو پہنچ سکتی تھی۔ اگر غار کی طرف اس عظیم خبر کو لے جانے والا قاصد مسز تھیچر کے خاوند تک یہ پیغام پہنچا دیتا۔ ٹام صوفے پر لیٹا ہوا تھا۔ سامعین اس کے گرد جمع تھے۔ اس نے اپنی حیرت انگیز مہم کی روئداد سنائی اور کہیں کہیں زیب داستان کے لئے کچھ اور انگیز باتوں کا اضافہ بھی کر دیا۔ اس نے اپنی کہانی اس بات پر ختم کی کہ کیسے وہ بیکی کو چھوڑ کر کھوج کی مہم پر روانہ ہوا اور کس طرح پتنگ کی ڈور جہاں تک پہنچ سکتی تھی وہ دو راستوں پر چلتا رہا اور مڑنے ہی والا تھا کہ اس نے دور ایک دھبہ دیکھا۔ جو دن کی روشنی کی طرح نظر آ رہا تھا۔ اس نے ڈور وہاں پھینک دی اور اس روشنی کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک چھوٹے سے سوراخ میں سے اپنا سر اور اپنے کندھے نکالے اور چوڑے دریا مسی سپی کو بہتا ہوا دیکھا۔ اگر رات ہوتی تو اس نے وہ روشنی کا دھبہ ہرگز نہ دیکھا ہوتا اور اسے وہ راستہ کبھی نہ ملتا۔ اس نے بتایا کہ وہ بیکی کو ساتھ لانے کے لئے واپس گیا اور اسے خوشخبری سنائی۔ مگر بیکی نے کہا کہ وہ اس قسم کی باتوں سے اسے پریشان نہ کرے۔ کیونکہ وہ تھک چکی ہے اور اسے معلوم ہے کہ وہ مرنے والی ہے اور مرنا چاہتی ہے۔ اس نے بتایا کہ اسے کتنی محنت کرنی پڑی۔ اور کیسے اسے

اپنی بات کا قائل کرانا پڑا۔ اور کیپے فرطِ مسرت سے اس کی جان نکلنے لگی۔
جبکہ وہ راستہ ٹٹولتی ہوئی اس جگہ پہنچ گئی۔ جہاں سے حقیقی معنوں میں اسے
دن کی روشنی کا نیلا دھبہ نظر آ رہا تھا۔ وہ کیپے اس سوراخ میں سے خود باہر نکلا
اور اس نے کیپے بیکی کو باہر آنے میں مدد دی۔ وہ کیپے وہاں بیٹھے رہے اور خوشی
کے مارے روتے رہے۔ کیپے چند آدمی شہتیروں کی ناؤ میں ادھر آئے۔ ٹام نے
ان کو ہاتھ کے اشارے سے بلایا اور ان کو اپنی بھوک اور درست حال سے
آگاہ کیا۔ کیپے ان لوگوں نے پہلے پہل ان کی کہانی پر اعتبار نہ کیا۔ کیونکہ انھوں نے
کہا۔ جس وادی میں غار ہے وہاں سے تم دریا کے جنوب میں پانچ میل دور رہو۔ اس
لئے ہم تمھاری کہانی کیپے تسلیم کر لیں۔ اس کے بعد انھوں نے انہیں کشتی پر چڑھا لیا
ایک گھر میں لے گئے۔ کھانا کھلایا۔ دھندلکا ہو جانے تک دو یا تین گھنٹے آرام
کرنے دیا اور پھر گھر لے آئے۔

غار میں تج کھنچیر اور کھوج لگانے والے دیگر مٹھی بھر اشخاص کا پتہ لوٹنے
سے پہلے ان سراغوں سے لگا لیا گیا جو وہ اپنے پیچھے گاڑ گئے تھے۔ ان کو وہ عظیم
خبر سنائی گئی۔ ٹام اور بیکی کو فوراً ابھی پتہ چل گیا کہ غار میں انھیں نے بھوک اور
مشقت کی جو تین راتیں اور دن گزارے تھے۔ ان کو آسانی سے نہیں جھٹکا جا سکتا
تھا۔ وہ بدھ وار اور بیروار کو بستر پر پڑے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ
تھکے ہوئے اور مضمحل ہوں۔ ٹام دبیروار کو تھوڑا بہت چلنے کے قابل ہوا۔ وہ شکروار
کو قصبہ میں پہنچا اور سنیچر وار کو سارا دن وہیں رہا۔ لیکن بیکی اتوار سے پہلے اپنے
کمرے سے باہر نکلنے نہ پائی اور پھر اسے ایسا معلوم ہوا جیسے وہ کسی انتہائی کمزور
کر دینے والی بیماری میں مبتلا رہی ہو۔

ٹام کو ہک کی بیماری کا حال معلوم ہوا اور وہ شکروار کو اس سے ملنے گیا
لیکن اس کو خواب گاہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملی۔ اسے سنیچر وار اور اتوار
کو بھی اجازت نہ مل سکی۔ اس کے بعد سے ہر روز ملاقات کی اجازت ملنے لگی۔

لیکن اس کو انتباہ کر دیا گیا کہ وہ اپنی مہم کے بارے میں کچھ نہ کہے اور کوئی دلولہ انگیز بات نہ چھیڑے۔ بیوہ ڈگلس وہیں رہتی تھی کہ وہ دیکھ سکے کہ ٹام اس ہدایت پر عمل کرتا ہے یا نہیں۔ ٹام کو گھر میں کارڈف ہل کا واقعہ معلوم ہوا اور یہ بھی پتہ چلا کہ بھونکے اور پھٹے آدمی کی لاش آخر کار کشتیوں سے زینے کے گھاٹ کے قریب ملی تھی۔ وہ شاید فرار ہونے کی کوشش میں ڈوب گیا تھا۔

غار سے ٹام کے بچ کر آنے کے ایک ہفتہ بعد اس نے ہک کے ہاں جانا شروع کر دیا جو اب کافی طاقتور ہو گیا تھا تاکہ وہ کوئی جوشیلی گفتگو سن سکے اور ٹام کا خیال تھا کہ اس کے پاس ایسی کتنی ہی جوشیلی باتیں تھیں جن میں ہک دلچسپی لے سکتا تھا۔ جج تھیچر کا گھر ٹام کے راستہ میں پڑتا تھا۔ وہ بیکی سے ملنے کے لئے رک گیا۔ جج اور اس کے چند دوستوں نے ٹام کو باتیں کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور کسی نے طنز آمیز لہجہ میں اس سے پوچھا کہ کیا وہ پھر اس غار میں جانا چاہے گا۔ ٹام نے کہا کہ اس کا خیال ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جج نے کہا۔

"ٹام۔ مجھے اس بات میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ تم جیسے چند بچے اور بھی ہوں گے۔ لیکن ہم نے بندوبست کر دیا ہے۔ اب کوئی اس غار میں گم نہیں ہو سکے گا۔" "کیوں؟"

"کیونکہ دو ہفتہ ہوئے میں نے غار کا بڑا دروازہ بائلر کے لوہے سے بند کرا دیا ہے۔ اس پر تین تالے لگوا دیئے ہیں اور چابیاں میرے پاس ہیں۔"

ٹام کا رنگ چادر کی طرح سفید پڑ گیا۔

"کیوں کیا ہوا لڑکے؟ سنو۔ کوئی دوڑے اور پانی کا گلاس لائے"

پانی لایا گیا اور ٹام کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے گئے۔

"آہ۔ اب تم ٹھیک ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا تھا ٹام؟"

"او جج۔ غار میں انجن جو ہے"

~~~~~
~~~~~

تینتسواں باب

انجن جو کا انجام ، ہک اور ٹام اپنے بیانات کا موازنہ کرتے ہیں ، غار کی جانب مہم کی روانگی بھوتوں سے بچاؤ ، ایک ڈراؤنا اور محفوظ مقام ——— بیوہ ڈگلس کے ہاں استقبالی دعوت ———

چند منٹ کے بعد یہ خبر سارے گاؤں میں پھیل گئی ۔ اور آدمیوں سے بھری ہوئی ایک درجن کشتیاں میکڈوگل غار کی طرف جاتی دکھائی دیں ۔ اس کے بعد بھاری تعداد میں مسافروں سے بھری ہوئی ایک دخانی کشتی ان کشتیوں کے پیچھے روانہ ہوئی ۔ ٹام اس کشتی میں تھا جس میں جج تھیچر سوار تھا ۔

جب غار کا دروازہ کھولا گیا تو اس جگہ کی دھندلی تاریکی میں ایک اندوہناک منظر سے آنکھیں دوچار ہوئیں ۔ انجن جو زمین پر پھیل کر لیٹا ہوا تھا ۔ وہ مردہ تھا ۔ اس کا چہرہ دروازے کی درز کے قریب تھا جیسے اس کی متجسس آنکھیں آخری لمحہ میں بھی باہر کی آزاد دنیا کی تازگی اور روشنی پر جمی ہوئی تھیں ۔ ٹام کا دل پسیج گیا ۔ کیونکہ وہ اپنے تجربہ سے جانتا تھا کہ اس بدنصیب شخص نے کتنا دکھ اٹھایا ہو گا ۔ اس کے دل میں رحم وکرم کا جذبہ پیدا ہو گیا ۔ تاہم اس کو اب آرام اور سلامتی کا نہایت مسرت بخش احساس ہوا ۔ اس سے پہلے پوری طرح اندازہ نہیں لگایا تھا کہ جس دن سے اس نے اس خونی مجرم کے خلاف آواز بلند کی تھی تب سے اس کے ذہن پر خوف کا کتنا بڑا بوجھ پڑا ہوا تھا ۔

انجن جو کا خمدار چاقو اس کے پاس ہی پڑا تھا۔ اس چاقو کا پھل دو ٹکڑے ہو چکا تھا۔ دروازے کے بنیادی شہتیر کو بڑی مشقت سے کاٹا اور چھیلا گیا۔ لیکن وہ ایک سعی رائگاں تھی۔ کیونکہ مقامی چٹان اس دروازے کے باہر اس دروازے کی چوکھٹ بنی ہوئی تھی۔ چٹان کے اوپر چاقو کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ چاقو ہی کو نقصان پہنچا تھا۔ اگر چٹان نہ ہوتی تب بھی وہ ساری محنت بیکار رہی جاتی کیونکہ شہتیر کو سارا کاٹ بھی دیا جاتا تو انجن جو کا جسم سکڑ کر اس دروازے کے نیچے سے باہر نہیں نکل سکتا تھا اور وہ اس بات کو اچھی طرح جانتا بھی تھا۔ وہ اس شہتیر کو محض اس لیئے چھیلتا رہا تھا تاکہ کچھ نہ کچھ کرتا رہے۔ اور اس طرح بے کیف وقت گذارتا رہے اور اپنی کربناک صلاحیتوں کو مصروف عمل رکھتا ہے۔ عام طور سے ہر شخص کو ڈیوڑھی کی درزوں میں آدھ درجن موم بتیاں کھونسی ہوئی مل سکتی تھیں۔ جو سیاح وہاں چھوڑ گئے تھے لیکن اب ایک بھی موم بتی موجود نہ تھی۔ قیدی نے ان کو ڈھونڈا تھا اور انھیں کھا گیا تھا۔ اس نے چند چمگادڑ پکڑنے کی بھی کوشش کی تھی۔ وہ ان چمگادڑوں کو بھی کھا گیا تھا اس نے صرف ان کے پنجے چھوڑ دیئے تھے۔ بیچارا بدنصیب قیدی بھوکوں مر گیا تھا۔ ایک جگہ قریب ہی چھت سے کاربونیٹ آف لائم کے لٹکتے ہوئے مادہ میں سے پانی ٹپکنے کے باعث صدیوں سے دھیرے دھیرے چونے کا ستون زمین کے اوپر سے اٹھ رہا تھا۔ قیدی نے چونے کا یہ ستون بھی توڑ دیا تھا۔ اس کے اوپر ایک پتھر رکھ دیا تھا اس نے اس پتھر میں ایک چھوٹی سی کھوہ بنا دی تھی تاکہ اس سے اس بیش بہا قطرے کو جمع کر سکے جو کلاک کی ٹِک ٹِک جیسی بے کیف باقاعدگی کے ساتھ ہر تین منٹ کے بعد گرتا تھا۔ چوبیس گھنٹوں میں ایک دفعہ ٹپکتا ہوا قطرہ اتنا پانی بن جاتا تھا جتنا بڑے چمچے میں آتا ہے۔ پانی کا یہ قطرہ اس وقت بھی گر رہا تھا جب اہرام مصر بالکل نئے تھے۔ جب ٹرائے کو فتح کر لیا گیا تھا۔ جب روم کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا۔ جب حضرت مسیح کو مصلوب کیا گیا تھا۔ جب فاتح ولیم نے برطانوی سلطنت

قائم کی تھی۔ جب کولمبس اپنے سفر پر روانہ ہوا تھا اور جب لیکسنگٹن کا قتل عام محض ایک خبر تھا۔ یہ قطرہ اب بھی ٹپک رہا ہے۔ یہ قطرہ اس وقت بھی ٹپکتا رہے گا۔ جب یہ ساری چیزیں تاریخ کے نصف النہار اور روایات کے دھندلکے میں ڈوب کر اور گہری شب عدم میں جذب ہو کر رہ جائے گی۔ کیا ہر چیز کا کوئی مقصد یا مشن ہوتا ہے۔؟ کیا یہ قطرہ پانچ ہزار برس سے بڑے صبر و تحمل کے ساتھ اس لئے ٹپکتا رہا تھا کہ وہ اس معدوم ہو جانے والے انسانی کیڑے کی تشنگی دور کر سکے؟ یا آنے والے دس ہزار برس میں اسے کوئی اور مقصد پورا کرنا ہے۔ خیر۔ اس بدنصیب اور دوغلی نسل کے انسان نے یہ بیش بہا قطرے دیکھنے کے لئے ایک پتھر کو کھود کھلا کیا تھا۔ اس واقعہ کو بہت برس گذر چکے ہیں۔ لیکن سیاح آج تک اس رحم انگیز پتھر اور دھیرے دھیرے ٹپکتے ہوئے پانی کی طرف بہت زیادہ دیر تک گھورتے ہیں۔ جب وہ میکڈوگل غار کے عجائب دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ اس غار کے عجوبوں میں انجن جو کا پیالہ سرفہرست ہے الہ دین کا محل بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

"انجن جو کو غار کے دہانہ کے قریب دفنا دیا گیا۔ سات میل کے گھیرے میں واقع قصبوں اور کھیتوں اور بستیوں کے لوگ دہاں کشتیوں اور گاڑیوں میں جمع ہوئے وہ اپنے ساتھ اپنے بچے اور ہر قسم کا سامان لائے تھے۔ انھوں نے اس امر کا اعتراف کیا کہ وہ اس کی تدفین سے اتنے ہی محفوظ ہوئے جتنے انجن جو کو پھانسی دئے جانے سے ہو سکتے تھے۔"

اس تدفین نے ایک بات کو مزید فروغ دینے سے روک دیا۔ اور وہ بات تھی گورنر کے نام درخواست کہ انجن جو کو معافی دیدی جائے۔ اس درخواست پر بہت سے آدمیوں نے دستخط کئے تھے۔ بہت سی ایسی میٹنگیں ہوئی تھیں جن میں آنسو بہائے گئے تھے اور دھواں دھار تقریریں کی گئی تھیں۔ سادہ لوح عورتوں کی ایک کمیٹی بنائی گئی کہ وہ خوب روئیں اور گورنر کے گرد جا کر کہرام بپا کر دیں اور اس

سے التجا کریں۔ کہ وہ رحم کرنے والا گدھا بنے اور اپنے فرائض کی اپنے قدموں تلے روند ڈالے۔ انجن جو کے بارے میں خیال تھا کہ اس نے گاؤں کے پانچ شہریوں کو قتل کر دیا تھا۔ لیکن اس سے کیا ہوتا تھا۔ اگر انجن جو واقعی شیطان بھی ہوتا تو بھی اتنے بہت سے کمزور انسان نکل آتے جو معافی کی درخواست پر دستخط کرنے کے لئے تیار رہو جاتے اور اپنے مستقل طور پر کمزور اور ٹپکنے والی آنکھوں سے اس پر آنسو گراتے۔

ٹام جنازے کے بعد اگلی صبح ہک کو تخلیہ میں لے گیا تاکہ اس سے اہم گفتگو کر سکے۔ ہک اس وقت تک ویلز کے باشندے اور بیوہ ڈگلس سے ٹام کی مہم کا قصہ سن چکا تھا لیکن ٹام نے کہا اس کا خیال ہے کہ ایک بات انھوں نے ہک کو نہیں بتائی۔ اور یہی وہ بات تھی جس کے بارے میں وہ اس سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ ہک کا چہرہ افسردہ ہو گیا۔ اس نے کہا۔

میں جانتا ہوں۔ وہ بات کیا ہے۔ تم کمرہ نمبر ۲ میں داخل ہو گئے تھے اور تم کو وہاں وسکی کے سوا اور کچھ نہیں ملا تھا۔ کسی نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ تم وہاں گئے تھے لیکن جوں ہی میں نے وسکی والی بات سنی مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ تم ہی گئے ہو گے۔ اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ تمھیں دولت نہیں ملا۔ کیونکہ اگر تمھیں روپیہ مل جاتا تو تم ضرور میرے پاس کسی نہ کسی طرح آتے اور تم دوسروں کے سامنے لاکھ خاموش رہتے مگر مجھے ضرور بتا دیتے۔

"ٹام۔ مجھ سے ہمیشہ کوئی یہ کہتا رہا ہے کہ وہ مال کبھی ہمارے قبضہ میں نہیں آئے گا"

"کیوں ہک۔ میں نے اس سرائے کے مالک کی چغلی نہیں کھائی تھی تمھیں معلوم ہے جب میں پک نک پر گیا تھا تو سنیچر کو وہ سرائے بالکل ٹھیک تھی۔ کیا تمھیں یاد نہیں ہے تمھیں وہاں رات کو پہرہ دینا تھا؟

اوہ۔ ہاں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ ایک برس کی بات ہو۔ یہ

اس رات کی بات ہے جب میں نے اس بیوہ کے مکان تک انجن جو کا تعاقب کیا تھا۔
تم نے اس کا پیچھا کیا تھا

"ہاں۔ لیکن تم خاموش رہنا۔ میرا خیال ہے۔ انجن جو اپنے پیچھے دوست چھوڑ گیا ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ مجھ سے خفا ہو جائیں اور زندہ وچالیں چلانے لگیں۔ اگر میں نہ ہوتا تو انجن جو کبھی کا ٹیکساس پہنچ گیا ہوتا۔"

اس کے بعد ہک نے بڑی رازداری سے کام لیتے ہوئے ٹام کو سارا قصہ سنایا جس نے پہلے صرف وبلز کے باشندے والا قصہ ہی سنا تھا۔"

"خیر۔ دفعتہً" ہک نے اہم معاملہ کی طرف لوٹتے ہوئے کہا۔ میرا خیال ہے جو شخص نمبر ۲ میں سے وسکی لے گیا وہ روپیہ بھی لے گیا۔ بہرکیف روپیہ ہمارے ہاتھ سے جا چکا ہے۔ ٹام۔"

ہک وہ روپیہ نمبر ۲ میں نہیں تھا۔

"کیا کہا۔ ہک نے بڑے غور سے اپنے ساتھی کے چہرے کا جائزہ لیا۔ ٹام کیا تم پھر روپے کا پیچھا کرتے رہے ہو۔"

"ہک وہ روپیہ غار میں ہے۔"

ہک کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔

"ذرا پھر سے کہنا ٹام۔"

"روپیہ غار میں ہے"

"ٹام کیا۔ سچ ۔ انجن ۔ اب ۔ یہ کہو کہ مذاق کر رہے ہو یا سچ کہہ رہے ہو"

سچ کہہ رہا ہوں۔ ہک۔ میں نے اتنا سچ کبھی اپنی زندگی میں نہیں بولا۔ کیا تم میرے ساتھ چلو گے اور اسے وہاں سے باہر نکالنے میں مدد دو گے۔

"میں شرط لگا کر کہہ سکتا ہوں کہ میں ضرور مدد دوں گا۔ میں ضرور مدد دوں گا بشرطیکہ وہ روپیہ اس جگہ ہو جہاں ہم راستہ نہ بھول جائیں۔"

ٹھیک۔ ہم وہ روپیہ ذرا سی تکلیف کے بغیر نکال کر لا سکتے ہیں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ تمھیں یہ خیال کیسے ہے کہ روپیہ۔"
"ہک جب تک ہم وہاں پہنچ نہیں جاتے تب تک انتظار کرو گے۔ اگر تمہیں روپیہ نہیں ملے گا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنا ڈھول اور جو کچھ اس دنیا میں میرے پاس ہے تمہیں دیدوں گا"
"اچھی بات ہے۔ وعدہ رہا۔ کہو کب چلنا ہوگا۔"
"تم کہو تو ابھی چل پڑتے ہیں۔ کیا تم اتنے طاقتور ہو۔"
"کیا وہ روپیہ غار میں بہت دور ہے۔ اب میں تین چار روز سے ٹھیک ہوں لیکن شام میں ایک میل سے زیادہ نہیں چل سکتا۔ میرا خیال ہے میں اس سے زیادہ نہیں چل سکتا۔"
"میرے سوا کوئی اور جائے تو وہ غار میں پانچ میل دور ہے۔ ہک لیکن ایک چھوٹا راستہ بھی ہے جس کو میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ میں تمہیں ناؤ میں وہاں تک لے جاؤں گا اور اسے خود ہی چلا کر واپس لے آؤں گا۔ تمھیں میرا ہاتھ بٹانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"
"ٹام۔ آؤ ابھی چلے چلیں۔"
"بہت اچھی بات ہے۔ ہمیں تھوڑی سی ڈبل روٹی اور گوشت کی ضرورت ہے اور پائپوں کی بھی۔ ایک یا دو تھیلوں کی۔ پتنگ کی ایک یا دو ڈوروں کی۔ اور تھوڑی سی ان چیزوں کی جن کو لوگ لوسی فر کی دیا سلائیاں کہتے ہیں۔ میں تمھیں بتاتا ہوں کہ جب میں اس سے پہلے غار میں تھا تو میرے دل میں کئی مرتبہ یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ کاش میرے پاس کچھ دیا سلائیاں ہوتیں۔"
دوپہر کے تھوڑی دیر بعد لڑکوں نے ایک شہری سے چھوٹی سی ناؤ مستعار لی اور فوراً وہاں سے چل پڑے۔ جب وہ کھوکھلے غار سے چند میل جنوب میں پہنچے تو ٹام نے کہا۔
"اب یہاں یہ چٹان دیکھتے ہو نا۔ کھوکھلے غار سے یہاں تک یہ ساری

چٹانیں ایک جیسی ہیں۔ نہ کوئی گھر ہے۔ نہ لکڑی کا احاطہ۔ اور جھاڑیاں بھی ایک جیسی ہیں۔ لیکن کیا تم وہاں وہ سفید جگہ دیکھ رہے ہو جہاں چٹان گری ہوئی ہے۔ وہ میرا ایک نشان ہے۔ اب ہم کنارے پر اتریں گے "

وہ کنارے پر اتر گئے۔

"اب ہک جہاں ہم کھڑے ہیں وہاں تم اس سوراخ کو چھو سکتے ہو۔ جس سے میں مچھلیاں پکڑنے کی بنسی کی مدد سے باہر نکلا تھا۔ ذرا دیکھو تو کیا تم وہ سوراخ ڈھونڈ سکتے ہو۔؟" ہک نے ساری جگہ ڈھونڈی مگر اسے سوراخ کہیں نہ ملا۔ ٹام بڑے فخر کے ساتھ سماق کی گھنی جھاڑیوں میں داخل ہوا اور بولا۔

یہ رہا وہ سوراخ۔ ذرا اس کی طرف دیکھو ہک۔ یہ اس ملک میں بارش اور سردی سے محفوظ رہنے والا بہترین گڑھا ہے۔ تم اس کے بارے میں خاموش رہنا میں ساری عمر رہزن بننے کی خواہش کرتا رہا ہوں۔ میں یہ جانتا تھا کہ مجھے ایسی چیز کی ضرورت ہوگی۔ لیکن اس کو کہاں ڈھونڈوں پریشانی صرف اتنی تھی اور اب ہمیں یہ مل گئی ہے۔ ہم اس کے بارے میں خاموش رہیں گے۔ صرف جو ہارپر اور بین روجرز کو اس میں داخل ہونے دینگے۔ کیونکہ ایک گروہ کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ رہزنی کا کوئی دبدبہ نہ ہوگا۔ ٹام سائر کا گروہ۔ کیوں کیا یہ شاندار نام نہیں ہے ہک۔؟"

"ہاں ہے تو ٹام۔ ہم کس کو لوٹیں گے؟"

تقریباً سب کو لوٹیں گے۔ لوگوں کو راستہ میں پکڑ لیا کریں گے۔ بس یہی طریقہ ہے۔

"اور ان کو ہلاک کر دیا کریں گے۔؟"

"نہیں۔ ہمیشہ نہیں۔ ان کو غار میں چھپا دیا کریں گے اور تاوان حاصل کیا کرینگے"

"تاوان کیا ہوتا ہے"

"روپیہ۔ تم ان کے دوستوں سے جس قدر روپیہ چاہے وصول کر سکتے ہو۔ اور اگر تم ان کو ایک برس تک رکھتے ہو اور تاوان کا روپیہ نہیں ملتا تو تم ان کو ہلاک کر دیتے۔ یہی عام طریقہ ہے۔ تم صرف عورتوں کو ہلاک نہیں کرتے ہو۔

عورتوں کو بند کر دیتے ہو۔ مگر ان کو ہلاک نہیں کرتے۔ عورتیں ہمیشہ خوبصورت اور دولتمند ہوتی ہیں۔ اور بہت خوفزدہ رہتی ہیں۔ تم ان کی گھڑیاں اور دوسری چیزیں چھین لیتے ہو۔ لیکن تمھیں ہمیشہ ان کے سامنے اپنی ٹوپی اتارنی پڑتی ہے۔ اور شائستگی کا ثبوت دینا پڑتا ہے۔ رہزنوں جیسا کوئی شائستہ نہیں ہوتا۔ تم یہ بات کسی کتاب میں پڑھ سکتے ہو۔ خیر۔ عورتیں تم سے محبت کرنے لگتی ہیں اور جب وہ غار میں دو یا تین ہفتے رہ لیتی ہیں۔ تو رونا چھوڑ دیتی ہیں۔ اور اس کے بعد تم ان کو وہاں سے جانے پر رضامند نہیں کر سکتے۔ اگر تم ان کو باہر نکال دیتے ہو تو وہ فوراً مڑ کر واپس آجاتی ہیں۔ ہر کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے،،

"ٹام۔ یہ تو حقیقتاً عذاب ہے۔ میرا خیال ہے بحری ڈاکو بننا بہتر ہے۔،،

"ہاں۔ کئی لحاظ سے یہ بہتر ہے۔ کیونکہ یہ گھر اور کئی سرکسوں اور دیگر چیزوں سے نزدیک ہے۔،،

اسوقت تک ہر چیز تیار ہو چکی تھی۔ لڑکے اس گڑھے میں داخل ہو گئے۔ ٹام آگے آگے تھا۔ وہ بڑی محنت سے سرنگ کے آخری سرے تک پہنچے۔ اور پھر انھوں نے پتنگ کی ڈوروں کے سرے سختی سے جوڑ دیئے اور آگے بڑھے۔ چند قدم تک جا کر وہ چشمہ تک پہنچ گئے اور ٹام نے اپنے سارے بدن میں جھرجھری محسوس کی۔ اس نے ہک کو دیوار کے ساتھ مٹی کے ڈھیلے پر موم بتی کے فتیلے کا کچھ حصہ دکھایا اور بتایا کہ کیسے وہ اور بیکی شعلہ کو بھڑکتا اور بجھتا ہوا دیکھتے رہتے تھے۔

اب لڑکوں نے سرگوشیوں میں باتیں کرنی شروع کر دیں۔ کیونکہ خاموشی اور اندھیرے نے ان کے جوش و خروش کو ٹھنڈا کر دیا تھا۔ وہ آگے بڑھتے رہے۔ اور اچانک دوسرے راستہ میں داخل ہوئے اور اس پر چلتے رہے حتیٰ کہ وہ ابھری ہوئی چٹان والی جگہ پر جا پہنچے۔ موم بتیوں کی روشنی میں پتہ چلا کہ وہ حقیقتاً سیدھی چٹان نہیں تھی بلکہ مٹی کی سیدھی پہاڑی تھی جو بیس یا تیس فٹ اونچی تھی۔ ٹام نے سرگوشی کی۔

"ہک - اب میں تمھیں ایک چیز دکھاؤں گا" اس نے اپنی موم بتی اوپر اٹھائی اور کہا۔
اس گوشہ میں جہاں تک نظر جاتی ہے دیکھو۔ کیا تمھیں وہ نظر آ رہی ہے۔"
وہاں بڑی چٹان پر موم بتی سے کچھ لکھا ہوا تھا۔"
" ٹام - یہ صلیب ہے "
" اب تمھارا نمبر ۲ کہاں ہے - اس صلیب کے نیچے - عین وہیں میں نے انجن
جو کو اپنی موم بتی گھسیڑتے ہوئے دیکھا تھا - ہک - "
ہک - اس پراسرار نشان کو تھوڑی دیر تک دیکھتا رہا۔ پھر اس نے لرزتی
ہوئی آواز میں کہا۔
" آؤ ٹام یہاں سے چلے چلیں "
" کیا کہا - خزانہ یہیں چھوڑ جائیں "
" ہاں چھوڑ جاؤ۔ انجن جو کا بھوت یقیناً یہیں کہیں ہو گا "
" نہیں ہک - بالکل نہیں - یہ وہ جگہ نہیں ہے جہاں وہ مرا ہے وہ تو
یہاں سے پانچ میل دور غار کے منہ پر مرا تھا "
" نہیں ٹام - اس کا بھوت روپے کے گرد منڈلا رہا ہو گا - میں بھی بھوتوں کے
طریق کار جانتا ہوں اور تم بھی "
ٹام کے دل میں یہ خوف پیدا ہونے لگا کہ ہک ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اس کے
دماغ میں بھی وسوسے پیدا ہو گئے - لیکن فوراً اسے ایک خیال سوجھا۔
" ہک - دیکھو - ہم بھی اپنے آپ کو کیسا احمق بنا رہے ہیں - انجن جو کا بھوت
وہاں نہیں آ سکتا جہاں صلیب ہے - "
یہ اچھا خیال پیش کیا گیا تھا - اس کا اثر ہوا -
ٹام - یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا - ہاں ٹھیک ہے - یہ صلیب ہماری
خوش نصیبی ہے - میرا خیال ہے ہم اس کے اوپر چڑھ جائیں گے اور وہ صندوق ڈھونڈ نکالیں گے -
ٹام پہلے وہاں گیا اور مٹی کے ٹیلے پر سے اترتے ہوئے اس نے ناہموار قدم

اٹھائے۔ بک نے اس کا تعاقب کیا۔ عظیم چٹان میں چھوٹے غار سے چار راستے نکلے۔ لڑکوں نے تین راستوں کا جائزہ لیا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ چٹان کی بنیاد کے قریب ترین چھوٹا سا شگاف دیکھا۔ جس میں کمبل بچھے ہوئے تھے۔ ایک پرانا تسمہ تھا۔ کچھ بیکن کا چھلکا تھا۔ دو یا تین مرغیوں کی اچھی طرح چچوڑی ہوئی ہڈیاں تھیں۔ لیکن وہاں روپے کا صندوق نہ تھا۔ لڑکوں نے اس جگہ کو اچھی طرح دیکھا بھالا اور پھر دیکھا لیکن بیسود۔ ٹام نے کہا۔

"اس نے کہا تھا کہ صلیب کے نیچے ہے۔ اور ہم صلیب کے بہت نزدیک ہیں۔ چٹان کے نیچے تو ہو نہیں سکتا کیونکہ وہ زمین تک ٹھوس ہے"

"انھوں نے ایک بار پھر ہر جگہ وہ صندوق ڈھونڈا اور پھر ہمت ہار کر بیٹھ گئے۔ ہک کوئی مشورہ نہیں دے سکتا تھا۔ رفتہ رفتہ ٹام نے کہا۔

دیکھو ہک۔ اس چٹان کے ایک طرف مٹی پر قدموں کے نشانات ہیں۔ اور موم بتی کی چکناہٹ ہے لیکن دوسری اطراف پر نہیں ہے۔ یہ نشانات کیا ہیں۔ میں شرط لگاتا ہوں کہ روپیہ چٹان کے نیچے ہے۔ میں مٹی میں کھدائی کروں گا۔"

یہ خیال برا نہیں ہے ٹام۔ ہک نے جوش میں آ کر کہا

ٹام نے فوراً اپنا اصلی بارلو چاقو باہر نکال لیا۔ ابھی اس نے چار انچ گہری کھدائی نہیں کی تھی کہ اس کے چاقو کی ضرب لکڑی پر پڑی۔

"اے۔ ہک۔ کچھ سنا۔"

ہک نے اب کھدائی اور مٹی ہٹانی شروع کردی۔ چند تختے ننگے ہوئے اور ان کو ایک طرف ہٹا دیا گیا۔ ان تختوں نے چٹان کے اندر ایک قدرتی گڑھے کو چھپا رکھا تھا۔ ٹام اس کے اندر چلا گیا اور وہ چٹان کے اندر جہاں تک ممکن تھا اپنی موم بتی لے گیا۔ لیکن اس نے کہا اسے شگاف کا سرا نظر نہیں آ رہا ہے۔ وہ جھک گیا۔ اور اس شگاف کے اندر چلا گیا۔ تنگ راستہ پھر دھیرے دھیرے

نیچے اترتا چلا گیا۔ وہ اس کے پرپیچ راستہ پر ہولیا۔ پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف۔ ہک اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ ٹام ایک چھوٹے سے خم پر مڑا اور رفتہ رفتہ اس نے کہا۔

"اوہ میرے خدا۔ ہک ادھر دیکھو۔"

وہ یقیناً خزانے کا صندوق تھا۔ محفوظ غار میں پڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہی بارود کا خالی پیالہ پڑا تھا۔ چمڑے کے کیسوں میں دو بندوقیں تھیں۔ ہرن کی کھال کے دو یا تین جوڑے پرانے جوتے تھے۔ ایک چمڑے کی پیٹی تھی اور کچھ دیگر الم غلم سامان تھا جو پانی کے ٹپکنے کے باعث بھیگا ہوا تھا۔

"آخر کار مل ہی گیا۔ ہک نے بے آب سکوں پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ اوہ میرے خدا۔ ٹام ہم امیر ہو گئے۔"

"ہک میرا تو ہمیشہ سے یہی خیال رہا تھا کہ یہ ہمیں مل جائے گا۔ یقین نہیں آتا مگر یہ ہمیں مل چکا ہے۔ سنو۔ اب ہمیں یہاں ٹرانک ٹوٹیاں نہیں مارنی چاہئیں۔ آؤ یہاں سے کھسک چلیں۔ ذرا ٹھہرو۔ میں یہ دیکھ لوں کہ میں صندوق کو اٹھا سکتا ہوں یا نہیں۔"

صندوق کا وزن تقریباً پچاس پونڈ تھا۔ ٹام اسے بڑی دقت سے اٹھا سکتا تھا۔ لیکن اسے آسانی سے ساتھ لے کر نہیں چل سکتا تھا۔

"میرا یہی خیال تھا" اس نے کہا۔

"میں نے دیکھا وہ اسے اس روز آسیب زدہ مکان سے اس طرح اٹھا کر لائے تھے جیسے یہ وزنی ہو۔ میرا خیال ہے۔ میرا سوچنا اور اپنے ساتھ چھوٹے تھیلے لے آنا بالکل ٹھیک تھا۔"

جلد ہی روپیہ تھیلوں میں ڈال دیا گیا اور لڑکے اس کو صلیب والی چٹان تک لے آئے۔

"آؤ۔ اب بندوقیں اور دوسری چیزیں بھی اٹھا لائیں" ہک نے کہا

"نہیں ہک ۔ ان کو وہیں رہنے دو ۔ جب ہم رہزنی کا پیشہ اختیار کریں گے تو کچھ چیزوں کی ضرورت پڑے گی ۔ ہم ان کو یہیں رکھیں گے ۔ اور ہم رنگ رلیاں منایا کریں گے ۔ رنگ رلیوں کے لئے یہ بہت ہی خوشگوار اور محفوظ جگہ ہے ۔"

"رنگ رلیاں کیا ہوتی ہیں ۔؟"

"مجھے معلوم نہیں ۔ لیکن رہزن ہمیشہ رنگ رلیاں منایا کرتے ہیں اور ہمیں بھی رنگ رلیاں منانی ہوں گی ۔ آؤ ہک ۔ چلیں ۔ ہمیں یہاں آئے ہوئے بہت دیر ہو چکی ہے ۔ اور میرا خیال ہے میں بھوکا بھی ہوں ۔ جب ہم کشتی پر پہنچیں گے تو کھانا کھائیں گے ۔ اور پائپ پئیں گے ۔"

وہ جلد ہی ساحل کی جھاڑیوں سے نمودار ہوئے ۔ انھوں نے دزدیدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا ۔ انھوں نے ساحل کو ویران پایا ۔ وہ جلد ہی کشتی میں بیٹھ کر کھانا کھانے اور پائپ پینے لگے ۔ جب سورج افق پر ڈوب گیا تو انھوں نے کشتی کو دھکیلا اور اپنے سفر پر روانہ ہو گئے ۔ ٹام ہک کے ساتھ خوشگوار انداز میں باتیں کرتا ہوا شام کے طویل جھٹپٹے میں ساحل کے ساتھ ساتھ کشتی کھینتا رہا ۔

وہ اندھیرا ہو جانے پر ساحل پر اترے ۔

"اب ہک" ٹام نے کہا "یہ روپیہ بیوہ کے چوبی شیڈ کی الماری میں چھپا دیں گے ۔ میں صبح آؤں گا ۔ ہم دونوں روپیہ گنیں گے اور آپس میں بانٹ لیں گے اور پھر ہم جنگل میں کوئی ایسی جگہ ڈھونڈیں گے جہاں یہ روپیہ محفوظ رہے تم یہاں آرام سے لیٹے رہو اور اس خزانہ کی نگرانی کرو اور میں دوڑ کر بینی ٹیلر کی چھوٹی گاڑی لاتا ہوں ۔

"بس ایک منٹ میں آیا ۔"

وہ غائب ہو گیا اور جلد ہی گاڑی لے کر آ گیا اس گاڑی میں دو چھوٹے تھیلے رکھ دیئے گئے ۔ اس کے اوپر چند پرانے چیتھڑے ڈال دیئے گئے اور وہاں سے چل پڑے ۔ گاڑی کو اپنے پیچھے پیچھے کھینچتے رہے ۔ جب لڑکے ویلز کے باشندے

کے مکان کے قریب پہنچے تو وہ سستانے کے لئے رک گئے۔ جب وہ چلنے کے لئے تیار ہو رہے تھے ویلز کا باشندہ اپنے مکان سے باہر آیا۔ اس نے کہا۔

"ہیلو۔ کون ہے"

"ہک اور ٹام سائر"

خوب۔ لڑکو میرے ساتھ آؤ۔ تم سب لوگوں کو بڑا انتظار کرا رہے ہو۔ آؤ۔ جلدی چلو۔ آگے۔ آگے۔ چلو۔ تمھاری گاڑی میں کھینچ کر لاتا ہوں۔ اور یہ گاڑی اتنی ہلکی تو نہیں جتنی ہونی چاہیئے۔ کیا اس میں اینٹیں لائے ہو۔ یا پرانا لوہا۔؟"

"پرانا لوہا۔"

میرا بھی یہی خیال تھا۔ اس قصبہ کے لڑکے با قاعدہ کام کر کے دگنا روپیہ کمانے کی بجائے ڈھلائی کے کارخانہ میں بیچنے کے لئے پرانے لوہے کے کچھ ٹکڑے ڈھونڈنے میں زیادہ مشقت اور زیادہ وقت ضائع کرتے ہیں۔ لیکن یہ انسانی فطرت ہے۔ تیز۔ تیز چلو۔ تیز تیز چلو۔

لڑکے یہ جاننا چاہتے تھے کہ جلدی کس بات کی تھی۔

"پروا نہ کرو۔ جب تم بیوہ ڈگلس کے ہاں پہنچو گے تو خود دیکھ لوگے"

ہک نے کسی قدر وسوسہ کے ساتھ کہا کیونکہ وہ اپنے اوپر غلط الزامات عائد کئے جانے سے مانوس ہو چکا تھا۔

"مسٹر جونز۔ ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔"

ویلز کا باشندہ ہنسا۔

"خیر۔ ہک۔ مجھے معلوم نہیں۔ میرے لڑکے۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ کیا تم اور بیوہ ڈگلس ایک دوسرے کے اچھے دوست نہیں ہو؟"

"ہاں۔ ہیں تو۔ بہرکیف وہ میری اچھی دوست رہی ہے"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ تم ڈرتے کس بات سے ہو۔؟"

پک بھی شستہ فہم دماغ میں اس سوال کا پورا جواب نہیں دے پایا تھا کہ ٹام کے ہمراہ اس کو مسز ڈگلس کی نشست گاہ میں دھکیل دیا گیا۔ مسٹر جونز نے اس گاڑی کو دروازے کے قریب پڑا رہنے دیا۔ اور خود ان کے پیچھے نشست گاہ میں داخل ہوا۔
رفتہ رفتہ اس جگہ کو روشن کر دیا گیا اور گاؤں کا ہر وہ شخص جو تھوڑی بہت اہمیت رکھتا تھا وہاں پہنچ گیا تھا۔ تھیچر خاندان وہاں تھا۔ ہارپر اور روجرز خاندان بھی تھے۔ خالہ پولی۔ سڈ۔ میری۔ پادری۔ اخبار کا ایڈیٹر اور بہت سے دوسرے لوگ بھی وہاں موجود تھے۔ سب نے اپنا بہترین لباس پہن رکھا تھا۔ بیوہ نے بہتری خوشدلی کے ساتھ ان دونوں کا اس طرح خیر مقدم کیا جس طرح ان جیسے نظر آنے والے دو اشخاص کا خیر مقدم کیا جا سکتا تھا۔ وہ مٹی اور موم بتی کی چکناہٹ سے اٹے ہوئے تھے۔ خالہ پولی کے رخسار فرط ندامت سے سرخ ہو گئے۔ اس نے ٹام کی طرف دیکھ کر ناک بھوں چڑھائی اور سر ہلا دیا۔ ان دونوں لڑکوں جتنا کوئی بھی دکھی نہیں تھا۔ مسٹر جونز نے کہا۔
"ٹام ابھی گھر نہیں آیا تھا۔ اس لئے میں نے اس کی تلاش ترک کر دی لیکن گھر کے دروازے کے عین سامنے میری ان سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس لئے میں جلدی سے ان کو یہاں لے آیا۔"
تم نے بہت اچھا کیا۔ بیوہ بولی۔ لڑکو۔ میرے ساتھ آؤ۔ وہ ان کو خوابگاہ میں لے گئی اور بولی۔ اب ہاتھ منہ دھو لو اور کپڑے پہن لو۔ یہ رہے کپڑوں کے دو نئے سوٹ۔ قمیض اور موزے۔ ہر چیز مکمل ہے۔ یہ ہک کے ہیں۔ نہیں نہیں۔ شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہک۔ مسٹر جونز نے ایک سوٹ خریدا اور دوسرا میں نے۔ لیکن دونوں سوٹ تمہیں فٹ آ سکیں گے۔ یہ سوٹ پہن لو۔ ہم انتظار کریں گے۔ جب تم اچھی طرح صاف ستھرے بن جاؤ تو نیچے آ جانا۔
اس کے بعد وہ چلی گئی۔

چونتیسواں باب

بھید کی ایک بات کہی جاتی ہے

مسٹر جونز کا حیرت انگیز انکشاف ناکام ہوتا ہے

بک نے کہا۔ ٹام اگر ہمیں رسی مل جائے تو ہم یہاں سے کھسک سکتے ہیں یہ کھڑکی زمین سے زیادہ اونچی نہیں ہے۔

"بکواس۔ تم کھسکنا کیوں چاہتے ہو؟"

"میں دراصل اس قسم کے ہجوم سے مانوس نہیں ہوں۔ میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نیچے نہیں جاؤں گا ٹام۔"

اوہ۔ خواہ مخواہ پریشان ہوتے ہو۔ یہ تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔ میں تو ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ میں تمہارا خیال رکھوں گا۔"

سڈ نمودار ہوا۔

ٹام۔ اس نے کہا۔ خالہ ساری دوپہر تمہارا انتظار کرتی رہی ہے میری نے تمہارے اتوار کے کپڑے تیار رکھے تھے۔ اور ہر شخص تمہارے بارے میں ڈر رہا ہے۔ کیا تمہارے کپڑوں پر یہ چکناہٹ اور مٹی نہیں ہے۔"

سنو۔ مسٹر سڈی۔ تم جاؤ اور اپنے کام سے مطلب رکھو۔ بہرکیف تم یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟"

یہ بیوہ کی پارٹیوں میں سے ایک ہے۔ وہ ہمیشہ ایسی پارٹیاں کیا کرتی ہے۔ یہ پارٹی ویلز کے باشندے اور اس کے بیٹوں کے لئے ہے۔ کیونکہ انھوں نے اس رات اس کی مدد کی تھی۔ اور سنو۔ اگر تم جاننا چاہو تو میں تمھیں ایک بات بتا سکتا ہوں۔

"کونسی بات؟"

کیوز - بولا مسٹر جونز آج رات کسی حیرت انگیز راز کا انکشاف کرنے والا ہے۔ لیکن آج جب وہ خالہ کو یہ راز بتا رہا تھا تو میں نے سن لیا تھا۔ اب یہ کوئی راز نہیں رہا۔ ہر کوئی اسے جانتا ہے اور بیوہ بھی جانتی ہے۔ وہ اس راز کو چھپانے کی کوشش کرتی رہی ہے۔ مگر کر نہیں سکی۔ مسٹر جونز پر یہ پابندی لگائی گئی کہ ہک کو یہاں ضرور موجود ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تم جانتے ہو وہ ہک کے بغیر اپنا عظیم الشان بھید نہیں کھول سکتا۔"

"بھید۔ کس کے بارے میں بھید سڈ۔؟"

"ہک کے بارے میں کہ اس نے رہزنوں کا بیوہ کے گھر تک پیچھا کیا۔ میرا خیال ہے۔ مسٹر جونز اپنے اس حیرت انگیز انکشاف سے حظ اٹھانا چاہتے ہیں۔ لیکن میں شرط لگاتا ہوں کہ ان کا یہ انکشاف بالکل بے اثر ثابت ہو گا۔"

سڈ اطمینان بخش اور قناعت پسندانہ انداز میں ہنسا۔

"سڈ کیا تم نے بتایا تھا؟"

"پرواہ نہ کرو کہ کس نے بتایا ہے۔ کسی نے تو بتایا ہو گا۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔"

سڈ اس قصبہ میں صرف ایک ہی کمینہ شخص ہے جو یہ بات بتا سکتا تھا اور وہ شخص تم ہو۔ اگر تم ہک کی جگہ ہوتے تو تم چپکے سے پہاڑی کے نیچے آ جاتے اور رہزنوں کے بارے میں کچھ نہ کہتے۔ تم کمینی بات کے سوا اور کچھ کر ہی نہیں سکتے اور تم یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ اچھی باتوں کے لئے کسی کی تعریف کی جائے۔ یہ لو۔ کوئی شکریہ نہیں۔ جیسا کہ بیوہ کہا کرتی ہے۔ اور ٹام نے سڈ کے کان پکڑ لئے اور کئی ٹھوکریں مار کر اسے دروازے سے باہر نکال دیا۔ جاؤ۔ اور اگر ہمت ہے تو جا کر خالہ پولی کو بتا دو۔ پھر کل تمہیں اس کا مزہ چکھا یا جائے گا۔"

چند منٹ کے بعد بیوہ کے مہمان رات کے کھانے کی میز کے گرد بیٹھ گئے۔ اور اسی کمرے میں ایک درجن بچے اس زمانہ اور ملک کے رواج کے

مطابق ساتھ والی چھوٹی میزوں پر بیٹھا دیئے گئے۔ مسٹر جونز نے مناسب وقت پر اپنی مختصر سی تقریر کی جس کے دوران میں اس نے اسے اور اس کے بیٹوں کو بخشے گئے اعزاز کے لئے بیوہ کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ ایک اور شخص بھی تھا جس کا انکسار ۔ ۔ ۔ ۔ ، وغیرہ وغیرہ ۔ اس نے انتہائی ڈرامائی انداز میں جس پر اسے دسترس حاصل تھی ۔ اس مہم میں ہِک کے حصے کے متعلق بھید کھولا۔ لیکن وہ اس موقع کے مطابق زیادہ تر جعلی تھا اور اتنا ہنگامہ خیز اور اتنا جذبات انگیز نہیں تھا۔ جتنا زیادہ مسرت انگیز حالات کے تحت ہو سکتا تھا۔ بہرکیف بیوہ نے حیرت کا مظاہرہ کیا۔ اور ہِک کی اتنی تعریف کی اور اس کا اتنا شکریہ ادا کیا کہ وہ اپنے نئے کپڑوں کی ناقابل برداشت بے کلی کو اس انتہائی ناقابل برداشت بے کلی کے سامنے بھول گیا کہ اس پر ہر آدمی کی آنکھ جمی ہوئی تھی اور ہر آدمی اس کی تعریف کر رہا تھا۔

بیوہ نے کہا وہ ہِک کو اپنے پاس رکھنا اور اسے تعلیم دلوانا چاہتی ہے اور جب اس کے پاس فالتو روپیہ ہو جائے گا تو اس سے چھوٹے پیمانے پر اسے کوئی کاروبار شروع کر دے گی۔ اب ٹام کی باری آنے والی تھی ۔ اس نے کہا۔

"ہِک کو اس کی ضرورت نہیں۔ ہِک بہت دولتمند ہے"

وہاں لوگوں کے شائستہ اطوار پر بھاری بوجھ نے اس پر لطف مذاق پر ان کو مناسب داد دینے والی ہنسی سے روکا۔ لیکن خاموشی کسی قدر پریشان کن تھی۔ ٹام نے مہر سکوت توڑ دی۔

"ہِک کے پاس روپیہ ہے۔ شاید آپ کو اعتبار نہیں آئے گا۔ لیکن اس کے پاس بہت روپیہ ہے۔ آپ کو مسکرانے کی ضرورت نہیں۔ میرا خیال ہے میں وہ روپیہ آپ کو دکھا سکتا ہوں۔ آپ ذرا ایک منٹ ٹھہریئے"

ٹام گھر کے باہر دوڑا۔ لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف تعجب انگیز دلچسپی اور ہِک کی طرف مستفسرانہ انداز میں دیکھا جو خاموش بیٹھا تھا۔

"سِڈ۔ ٹام کو کیا تکلیف ہے۔ خالہ پولی نے کہا۔ خیر۔ اس لڑکے کو کبھی کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ میں تو کبھی۔۔۔۔"

ٹام نشست گاہ میں داخل ہوا۔ وہ اپنے تھیلوں کے ساتھ پورا زور لگا رہا تھا۔ اور خالہ پولی اپنا جملہ ختم نہیں کرنے پائی تھی کہ ٹام نے زرد سکّے میز پر ڈھیر کر دیئے اور کہا۔

یہ دیکھو۔ میں نے آپ سے کیا کہا تھا۔ آدھا روپیہ ہک کا ہے اور آدھا میرا ہے۔

یہ منظر دیکھ کر سب دم بخود رہ گئے۔ ہر آدمی اس ڈھیر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کوئی ایک لمحے کے لئے بول نہ سکا اس کے بعد میں سب نے اس روپیہ کے بارے میں وضاحت طلب کی۔ ٹام نے کہا کہ وہ وضاحت پیش کر سکتا ہے اور اس نے وضاحت پیش کر دی۔ وہ کہانی طویل لیکن دلچسپی سے بھرپور تھی۔ کوئی اس کہانی کی روانی کا جادو توڑنے کے لئے مداخلت نہیں کر رہا تھا۔ جب وہ اپنی کہانی ختم کر چکا تو مسٹر جونز نے کہا۔

"میں سمجھتا تھا کہ میں نے اس موقع کے لئے ایک حیرت انگیز انکشاف محفوظ رکھا ہے لیکن اب وہ انکشاف بے معنی ہو کر رہ گیا ہے۔ میں یہ کہنے کو تیار رہوں کہ اس انکشاف نے اس انکشاف کو بہت حقیر بنا دیا ہے۔"

روپیہ گنا گیا۔ وہ ساری رقم بارہ ہزار ڈالر سے کچھ زائد تھی۔ وہاں جو لوگ موجود تھے انھوں نے پہلے ایک وقت میں اتنا روپیہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اگرچہ وہاں ایسے متعدد لوگ موجود تھے جو اس سے زیادہ رقم کی جائیداد رکھتے تھے۔

پینتیسواں باب ۳۵

نیا نظام ۔ بیچارہ ہک ۔ نئی مہمات کا منصوبہ باندھا گیا

اس کتاب کے قاری کو اتنا اطمینان ہونا چاہیئے کہ ٹام اور ہک کو جو دولت چھپر پھاڑ کر دی گئی تھی اس نے بیچارے سینٹ پیٹرز برگ کے چھوٹے سے گاؤں میں ہلچل پیدا کر دی۔ وہ رقم واقعی نقدی کی صورت میں اتنی بڑی تھی کہ ناقابل یقین دکھائی دیتی تھی۔ اس کے بارے میں باتیں ہوئیں۔ حظ اٹھایا گیا اور اسے بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا حتیٰ کہ اس غیر صحت مندانہ جوش و خروش کے بوجھ تلے بہت سے شہریوں کے پائے استدلال لڑکھڑا گئے۔ سینٹ پیٹرز برگ اور پڑوس کے دیہات میں ہر آسیب زدہ مکان کو درہم برہم کر دیا گیا۔ ان کا ایک ایک تختہ اکھاڑ دیا گیا۔ اور مدفون خزانوں کی خاطر ان کی بنیادیں کھود ڈالی گئیں اور یہ کام لڑکوں ہی نے نہیں بلکہ مردوں اور ان میں سے چند کافی گمبھیر اور رومانیت سے عاری مردوں نے بھی کیا۔ جب ٹام اور ہک نمودار ہوتے تو ان کے مصاحب ان کے گرد جمع ہو جاتے۔ ان کی تعریف کرتے اور ان کو گھورتے رہتے۔ لڑکے یہ یاد کرنے کے قابل ہی نہیں تھے کہ اس سے پہلے ان باتوں میں کوئی وزن بھی ہوتا تھا لیکن اب تو وہ ہر بات کہتے تھے اس کو انمول خزانے کی طرح دل میں محفوظ رکھا جاتا تھا۔ اور بار بار دہرایا جاتا تھا۔ وہ جو بات کرتے تھے اسے کسی نہ کسی طرح عظیم الشان اور حیرت انگیز خیال کیا جاتا تھا وہ بظاہر کوئی معمولی بات کہتے یا کوئی معمولی کام کرنے کی قوت کھو بیٹھے تھے علاوہ ازیں ان کے گذشتہ اعمال کی تاریخ کھنگالی گئی جس سے معلوم ہوا

کہ ان میں دلیرانہ جدت پسندی ہے۔ گاؤں کے اخبار نے ان لڑکوں کی سوانح عمری پر مبنی خاکے شائع کئے۔

بیوہ ڈگلس نے ہک کا روپیہ چھ فیصدی سود پر اور جج تھیچر نے خالہ پولی کی درخواست پر ٹام کا روپیہ اتنے ہی سود پر بنک میں جمع کرا دیا۔ اب ان میں سے ہر لڑکے کو آمدنی ہونے لگی جو خاصی گراں قدر تھی۔ ان کو سال بھر ہفتہ کے ہر دن ایک ڈالر اور اتواروں کو نصف ڈالر ملتا تھا۔ یہ وہ رقم تھی جو پادری کو ملتی تھی۔ نہیں پادری سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ ایسے اتنی رقم ملے گی لیکن وہ اتنی رقم اکٹھی نہیں کر پاتا تھا۔ اس پرانے اور سادہ زمانہ میں سوا ڈالر فی ہفتہ سے ایک لڑکا کھا سکتا تھا۔ کہیں رہ سکتا تھا۔ اسکول میں تعلیم پا سکتا تھا اور دیکھا جائے تو کپڑے بھی پہن سکتا تھا اور نہا دھو بھی سکتا تھا۔

جج تھیچر نے ٹام کے بارے میں نہایت اعلیٰ رائے قائم کی تھی۔ اس نے کہا کوئی معمولی لڑکا اس کی بیٹی کو غار سے نکال کر نہیں لا سکتا تھا اور جب بیکی نے انتہائی رازداری سے کام لیتے ہوئے اپنے باپ کو یہ بتایا ٹام نے کس طرح اسکول میں اس کی جگہ کوڑے کھائے تھے تو جج بہت متاثر ہوا۔ جب بیکی نے اس بھاری جھوٹ کے لئے جو ٹام نے اس کی بجائے خود کوڑے کھانے کے لئے بولا تھا۔ خدا سے رحم و کرم کی التجا کی تو جج نے شاندار انداز میں کھل کر کہا کہ وہ ایک عالی ظرفانہ۔ فراخدلانہ۔ اور بلند حوصلہ کا حامل جھوٹ تھا اور یہ جھوٹ اس قابل تھا کہ وہ اپنا سر فخر سے بلند کرے اور کلہاڑی کے متعلق جارج واشنگٹن کے اس سچ کے ساتھ تاریخ میں دوش بدوش چلے جس کی بیحد تعریف کی جا چکی ہے۔ بیکی نے سوچا کہ اس کا باپ اس سے پہلے کبھی اتنا قد آور اور عظیم الشان نظر نہیں آیا تھا جتنا وہ فرش پر چلتے ہوئے اور اپنا پاؤں زور سے پٹکتے ہوئے یہ بات کہتا نظر آ رہا تھا۔ وہ فوراً وہاں سے چل پڑی اور اس نے ٹام کو یہ یہ بات بتائی۔

جج ٹھیچر کو امید تھی کہ وہ ٹام کو ایک روز عظیم وکیل یا عظیم سپاہی دیکھے گا۔ اس نے کہا وہ یہ ارادہ رکھتا ہے کہ ٹام قومی فوجی اکیڈمی میں داخل ہو جائے اور پھر اس ملک کے قانون سے متعلق بہترین اسکول میں تربیت ملے تاکہ وہ وکیل یا سپاہی بننے کے لئے تیار رہے۔

ہک فن کی دولت نے اور اس حقیقت نے کہ اب وہ بیوہ ڈگلس کی حفاظت میں تھا اسے اونچی سوسائٹی میں متعارف کرادیا۔ نہیں اسے اونچی سوسائٹی میں گھسیٹ کر لے جایا گیا اور اسے وہاں دھکیل دیا گیا۔ اس کے مصائب اس کی قوت برداشت سے بہت زیادہ تھے۔ بیوہ کے ملازم اسے صاف ستھرا رکھتے تھے۔ اس کے بالوں میں کنگھی کرتے تھے۔ برش سے اس کے کپڑے صاف کرتے تھے۔ رات کو اسے بیدرد چادروں میں سلاتے تھے جن پر ذرا بھی دھبہ یا داغ نہیں ہوتا تھا جسے وہ اپنے سینے سے لگا سکتا اور اپنا دوست سمجھ سکتا۔ اسے چھری اور کانٹے سے کھانا کھانا پڑتا تھا۔ اسے رومال پیالہ اور پلیٹ کو استعمال کرنا کتاب کا سبق یاد کرنا اور گرجا جانا پڑتا تھا۔ اسے مناسب ڈھنگ سے بات کرنی پڑتی تھی۔ اس کی تقریر اس کے منہ میں بدذائقہ ہو گئی تھی۔ وہ جس طرف اپنا منہ پھیرتا تھا اس طرف تہذیب وتمدن کی سلاخوں اور زنجیروں میں اپنے آپ کو مقید پاتا تھا اور اس کے دست و پا بندھے ہوئے تھے

وہ تین ہفتوں تک یہ مصائب جھیلتا رہا اور پھر لاپتہ ہو گیا۔ بیوہ انتہائی دکھ کے ساتھ اڑتالیس گھنٹے تک اسے ہر جگہ ڈھونڈتی رہی۔ لوگوں کو سخت تشویش تھی۔ انھوں نے اسے نشیب و فراز میں ڈھونڈا۔ اور اس کی نعش کی تلاش میں دریا کو کھنگال ڈالا۔ تیسرے روز صبح کو ٹام مذبح کے عقب میں واقع چند خالی سور خانوں میں اسے بڑی عقلمندی کے ساتھ ڈھونڈتا ہوا جا نکلا اور ان میں سے ایک سور خانہ میں اسے وہ پناہ گزیں مل گیا۔ ہک

وہاں سویا ہوا تھا اور اس نے ابھی ابھی چراگاہ سے ہوئی الم علم اشیائے خوردنی سے ناشتہ کیا تھا اور اب وہ آرام کے ساتھ لیٹا ہوا تھا۔ اس کا پائپ اس کے منہ میں تھا۔ وہ غلیظ تھا۔ اس کے بالوں میں کنگھی نہیں کی گئی تھی اور اس نے وہی پرانے چیتھڑے پہن رکھے تھے جن سے ان ایام کی تصویر ابھرتی تھی جب وہ آزاد اور خوش تھا۔ ٹام نے اسے بتایا کہ وہ کیا مصیبت کھڑی کر رہا ہے۔ اس نے اس سے کہا کہ وہ گھر جائے۔ ہک کے چہرے پر سے سکون کے آثار مٹ گئے اور اس پر افسردگی چھا گئی۔ اس نے کہا۔

ٹام اس کا ذکر نہ کرو۔ میں کوشش کرکے دیکھ چکا ہوں۔ یہ قابل عمل نہیں ہے یہ قابل عمل نہیں ہے ٹام۔ یہ زندگی میرے لئے نہیں ہے۔ میں اس سے مانوس نہیں ہوں۔ بیوہ مجھ پر مہربان ہے۔ میری دوست ہے لیکن میں ان طریقوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ ہر صبح مجھے ایک ہی وقت پر بیدار ہونے پر مجبور کرتی ہے۔ وہ مجھے نہانے پر مجبور کرتی ہے۔ اس کے نوکر بڑے زور کے ساتھ میرے بالوں میں کنگھی کرتے ہیں۔ وہ مجھے چوبی شیڈ میں نہیں سونے دیتی۔ ٹام مجھے وہ کپڑے پہننے پڑتے ہیں جو میرا دم گھونٹ دیتے ہیں۔ ان میں سے ہوا آتی ہی نہیں۔ وہ کپڑے اتنے اچھے ہیں کہ نہ میں بیٹھ سکتا ہوں نہ لیٹ سکتا ہوں اور نہ کہیں لوٹ لگا سکتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے تہہ خانے کے دروازہ پر سوئے ہوئے کئی برس گذر چکے ہیں۔ مجھے کلیسا جانا پڑتا ہے۔ میں پسینے میں نہا جاتا ہوں۔ مجھے ان مزین وعظوں سے نفرت ہے۔ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آتا۔ میں وہاں تمباکو نہیں چبا سکتا۔ مجھے سارا اتوار جوتے پہننے پڑتے ہیں۔ بیوہ گھنٹی بجتی ہے تو کھاتی ہے گھنٹی بجتی ہے تو سوتی ہے۔ گھنٹی بجتی ہے تو جاگتی ہے۔ وہاں ہر چیز اتنی باقاعدہ ہے کہ کوئی اسے برداشت نہیں کر سکتا۔

"خیر۔ ہر کوئی اسی طرح کرتا ہے ہک۔"

ٹام اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ یہی سب کچھ نہیں ہے ۔ میں اسے برداشت
نہیں کرسکتا ۔ اس طرح بندھ کر رہ جاتا بہت اندوہناک ہے ۔ روٹی بڑی
آسانی سے مل جاتی ہے ۔ میں اس قسم کے لفظوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا ۔ مجھے
مچھلیاں پکڑنے کے لئے جانا ہو تو اجازت لینی پڑتی ہے ۔ مجھے تیرنے کے لئے
جانا ہو تو اجازت لینی پڑتی ہے جیسے ہر کام کے لئے اجازت لینا ضروری
ہو ۔ اور ہاں ۔ مجھے ایسی نفاست کے ساتھ بولنا پڑتا تھا کہ مجھے تکلیف
ہوتی تھی اور مجھے کھپریلی چھت والے اوپر کے کمرے میں جاکر اپنے خاص انداز
میں بات کرنی پڑتی تھی تاکہ منہ کا ذائقہ لوٹ آئے ۔ ٹام میں ایسا نہ کرتا تو
مرگیا ہوتا ۔ بیوہ مجھے پائپ نہیں پینے دیتی ۔ وہ مجھے چیخنے نہیں دیتی ۔
وہ مجھے لوگوں کے سامنے جماہی نہیں لینے دیتی ۔ انگڑائی تو نہیں لینے دیتی
اور کھجانے نہیں دیتی ۔ اور پھر اس نے خاص تلملاہٹ اور دکھ کے تشنج
کے ساتھ کہا ۔ اور قسم یاب کی ۔ وہ ہر وقت عبادت کرتی رہتی ہے ۔ میں
نے ایسی عورت کبھی نہیں دیکھی ۔ ٹام مجھے وہاں سے بھاگنا پڑا ۔ میں مجبور تھا
علاوہ ازیں اسکول کھلنے والا ہے ۔ مجھے اسکول جانا پڑے گا ۔ میں اسے
برداشت نہیں کرسکتا ۔ ٹام ۔ سنو ٹام ۔ امیر ہونے میں اتنا لطف نہیں
ہے جتنا کہا جاتا ہے ۔ امیری تو سراسر فکر و تشویش ہے ۔ پسینہ ہی پسینہ ہے ۔
تم ہر وقت یہ خواہش کرتے ہو کہ کاش تم مرگئے ہوتے ۔ یہ کپڑے میرے لئے
بہت موزوں ہیں اور میرے لئے یہ پیپا موزوں ہے میں اب ان کو ہرگز ہرگز
ترک نہیں کروں گا ٹام ۔ اگر وہ روپیہ نہ ہوتا تو میں اس ساری مصیبت
میں مبتلا نہ ہوا ہوتا ۔ سنو تم میرا سارا حصہ لے لو اور مجھے زیادہ دفعہ
نہیں کبھی کبھی دس سینٹ دیدیا کرنا ۔ کیونکہ میں وہ چیز لینے کی پرواہ نہیں کرتا ۔
جس کو پانا بہت مشکل ہو ۔ تم جاؤ اور میری جانب سے بیوہ کی منت سماجت کرو ۔
اوہ ! ہک تم جانتے ہو کہ میں ایسا نہیں کرسکتا ۔ یہ بات جائز نہیں ہے ۔

علاوہ ازیں اگر تم تھوڑی دیر تک اور کوشش کروگے تو تم اس طرز زندگی کو پسند کرنے لگو گے۔"

پسند کرنے لگوں گا۔ جیسے میں گرم پانی کے اسٹو پر زیادہ دیر تک بیٹھنا پسند کروں گا۔ نہیں ٹام۔ میں دولت مند نہیں بنوں گا۔ اور میں ان دم گھٹنے والے مکانوں میں نہیں رہوں گا۔ مجھے جنگل۔ دریا اور سور خانے پسند ہیں اور میں ان سے چمٹا رہوں گا۔ جہنم میں جائے۔ ہمارے پاس بندوقیں تھیں غار تھا اور رہزنی کے لئے ہر چیز تیار تھی۔ اور یہاں یہ حماقت ہوگئی اور بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔

ٹام نے دیکھا کہ اب موقع ہاتھ آرہا ہے۔

"سنو ہک۔ دولتمند ہو جانے پر بھی کوئی مجھے رہزن بننے سے روک نہیں سکتا۔"

"نہیں۔ اچھی گپ اڑا رہے ہو۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو ٹام؟"

"میں اتنا ہی سچ کہہ رہا ہوں جتنا یہاں بیٹھا ہوا ہوں۔ لیکن ہک اگر تم معزز معلوم نہیں ہوگے تو ہم تمہیں اپنے گروہ میں شامل نہیں کر سکیں گے۔"

ہک کی ساری مسرت پر پانی پھر گیا۔

"مجھے شامل نہیں کروگے ٹام؟ کیا تم مجھے بحری ڈاکو بنا کر نہیں لے گئے تھے؟"

ہاں لے گیا تھا۔ مگر وہ دوسری بات تھی۔ عام طور سے راہزن ایک بحری ڈاکو کی نسبت زیادہ شائستہ ہوتا ہے اور بہت سے ملکوں میں تو راہزن شرفاء کے خاندان کے اعلیٰ رکن ہوتے ہیں۔ ڈیوک وغیرہ۔"

سنو ٹام۔ کیا تم ہمیشہ میرے دوست نہیں رہے ہو۔" ٹام تم مجھے جھٹک کر الگ نہیں کروگے۔ تم ایسا نہیں کروگے؟ تم ایسا نہیں کروگے۔ کیا کروگے ٹام؟"

ہک میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن لوگ کیا نہیں گے؟ کیوں وہ یہ کہیں گے "مف ٹام سائر کا گروہ کیا ہے۔ اس میں بہت ہی رذیل لوگ ہیں" ان کی مراد تم سے ہوگی ہک۔ تم اس بات کو پسند نہیں کروگے اور میں بھی نہیں کروں گا۔"

بک تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہا۔ اپنے دماغ میں جدوجہد کرتا رہا۔ آخر کار اس نے کہا۔

"اچھا میں ایک مہینہ کے لئے بیوہ کے ہاں چلا جاؤں گا اور حالات کا مقابلہ کروں گا اور دیکھوں گا کہ میں برداشت کرسکتا ہوں یا نہیں اگر تم مجھے اپنے گروہ میں لے لو گے ٹام "

"اچھی بات ہے بک۔ وعدہ ہوا۔ اب چلو۔ بک میں بیوہ سے کہہ دوں گا کہ وہ تم سے تھوڑا سا نرم برتاؤ کرے۔"

"اب کیا تم اس سے یہ کہو گے ٹام۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اگر وہ چند باتوں میں نرم برتاؤ کرے گی تو میں تخلیہ میں پائپ پیوں گا اور تخلیہ ہی میں گالیاں دوں گا یا چیخا چلایا کروں گا۔ تم کب گروہ بنانے والے ہو اور کب رہزن بننے والے ہو۔" "اوہ آج ہی سے۔ ہم لڑکوں کو جمع کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ آج رات ہی کو رسومات کے ساتھ ابتدا کر دیں"

"کیا کر دیں؟"

"رسومات کے ساتھ ابتدا۔"

"یہ کیا ہوتی ہے؟"

"یہ ایک قسم ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے اور گروہ کے راز کسی کو نہیں بتائیں گے چاہے ہمارے ٹکڑے کیوں نہ اڑا دیئے جائیں۔ اور اگر کوئی شخص گروہ کے کسی رکن کو نقصان پہنچائے گا تو اسے اور اس کے خاندان کو ہلاک کر دیں گے۔"

"میں تمہیں بتاتا ہوں ٹام۔ یہ مزیدار بات ہے۔ بہت ہی مزیدار بات ہے۔"

ہاں میں شرط لگاتا ہوں کہ یہ مزیدار بات ہے۔ یہ قسم آدھی رات کو نہایت ہی ڈراؤنی جگہ میں جو میسر آسکے کھائی پڑتی ہے۔ آسیب زدہ

مکان بہت بہتر رہتا ہے لیکن ان لوگوں نے سارے آسیب زدہ مکانوں کو درہم برہم کر کے رکھ دیا ہے ''

'' خیر۔ ٹام۔ آدھی بات ہر حال میں اچھی رہتی ہے ''

'' ہاں۔ یہی بات ہے۔ اور قسم تابوت کے اوپر کھانی پڑتی ہے۔ اور خون سے دستخط کرنے پڑتے ہیں ''

'' ہاں۔ یہ تو بات ہوئی نا۔ ڈاکہ زنی سے یہ لاکھوں گنا بہتر ہے۔ ٹام میں بیوہ کے پاس اس وقت تک رہوں گا جبتک گلی سڑ نہیں جاؤں گا اور اگر میں باقاعدہ رہزن بن گیا اور ہر کوئی اس کے بارے میں باتیں کرنے لگا تو میرا خیال ہے وہ بہت فخر کرے گی کہ اس نے مجھے کیچڑ سے باہر نکال لیا۔ ''

اختتامیہ

یہ سرگذشت اس طرح ختم ہوتی ہے۔ یہ قطعاً ایک لڑکے کی روداد ہے اور اسے یہیں ختم ہو جانا چاہیئے۔ یہ کہانی ایک مرد کی روداد بنے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتی تھی۔ جب کوئی شخص سن رسیدہ لوگوں کے بارے میں ناول لکھتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس کو کہاں ختم کرنا ہے یعنی شادی پر۔ لیکن جب وہ نوعمر لوگوں کے بارے میں لکھتا ہے تو اسے کہانی وہاں ختم کرنی چاہیئے جہاں وہ بہتر انداز میں ختم کر سکتا ہے۔ اس کتاب کے بیشتر کردار ابھی تک زندہ۔ آسودہ حال اور خوش ہیں۔ کسی روز یہ بات کار آمد ثابت ہوگی کہ پھر نوعمر لوگوں کے بارے میں کہانی شروع کی جائے۔ اور دیکھا جائے کہ وہ کس قسم کے مرد اور عورتیں ثابت ہوتے ہیں۔ لہذا اس وقت ان کی زندگیوں کے کسی حصہ کو منکشف کرنا دانشمندی نہیں ہے۔

ختم شد۔